13.166

دو عظیم رہنما

ابو حنیفہ اور رضا

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

دو عظیم رہنما
ابو حنیفہ و رضا

امام الفقہ و فقیہ العشق

النعمان و الرضا رضی اللہ عنہما

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ 042-37352795 - 37124354

Marfat.com

دو عظیم رہنما
ابو حنیفہ رضا

معیاری اور خوبصورت کتابیں کا مرکز
بااہتمام: چوہدری غلام رسول

85015

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت	اگست 2009ء
مطبع	زاہد بشیر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزرز 0345-4653373
قیمت	

ملنے کے پتے

اسلام بک ڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور فون: 042-6452688

پروگریسو بکس فیصل مسجد اسلام آباد 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ اُردو بازار ۰ لاہور 042-37352795 - 37124354

Marfat.com

فہرست

عرض ناشر 9
نشان منزل 11

تذکرہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ کے دس خصوصی فضائل 34
امام ابوحنیفہ کا علمی مقام، صاحبان علم کی نظر میں 35
حضرت عبداللہ بن مبارک کا فیصلہ 40

امام صاحب کی مومنانہ فراست وذہانت کے حیرت انگیز علمی واقعات

امام اوزاعی حیرت سے دنگ رہ گئے 43
محافظِ خون مسلم 43
امام صاحب کے علم تک ہماری رسائی نہیں 44
چور کی نشان دہی کا انوکھا طریقہ 44
مخالف کا ناطقہ بند کردیا 45
خارجی لاجواب ہوگیا 45
رافضی تائب ہوگیا 46
قاضی کو فیصلہ بدلنا پڑا 46
ایک عجیب سوال اور اس کا فی البدیہہ حیرت انگیز جواب 47
امام محمد باقر نے آپ کی پیشانی کو چوم لیا 48
تمام اہل کوفہ پر امام صاحب کا احسان ہے 49
نقصان سے بچالیا 49
گمشدہ مال مل گیا 50

Marfat.com

عدالت پہ سکتہ طاری ہو گیا 50
امام صاحب نے دلائل کے انبار لگا دیئے 51
وراثت کا پیچیدہ مسئلہ 52
اور مسئلہ حل ہو گیا 54
دھیریے کو جواب 54
سر لینے آئے مگر دے بیٹھے 55
حاسد شرمندہ ہو گیا 55
فاتحہ خلف الامام کے قائلین کو الزامی جواب 56
حضرت عائشہ کی عظمت کا دفاع 56
اندازِ استدلال 57
مائیں ایسا عالم پیدا نہیں کر سکتیں 58
بچپن میں رومی شہنشاہ کو مبہوت کر دیا 58
دو عورتوں کا جھگڑا 59
دلہنیں بدل گئیں 60
حق دار کو حق دلا دیا 61
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معرکۃ الآراء فتویٰ 62
علوم قرآن اور امام نعمان رضی اللہ عنہ 62
فراست مومنانہ کا ایک عجیب واقعہ 64
قرآن مجید کی تعظیم 65
امام اعظم علیہ الرحمۃ کا تقویٰ و پرہیز گاری 65
غیر مقلدین علماء کا فیصلہ 66

Marfat.com

اولیاء وصوفیاء کی نظر میں امام صاحب کا مقام 68
امام اعظم کا حوصلہ وبردباری 70

آپ کی پرہیزگاری کے مزید واقعات

خوف خدا 72
جود وسخا کا حال 74
فرمان رسالت اور حضرت نعمان بن ثابت 75
امام اعظم اور علم حدیث 76
اخذ روایت میں امام صاحب کی احتیاط 77
مختلف روایات میں تطبیق کا فن 84
امام اعظم قرآن وسنت سے کس طرح مسائل نکالتے 88
ایک فقہی مسئلہ سے وضاحت 91
ایک شبہ کا ازالہ 93
فقہ وتقلید اور اجتہاد وقیاس 96
تعلیم فقہ اور قرآن 96
منکرین فقہ کے لیے لمحہ فکریہ 97
لطیفہ 98
دوسری دلیل قرآنی 98
علم فقہ اور حدیث 101
فضائل فقہا پہ احادیث 102
فقہ کی طرف رغبت دلانا 103
فقہاء ومجتہدین کا احترام کرو 105
ایک مثال 106

Marfat.com

◄◄ اجتہاد و قیاس 110
◄◄ شرائط جہاد 112
◄◄ مسئلہ تقلید شخصی 113
◄◄ یہی تو تقلید ہے 116
◄◄ امام اعظم علم فقہ کی طرف کیوں اور کیسے آئے 119
◄◄ امام صاحب نے فقہ حنفی میں امت کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں 121
◄◄ نکاح میں گواہ کے معاملہ میں آسانی 122
◄◄ تین طلاقیں اکٹھی دینے کا مسئلہ 123
◄◄ مطلقہ کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کا مسئلہ 124
◄◄ مطلقہ کی عدت اور لفظ "قروء" کی وضاحت 125
◄◄ کفارۂ ظہار وصوم میں کھانا کھلانے کی شق 127
◄◄ مصارف زکوٰۃ کا مسئلہ 128
◄◄ زکوٰۃ میں قیمت کی ادائیگی کا مسئلہ 129
◄◄ بچے اور مجنون پر زکوٰۃ کا مسئلہ 130
◄◄ مقروض پر زکوٰۃ کا مسئلہ 131
◄◄ نماز کے لیے تیمم کا مسئلہ 131
◄◄ بحوالہ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری 132
◄◄ فقہ حنفی کا بین الاقوامی مقام 133
◄◄ امام اعظم کی فراست مومنانہ اور عہدۂ قضاء کو ٹھکرانا 134
◄◄ امام صاحب نے ائمہ اہل بیت کی محبت و دفاع میں جان دے دی 136
◄◄ آپ کی نماز جنازہ اور تدفین 138
◄◄ تواریخ ولادت و وصال امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 140
◄◄ ضمیمہ 143

Marfat.com

تذکرہ: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

- تاریخ کے آئینے میں 159
- اعلیٰ حضرت کون 160
- اعلیٰ حضرت کی استقامت 161
- اعلیٰ حضرت کا بچپنا 162
- بسم اللہ خوانی کے موقع پر ایک عجیب واقعہ 163
- طالب علمی دور کا ایک حیران کن واقعہ 165

امام اہل سنت کی حاضر دماغی کے واقعات

- نواب صاحب خاموش ہو گئے 166
- مرد حق اور عبد حق 167
- تفنن طبع میں علمی رنگ 168
- ایک مجدد ایک محدث 169
- مادہائے تاریخ میں مہارت 170
- محدث کچھوچھوی اور محدث بریلوی 171

امام عاشقاں کی پرہیزگاری کے واقعات

- اہتمام روزہ 172
- احتیاط کا تقاضا 172
- سفر میں نماز با جماعت کا اہتمام 174
- بارش ہونے لگی 175
- حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ اعتماد 177
- اسے کیا کہنا چاہیے؟ 179

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ کے واقعات

- اعلیٰ حضرت کا علمی مقام 181
- جن پچپن علوم پہ آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی 184
- جادو جو سر چڑھ کر بولے 186
- علم ریاضی کا ایک پیچیدہ مسئلہ اور اس کا حل 187
- آپ کی تصانیف کا تذکرہ 188
- اعلیٰ حضرت کا عشق رسول ﷺ 191
- ایک سوال کا جواب 194
- اعلیٰ حضرت اور ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ 198
- جیسے میری سرکار ہیں 201
- محدث علی پوری کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت 201
- تعظیم سادات کے واقعات 203
- فتنہ اہانت رسول ﷺ اور اعلیٰ حضرت (ایک تقریر) 204
- ترجمہ کنز الایمان از امام احمد رضا خا 219
- وصال پر ملال اور چودہ نکاتی وصیت نامہ 214
- نشان مرد مومن 217
- چوں مرگ آید 218
- غسل اور کفن 218
- جنازے کا روح پرور منظر 219
- آپ کا مزار پر انوار 220
- مقام رضا فی حضرت المصطفیٰ (علیہ الوف التحیۃ والثناء 220
- کتابیات 222

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

قارئین کرام!

آپ کا یہ ادارہ پروگریسو بکس اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی کتب میں آپ حضرات کے تعاون، توجہ اور معاونت سے ایک مقام رکھتا ہے۔ زیر نظر کتاب **النعمان والرضا** رضی اللہ عنہ **(دو عظیم راہنما امام ابو حنیفہؒ، امام احمد رضاؒ)** کے موضوع پر مصنف الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے قلم سے تحریر پیش خدمت ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ کی بے شمار کتب کے تراجم جن میں غنیۃ الطالبین، کیمیائے سعادت، عوارف المعارف، مکتوبات امام ربانی، احیاء العلوم اور ان کے علاوہ بے شمار کتب کے تراجم ادارہ ہذا نے کروائے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام ہماری اس کوشش کو بھی بے حد پسند فرمائیں گے اور اپنی پسندیدگی اور حسب سابقہ تعاون فرما کر ہمارا حوصلہ بڑھائیں گے۔

والسلام

آپ کے تعاون کے طلبگار

چوہدری غلام رسول، میاں جواد رسول

Marfat.com

Marfat.com

نشانِ منزل

استاذ العلماء مولانا الحافظ القاری غلام حسن قادری
مفتی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور اور ان کی تصنیفات

(از حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان)

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطف میں گزر رہا ہے۔ یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے مزار پرانوار کی زیارت سے شادکام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ بھاٹی ہے اس کے ساتھ ہی پولیس اسٹیشن سٹریٹ، سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھاٹی اور لوہاری دروازوں کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاطِ مرد و زن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پُرامن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ صوفی اصغر علی روحی صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج و یکے از بانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روحی اہل سنت و جماعت ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے۔ آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض، ممدوح اکابر، خطیب العصر، محترم المقام، حضرت العلام مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہ باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے۔ بناء علیہ گاہے گاہے سر راہ علیک سلیک ہوتی رہی ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا، سلام و دعا کے علاوہ بات

Marfat.com

آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ وشمائل جلیلہ نے مجھے ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا' ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے' ان کی عاجزی وانکساری کی تو بات ہی کیا' کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔
حسن اتفاق کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی مدنی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عطا فرمودہ ''درود شریف'' کی کتابت نے یہ خواہش بآسانی پوری کردی' یوں آپ سے ربط وتعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلا دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔
خیال رہے کہ مجھے کثیر اہل علم وقلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبۂ علم وادب سے تعلق رکھتے ہیں' برصغیر پاک وہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف وتراجم پر بھی' اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا' جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانۂ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی' یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات ومضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف و تراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں۔ (الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ)
حضرت مولانا علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ' تو میرے خاص احباء میں شامل ہیں' وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے' اپنے پرائے' بیگانے' یگانے کی قدر ومنزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ خصوصاً علمائے کرام ومشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں۔ ان کے ادب واحترام اور عزت وتوقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے۔ گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند' افتاء وتدریس پر فائز ہیں تو روحانی و باطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی علمی وعملی زندگی خوب اور محبوب ہے۔ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم' عمل سے اور عمل' علم سے عبارت ہے۔ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری

Marfat.com

مدظلہ فی الحال اپنے آپ کو پردۂ اخفاء میں رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہوں گے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال و افعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہوں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہو کر استفادہ کریں مفتی صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت و شوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب قادری ایک مذہبی' دینی گھرانے کے چشم چراغ ہیں۔ آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو میاں محمد حسین ابن میاں علی محمد علیہما الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف و اطراف کے متعدد دیہات کے بچوں نے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے ۵ جولائی ۲۰۰۴ء بروز پیر انتقال فرمایا۔ جبکہ آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ/۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو راہی جنت ہوئے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

حفظ قرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زید مجدہٗ اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم و فنون کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کے لیے تخلیق فرمائے گئے تھے دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا چنانچہ

Marfat.com

۱۹۷۷ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کے لیے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصر سی مدت میں مکمل قرآن کریم حفظ فرما کر اسی سال مصلی سنایا' جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ و حافظہ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درسِ نظامی

امام اہلسنت' مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاذ محترم حضرت فقیر سلطانی مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا اور آپ نے سلاطین علوم وفنون سے سات سال تک جوہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی دارالعلوم سے فراغت' دستارِ فضیلت حاصل کی جن عالی مرتبت اساتذۂ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجیے۔

حفظ القرآن کے اساتذۂ کرام:

مکرم جناب حافظ بشیر احمد صاحب' قاری امانت علی صاحب' قاری محمد بنیامین صاحب' قاری سعید الرحمٰن صاحب' حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد اکرم صاحب

تجوید وقرأت

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے تجوید وقرأت کے لیے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں داخلہ لیا اور مفسر قرآن' زینت القراء حضرت علامہ قاری محمد طیب نقشبندی بن محقق اسلام حضرت الحاج محمد علی نقشبندی (علیہ الرحمۃ) سے ایک سال کے عرصہ میں روایت حفص کا کورس مکمل کیا اور جب امتحان کا مرحلہ آیا تو شیخ القراء حضرت قاری محمد یوسف صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ صدیقیہ مستی گیٹ لاہور) نے اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو

Marfat.com

خصوصی انعام سے نوازا جس کا ثبوت آپ کی سند تجوید و قرأت پہ آج بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے استاذ محترم نے نہایت ذوق و شوق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ کو سبعہ کی مشہور زمانہ کتاب ''الشاطبیہ'' بھی سبقاً سبقاً پڑھا دی۔

درسِ نظامی کے اساتذۂ کرام:

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مہر دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف و جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' حضرت مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ لنڈا بازار والے، حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب سابق مدرس مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف' مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور' حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب توگیروی۔

راہ عمل:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب زید مجدہٗ نے آغاز ہی سے راہ عمل اختیار فرمالی تھی۔ دوران تعلیم ہی سے آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لیے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء سے زیر قلم سطور ۲۰۰۸ء تک جامعہ مسجد حضرت مولانا روحی علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب و مراتب پر فائز ہیں۔ نیز شوال ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء سے آپ نے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کیے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت سے طلباء کرام کو نواز رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادم تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن و حدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ فن خطابت میں آپ ید طولی رکھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک میں اجتماع قابل دید ہوتا ہے' ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

Marfat.com

خطاطی:

علم و قلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم عموماً خوشنویس بھی ہوتا تھا۔ مگر نیرنگئ دوران دیکھیے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوش خطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے باکمال ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر اس کمپیوٹر کے دور میں خوش خطی تو عنقاء ہوتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آیئے تو دیکھیے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے نامور اساتذہ فن سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں، ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں، اس میں جہاں اساتذہ کرام کی محنت و مشقت کا تعلق ہے وہاں آپ کی دلجمعی، دلچسپی، محنت اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغری میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کے لیے جامع مسجد مولانا روحی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں میں میرے نام کا ایک نہایت ہی دلکش، خوبصورت بیل سے مزین طغری سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ سچ فرمایا محسنِ اعظم نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے "ہدیے اور تحفے دیتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے"۔ چنانچہ یوں سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرما دیا۔ (وللہ الحمد) آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں۔

استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمۃ، زینت الخطاط الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمۃ، استاذ العصر جناب محمد علی زاہد صاحب اور جناب استاذ غلام رسول صاحب۔

Marfat.com

زیارتِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً:

حیاتِ دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے سب سے بڑی تمنا بارگاہِ رحمۃ للعلمین ﷺ کی حاضری ہے۔ حج وعمرہ کی سعادت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے۔ اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے۔ اور عاشق زار اچانک اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ موذن ہو یا امام وخطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے کورے رہتے ہیں۔ دراصل بات خلوص، عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے والا
کوئی دل سے پکارے تو سہی

میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درد وسوز سے بارگاہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا:

دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک
میرے تاجور شہر یار مدینہ
کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل
کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ

بس پھر کیا تھا کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابشؔ
ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ بھی کشتۂ عشق محبوب کبریا ہیں۔ نہ جانے روحی مسجد کے درودیوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیب خدا

Marfat.com

ﷺ میں سفارش کی ہوگی کہ سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمالِ جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے۔ ہاں ہاں روضۂ مقدسہ کی زیارت بعینہٖ آپ ﷺ کی زیارت سے عبارت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا: من زار قبری کانما زارنی فی حیاتی ''جس (خوش نصیب ایمان دار نے) میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیاتِ مبارکہ میں میری زیارت کی''۔ آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدۂ جاں فزا سنانے کے لیے آ پہنچی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۸۹ء اور اکتوبر ۲۰۰۶ء رمضان المبارک میں اس نعمتِ عظمٰی سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ چمک رہا ہے امید واثق ہے کہ اس بار پھر ماہِ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ میں عمرہ شریف کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ انشاءاللہ

شرفِ بیعت:

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ ظاہری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لیے صحیح العقیدہ صاحب علم وفضل مرشد سے اس سنتِ مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کی باریابی کے لیے آپ نے قطب الوقت حضرت حافظ سلطان غلام باہو رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک سے طے فرمائیں۔

تصانیف:

ثقہ عالم دین میں علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور تبلیغ کے لیے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو۔ خوش بخت ہیں وہ علمائے کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں۔ کئی مصنف ومترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہٗ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شامل ہیں جن میں یہ سبھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف ومترجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے بیس کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت

Marfat.com

منوا چکی ہیں۔آپ بھی ان کتابوں کے نام بمع مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

ا: شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش:

یہ خوبصورت کتاب امام نعت گویان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے اردو دیوان "حدائق بخشش" (۱۳۲۵ھ) کی عشق ومحبت اور درد وسوز سے لبریز جامع شرح ہے۔ اس میں مناقب کے علاوہ تمام نعتوں' قصائد' مناجات' قطعات' رباعیات' مخمسات اور درود وسلام کی نہایت عام فہم شرح ہے۔مشکل الفاظ کے معانی اور مفہوم بالکل سادہ اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔دوران شرح سینکڑوں دیگر موضوعات پر بھی مواد جمع کیا گیا ہے۔جس سے کتاب کے حسن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔کتاب کے شروع میں علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی کا مضمون "امام نعت گویاں" شامل کیا گیا ہے۔جس سے حضرت رضا بریلوی کی فن شاعری میں مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔اس عاجز (تابش قصوری) کے قلم سے لکھے گئے شارح کے حالات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔صفحات ۱۰۸اناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۲: مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں:

اسے "شرح حدائق بخشش" کی باقیات میں شمار کرنا چاہیے کہ یہ حدائق بخشش کی وصل اول تا وصل چہارم کی شرح پر مشتمل ہے۔وصل اول میں نعت نبوی ہے اور بقیہ تین وصلوں میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی دو حمدوں کی بھی تشریح ہے۔شرح کا اندازہ بالکل وہی ہے جو متذکرہ بالا کتاب میں اپنایا گیا تھا۔

اس کتاب میں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن سے لے کر وفات تک چیدہ چیدہ واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔نیز حضور والا کے نو نادر عربی قصائد مع اردو اور فارسی میں شعری ترجمہ کے ساتھ شامل کتاب کیے گئے ہیں۔علاوہ ازیں ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کے مسئلہ کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ آخر کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔صفحات ۴۳۲ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

Marfat.com

۳: شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ ''انا''

یہ گراں مایہ کتاب حضور سید عالم ﷺ کی ان یک صد احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ ﷺ نے اپنی زبان معجز بیان سے بلفظ ''انا'' اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی جامع تشریح کی گئی ہے۔ جس کے ضمن میں سینکڑوں ایسی روایات واحادیث سامنے آ گئی ہیں جن سے پیارے مدنی مکی آقا ﷺ کی شان کا پروقار نقشہ سامنے آتا ہے۔ پھر ان واقعات کو خوبصورت اشعار سے مزین کر کے گویا کتاب کو چار چاند لگا دیے گئے ہیں۔ جو بلاشبہ قارئین کے ذوق مطالعہ کو دوبالا' سہ بالا' بلکہ چہار بالا کر دیتے ہیں۔ کتاب میں جابجا بزرگان دین کے واقعات بغرض اصلاح احوال امت پیش کیے گئے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جن کا بنظر انصاف مطالعہ قاری کے ذہن کو مطمئن کر دیتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ غافل مسلمانوں کو لمحات فکر کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے۔ اور حالات حاضرہ کے آئینے میں بتقاضائے وقت جذبات مسلم کو بیدار کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور سرور کائنات ﷺ کے سرتاپا حلیۂ مبارک کا بڑا ہی عاشقانہ بیان ہے۔ جسے پڑھ کر ہر خاص و عام جھوم جھوم جاتا ہے۔ اور عاشقان مصطفیٰ کے دل و دماغ معطر و منور ہو جاتے ہیں۔

ابتدا میں پانچ جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کی تقاریظ بھی موجود ہیں اور حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف غلام کے حالات زندگی بھی صدر کتاب میں شامل کیے گئے ہیں۔ صفحات ۱۰۰۰ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۴: تقریری نکات:

ایک سو اکابر و اصاغر علماء و خطباء کے خطبات و تقاریر سے ماخوذ حکمت و بصیرت اور شعور آگہی سے بھرپور علمی' تحقیقی اور اصلاحی نت نئے کام آنے والے سینکڑوں ''تقریری نکات'' جن میں سے ہر نکتہ اپنے اندر بہت سی معلومات افزا باتیں سموئے ہوئے ہے۔ توحید و رسالت' عظمت و شانِ مصطفیٰ' محبتِ رسول' سیرتِ سید المرسلین' میلاد النبی ﷺ عقائد اہل سنت و اصلاح احوال امت جیسے موضوعات اس کتاب کا اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ طنز و مزاح کے حوالے سے

Marfat.com

ایک بڑا ہی دلچسپ قابل مطالعہ باب ''مناظرانہ چٹکلے اور جہانِ ظرافت'' کا ہے' جس میں لطائف علمیہ کے علاوہ بہت سی حقیقت افروز باتیں ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا باب ہے جسے پڑھ کر ہر خاص و عام بے اختیار محظوظ ہوتا ہے۔ (یادر ہے بعض احباب کی خواہش پر یہ باب کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل کیا گیا تھا لیکن بعض بزرگوں کے حکم پر دوسرے ایڈیشن سے پورا باب نکالنا پڑا اس طرح بعض علماء کے نکات میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے) پند ونصائح سے متعلق عربی ادب کے شاہکار تین خطبات بھی شامل کتاب ہیں۔ آخر میں ان علماء وخطبا اور کتب کی فہرست دی گئی ہے جن سے ''تقریری نکات'' نقل کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف کے حالات بھی راقم نے لکھے ہیں۔ جن سے مصنف کی شخصیت کے علمی وعملی پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔ صفحات ۶۷۲ ناشر: کرمانوالہ بک شاپ داتا دربار لاہور۔

۵: اٹھارہ تقریریں:

اس کتاب کا مکمل نام ''زبدۃ الحسن مقالات وخطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں'' ہے۔ کتاب کے شروع میں حافظ محمد زبیر مجددی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف کے حالات ہیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقاریر کے موضوعات یہ ہیں۔

۱: فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا۔ ۲: قلب مومن ۳: بچوں کی صحبت ۴: مضامین سورۃ الحجرات۔ ۵: معجزۂ شق القمر ۶: سنت کے دنیوی وطبی فوائد ۷: حضور ﷺ کے والدین کریمین ۸: حقوق والدین ۹: حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی شان ۱۰: وسیلے کی برکت ۱۱: محبت ونسبت کا اثر ۱۲: دین اسلام میں مسجد کی اہمیت ۱۳: توبہ واستغفار ۱۴: اسلامی سلام اور اس کا صحیح جواب ۱۵: عید الفطر کی تقریر ۱۶: عیسائیت (حدیث ہرقل) ۱۷: فیضان اولیاء رحمۃ اللہ علیہم ۱۸: شب برأت۔ صفحات ۶۴۰' ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۶: کواکب سبعہ:

یہ کتاب سات جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں صحابہ کرام کے متعلق قرآنی آیات واحادیث دی گئی ہیں۔ اس کے بعد کتاب کا اصل موضوع شروع ہوتا ہے۔ جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اس کتاب میں ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: ۱: سید

Marfat.com

الشہدا آء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۲: موذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ ۳: شیخ الامت حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۵: حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ۶: حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ ۷: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 'کواکب'' کا معنی ہے ستارے' لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے''اصحابی کالنجوم'' میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ صفحات: ۴۳۲ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ لاہور۔

۷: الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ:

یہ کتاب چاندنی مسجد ریگل چوک لاہور میں دیے گئے ماہانہ دس دروس قرآن پر مشتمل ہے۔ پہلا درس تعوذ و استعاذہ کے بارے میں ہے۔ دوسرا درس تسمیہ کا بیان ہے۔ بقیہ سات دروس میں سورۃ فاتحہ کی لاجواب تفسیر ہے۔ کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی شامل ہے۔ صفحات: ۳۲۸ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ' لاہور۔

۸: قرآن اور حاملین قرآن:

یعنی قرآنی انسائیکلو پیڈیا۔ جس میں کتاب ہدایت کے بارے میں معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عظیم ذخیرہ ہے۔ کتاب زندہ قرآن حکیم کے مختلف پہلوؤں پہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئین انسانیت کے کئی گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لایزال و قدیم مرقع حکمت کے عجائبات' حیرت انگیز واقعات' حقانیت قرآن پہ غیر مسلموں کے اعترافات اور علوم قرآنی جیسے بے شمار علمی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوع انسانی کے پیام آخریں کے حامل کامل و اکمل' سرور کائنات' فخر موجودات' حضور رحمت عالمیاں یعنی صاحب قرآن علیہ السلام کی عظمت پر بھی جابجا نہایت علمی و تحقیقی مواد اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے جو کہ مولف کتاب کا سرمایہ حیات اور حاصل زندگی ہے۔ کتاب کے تین حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں عظمت قرآن' علوم قرآن' واقعات و عجائبات قرآن' وظائف و اعمال قرآنی اور ادعیہ قرآنیہ کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پہ بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں حفاظ قرآن پاک کی عظمت اور ان کے فضائل قرآن و سنت اور علماء امت کی تصریحات سے واضح کیے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں

85015

Marfat.com

حاملین قرآن یعنی علمائے کرام کا مرتبہ و مقام قرآن و سنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ الغرض یہ بے مثال ولاجواب و باکمال کتاب قرآنی معلومات کے لیے ایک عام قاری سے لے کر ایک عالم تک سب کے لیے بہترین انسائیکلو پیڈیا ہے اور بقول اقبال:

حرف اور ارب نے تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

۹: بوستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ''بوستان سعدی'' کا انتہائی آسان اور شستہ اردو ترجمہ ہے۔ ہر حکایت کے آخر میں سبق بھی دیا گیا ہے تا کہ قاری کو حکایت کا ماحصل سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ صفحات ۲۳۲۔ ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور:

۱۰: گلستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''گلستان سعدی'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں بھی مذکورہ کتاب جیسا انداز اپنایا گیا ہے۔ صفحات ۲۳۶ ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۱۱: کربل کی ہے یاد آئی:

واقعہ کربلا پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں اور اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی تقاریر کا خلاصہ، ماحصل اور نچوڑ (سرورق) اس کتاب کے تین حصے ہیں جن میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تذکرہ، واقعہ کربلا کی روئیداد تاریخی حقائق کے ساتھ، عقائد اہل سنت وغیرہ موضوعات کا بیان ہے۔ حصہ سوم میں ''حدیث قسطنطنیہ'' پر مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کا رسالہ خلاصۃً شامل ہے۔ جس میں انہوں نے حدیث مذکور پر محققانہ بحث کی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ سید السادات حضرت مولانا پیر سید یعقوب شاہ صاحب رضوی آف پھالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے ماخوذ ہے۔ (کیونکہ مصنف زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب کی تقریروں سے بہت متاثر تھے گویا یہ کتاب مصنف کی شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے) صفحات

Marfat.com

۴۳۲ ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۲: یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافت راشدہ:

صحابہ کرامؓ خلفائے راشدین مہدیین کے مفصل حالات واقعات وکرامات پر مشتمل کتاب لاجواب، جس میں صحابہ کرام کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلافت راشدہ کا بھی تفصیلاً بیان ہے۔ صفحات ۸۸۸ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۳: مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام

حضرت سیدنا ومولانا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی حیات مبارکہ پر یہ کتاب مستطاب ہے جس میں آپکی زندگی پر قرآن وحدیث وتاریخی حقائق کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین بڑے امتحانات، آپ علیہ السلام کے مناظرے، سنگ اسود اور چاہِ زم زم کا مفصل بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں تحقیق انیق کی گئی ہے۔ آخر کتاب میں قربانی اور اس کے مسائل واحکام کا بیان ہے۔ نیز کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ صفحات ۲۰۸ ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۱۴: النعمان والرضا:

اس کتاب کا عام فہم نام "دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا" ہے جس میں امام الفقہ وشرف الفقہا سراج الامہ وکاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فقیہ العشق و مجدد الملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وفقہی مقامات اور عشقی وجہی مراتب کا واضح بیان آپ کو پڑھنے کے لیے ملے گا۔ پروگیسو بکس، اردو بازار لاہور۔

۱۵: الباقیات الصالحات مقالات وخطبات

اس کتاب میں مختلف موضوعات پہ پچیس خطابات ومقالات ہیں۔ خطباء ومقررین کے لیے یہ کتاب گراں بہا خزانہ ہے۔ صفحات ۶۰۰، ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۱۶: فضائل ومسائل صیام ورمضان۔ ۱۷: فضائل ومسائل حج، ۱۸: فضائل ومسائل نماز:

Marfat.com

یہ تینوں کتابیں اپنے اپنے موضوعات کے اعتبار سے جامع کتب ہیں۔ ان میں موضوعات سے متعلقہ ہر قسم کے فضائل، مسائل، احکام اور حکایات و واقعات و متعلقات موجود ہیں۔ اہل علم و قلم کے لیے یہ ایک بہترین تحفہ ہیں۔ آخر الذکر تو اپنے موضوع پر بڑی ضخیم کتاب ہے۔ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور۔

۱۹: دو تحقیقی مقالے:

مسئلہ توحید و شرک کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے جسے پڑھ کر مخالفین اہل سنت کے پھیلائے ہوئے بہت سے بے بنیاد شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ صفحات: ۶۴ ناشر اول: قاری محمد اصغر نورانی لاہور، ناشر دوم: انوار باہو لائبریری لاہور، ناشر سوم: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۲۰: البرکات:

اس کتاب میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ صفحات: 48 ناشر قاضی پبلی کیشنز، لاہور۔

۲۱: ماں تسکین جاں:

ماں کی عظمت و شان اور والدین کا مرتبہ و مقام نیز ان کے فرائض و حقوق پہ بڑی ایمان افروز کتاب ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں علمی نکات اور خوبصورت اشعار سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے، اس موضوع پہ تقریر کرنے کے لیے اس کتاب میں وافر مواد ہے واقعات و حکایات کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو بھی پورا کیا گیا ہے، اپنی ماں کے ساتھ دلی محبت کرنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ صفحات ۱۳۰، اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۲۔ بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو

بخاری شریف کی بارہ سو منتخب احادیث کے حوالے اور سینکڑوں احادیث پر مشتمل تقاریر، بالخصوص عقائد و معمولات اہل سنت کو بخاری شریف سے ثابت کیا گیا ہے۔ کیونکہ مخالفین اہل سنت بات بات پہ بخاری شریف کا نام لے کر عام سنی پر رعب جماتے ہیں۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر

Marfat.com

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ہمارے بزرگوں نے اتنی کچی بنیادوں پر ان عقائد و معمولات کو نہیں اپنایا ہوا بلکہ نہایت ٹھوس اور معتبر دلائل پر ہمارے مسلک کی بنیاد ہے۔ یہ مرتب کے زمانہ طالب علمی کی محنت ہے۔ جو انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاش کے دوران حوالہ جات محفوظ کیے اور اب پچیس سال کے بعد اپنے اساتذہ اور دینی مدارس کے طلباء بالخصوص دورۂ دیث شریف کے طلباء کے اصرار پر بڑی محنت کے بعد منظر عام پر لائے ہیں۔ اس محنت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب کا مطالعہ شرطِ اوّلین ہے۔ کتاب کے آغاز میں علامہ محمد شریف الحق رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کے دو وقیع مضامین ہیں جو امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے عنوان سے معنون ہے۔ صفحات 380۔ ناشر: اکبر بک سیلرز

۲۳۔ فیضانِ مسلم شریف

یہ کتاب میں متذکرہ بالا کتاب کی طرز پر ہی لکھی گئی ہے۔ اس میں بھی تقریباً بارہ سو احادیث کے حوالے ہیں اور یہ تمام احادیث، مسلم شریف کی ہیں۔ لیکن جن احادیث پر ''بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو'' میں بحث کی گئی ہے۔ ان احادیث کو زیر بحث نہیں لایا گیا اور اگر کوئی ایسی حدیث آ بھی گئی ہے۔ تو اس کا عنوان و تقریر وہ نہیں بلکہ نئے عنوان کے ساتھ نئی تقریر ہے۔ کتاب پڑھنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا صحیح مسلم اور امام مسلم کے حوالے سے ایک مضمون شامل کتاب ہے۔ صفحات تین سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔
ناشر: اکبر بک سیلرز، لاہور

☆☆☆

Marfat.com

دو عظیم رہنما
ابو حنیفہ اور رضا

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ 37124354 - 042-37352795

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آں امامانے کہ کردند اجتہاد رحمت حق بر روانِ جملہ باد
بو حنیفہ بد امام با صفا' آں سراج امتان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے' اس وقت بھی پوری دنیا کے دوتہائی مسلمان آپ ہی کے فقہی مسلک کے ساتھ وابستہ ہیں' فقہ اسلامی اور اسلامی قوانین کی تدوین میں آپ نے جو سنہری خدمات سرانجام دیں وہ کسی بھی اہل علم پر مخفی نہیں ہیں' انہی خدمات کے پیش نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہرۂ آفاق حیثیت حاصل ہوئی کیونکہ جب بھی' جہاں بھی' کسی بھی اسلامی ملک میں اسلامی قوانین کو مدون و مرتب کرنے کی کوئی بھی تحریک اٹھی ہے تو سب سے پہلے جس فقہ پہ اہل علم کی نگاہ انتخاب پڑی ہے وہ فقہ حنفی ہی ہے چنانچہ گیارہویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں قوانین اسلامی کی تدوین فتاویٰ عالمگیری کی صورت میں' انیسویں صدی عیسوی میں ترکی کے اندر الاحکام العدلیہ کی شکل میں اور بیسویں صدی عیسوی میں مصر کے اندر ''مرشد الحیران فی معرفۃ احوال الانسان'' جیسے جتنے بھی حکومتی اسلامی قوانین سرکاری سطح پر مرتب ہوئے اس کا منبع و محور فقہ حنفی ہی تھی۔ اس طرح لبنان میں ۱۹۴۲ء میں سنی عدالتوں کا دستور العمل' حکومت اسلامیہ کا فیملی قانون مرتب ہوا تو فقہ حنفی ہی کی آراء کو مقدم رکھا گیا' اور اوپر جائیں تو عباسی دور حکومت میں بغداد (عروس البلاد) میں اس فقہ کا برسوں سکہ چلتا رہا' جب عثمانی ترک خلافت کی عبا زیب تن کر کے مسند خلافت پہ متمکن ہوئے تو پورے ترکی میں فقہ حنفی کا طوطی بولتا رہا اور اس فقہ کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل رہی نتیجۃً عراق' مصر' شام اور پاک و ہند کے علاوہ دیگر کئی اسلامی ممالک میں فقہ حنفی کا ڈنکا بجتا رہا اور ہندوستانی مسلمانوں کا مذہب قرار پا کر چین تک اس فقہ کے اثرات بڑھتے چلے گئے۔

مشکل الآثار' علامہ طحاوی کے مطابق آپ کا نام ونسب اس طرح ہے نعمان بن

Marfat.com

ثابت بن زوطی' آپ کے دادا زوطی علیہ الرحمۃ کے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بڑے اچھے مراسم تھے' آپ عجمی الاصل تھے' زوطی علیہ الرحمۃ مشرف باسلام ہو کر کوفہ میں آئے اور رضا کارانہ طور پر ایک عرب قبیلہ میں شامل ہو کر ان سے رشتہ ولا ثابت کیا۔ یہ غلط ہے کہ امام صاحب کے آباء اجداد میں سے کوئی غلام تھا' آپ کے پوتے کا اپنا بیان ہے واللّٰہ ما وقع لنارق قط خدا کی قسم ہمارا خاندان کبھی غلام نہیں رہا۔ امام صاحب ۸۰ھ کوفہ میں پیدا ہوئے' اس وقت بائیس صحابہ کرام علیہم الرضوان حیات تھے' جن میں سے آپ نے آٹھ صحابہ سے ملاقات کی' بالخصوص حضرت انس رضی اللہ عنہ کو متعدد بار دیکھا' اسی طرح حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ جو ۸۷ھ کو کوفہ میں فوت ہوئے' ان کو بھی متعدد بار دیکھا بلکہ ان سے احادیث بھی روایت کیں۔ حضرت عمرو بن حریث ۸۵ھ کوفہ میں فوت ہوئے' حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ ۱۱۰ھ مکہ میں فوت ہوئے' امام صاحب نے ۹۶ھ میں اپنے والد کے ساتھ پہلا حج کیا' اور امام صاحب نے حضرت ابوالطفیل کی زیارت بھی کی۔ بلکہ آپ نے تقریباً پچپن حج کیے تو اس طرح متعدد بار زیارت کی ہوگی۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے تبییض الصحیفہ میں حضرت ابومعشر علیہ الرحمۃ کی تالیف کے حوالے سے کئی احادیث لکھی ہیں جو امام صاحب نے مختلف صحابہ کبار سے لی ہیں۔ مشہور مورخ محمد بن اسحاق بن ندیم نے آپ کا تابعی ہونا اس طرح بیان فرمایا ہے۔

و کان من التابعین لقی عدۃ من الصحابۃ و کان من المتورعین الزاھدین۔ (الفہرست جلد نمبر ۱)

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے کئی صحابہ کرام سے ملاقات کی اور آپ تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ کے متقی و عبادت گذار تھے۔ چنانچہ مسند امام اعظم میں طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خود سن کر روایت فرمائی۔ اسی طرح حبك الشئ یعمی و یصم امام صاحب نے حضرت عبداللہ بن انیس سے خود سنی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے امام اعظم نے مندرجہ ذیل حدیث کی سماعت فرمائی۔ **من تفقه فی دین اللّٰه کفاه اللّٰه همه و رزقه من حیث لا یحتسب** جو دین میں سمجھ حاصل کرتا ہے اللہ عزوجل اس کا غم دور فرما دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے رزق ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا علاوہ ازیں امام اعظم علیہ الرحمۃ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی بذات خود احادیث روایت فرمائی ہیں۔

وہ بقعہ نور عشق بنا اور مہبط سرِّ الوہیت
جس ظلمت خانہ دل پہ پڑی تنویر امام اعظم کی
لمحات جمال ماہ عرب ہوں کیوں نہ فروزاں دل میں فدا
ہے میرے تصور میں ہر دم تصویر امام اعظم کی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امام اعظم کے مولد و مسکن (کوفہ) کی علمی اہمیت

کتاب الکنیٰ والاسماء کے مطابق خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس شہر (کوفہ) کی بنیاد رکھی اور ایک ہزار پچاس صحابہ کرام آ کر اس شہر میں آباد ہوئے جن میں اصحاب الشجرہ اور بدری صحابہ بھی تھے اور بقول امام احمد بن عبداللہ عجلی ان صحابہ کرام کی تعداد جو کوفہ میں آ کر مستقل آباد ہوئے ڈیڑھ ہزار تھی۔ (شرح نقایہ لملا علی قاری' فتح القدیر لابن ہمام)

جن صحابہ کرام کو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتظامی امور کے لیے کوفہ میں بھیجا اور انہوں نے وقتاً فوقتاً اشاعت دین کا کام کوفہ میں کیا ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت حذیفہ بن یمان' حضرت عمار بن یاسر' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کا نام سرفہرست ہے۔ ان میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (جن کا علم چاردانگ عالم میں پھیلا) کے بارے میں خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا هولاء سرج الكوفه ابن مسعود کے ساتھی تو کوفہ کے چراغ ہیں (طبقات ابن سعد) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے" کوفہ والے اللہ کا نیزہ' ایمان کا خزانہ اور عرب کے سردار ہیں' یہی وجہ تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنے زمانہ خلافت میں اپنی جائے سکونت بنالیا پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے حکم سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور جریر بن عبداللہ کوفہ آئے اور علمی مجالس کو قائم رکھا۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین میں سے حضرت علقمہ' مسروق' اسود' شعبی' نخعی' حکیم بن عتبہ' حماد' ابو اسحٰق' منصور اور اعمش (رضی اللہ عنہم) وغیرہ نے یہ کام سنبھالا اور ایسا کہ امام نووی نے فرمایا وهي دار الفضل و محل الفضلاء کوفہ فضیلت وفضلاء کا مرکز ہے۔ (شرح مسلم) حضرت سفیان بن عیینہ نے حکم دیا خذوا الحلال و الحرام عن اهل الكوفة حلال وحرام کے مسائل کوفہ والوں سے سیکھو۔ (معجم البلدان' یاقوت حموی) و من اراد الفقه فالكوفه جو فقہ سیکھنا چاہے وہ کوفہ جائے۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اپنا فرمان ہے معدن العلم و الفقه کوفہ علم وفقہ کا مرکز ومنبع

Marfat.com

ہے۔ (مناقب موفق)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حصول علم کے لیے مختلف شہروں کا ذکر کیا کہ میں فلاں شہر میں اتنی بار احادیث لینے گیا فلاں میں اتنی بار اور جب کوفہ کا ذکر آیا تو فرمایا **لا احصی کم دخلت الی الکوفة و بغداد مع المحدثین** میں شمار نہیں کرسکتا کہ میں احادیث لینے کتنی بار کوفہ گیا (ھدی الساری مقدمہ فتح الباری) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا **یرحل و یکتب من الکوفیین و البصریین و اھل المدینة و مکة** علم سیکھنے کے لیے کوفہ، بصرہ مکہ اور مدینہ کا سفر کرنا چاہیے۔ (تدریب الراوی) امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **قدمت الکوفة و بھا اربعة الاف یطلبون الحدیث** (ایضاً) میں نے کوفہ میں چار ہزار طلبا کو حدیث پڑھتے پایا۔

محدث بغداد حضرت عفان بن مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ماہ کوفہ میں قیام کیا اور ذخیرہ احادیث (پچاس ہزار احادیث کی صورت میں) حاصل کیا۔ اور اگر میں چاہتا تو **ان نکتب مائة الف حدیث لکتبناھا**۔

ایک لاکھ احادیث بھی جمع کر لیتا (مگر احتیاط میں نے پچاس ہزار احادیث جمع کیں) (شرح الفیہ عراقی' تقدمہ نصب الرایہ) اس طرح تذکرہ حفاظ' تاریخ بغداد اور طبقات سبکی کے مطابق امام ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد نے ایک مختصر وقت میں کوفہ میں تیس ہزار احادیث لکھیں۔ علامہ ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ ج نمبر ا میں کوفہ کے ستانوے محدثین کے اسماء گرامی مع تاریخ وفات لکھے' اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے حالات پہ مستقل عنوان قائم فرمائے۔ اس تفصیل سے جہاں کوفہ کی علمی اہمیت کا پتہ چلتا ہے وہاں ان لوگوں کے واویلے کا کھوکھلا پن بھی ظاہر ہو جاتا ہے جو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے عناد و دشمنی میں کوفہ جیسے علم کے مرکز کو بدنام کرنے کا پروپیگنڈا کر کے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کے بارے میں بقول امام سیوطی اور دیگر محدثین علیہم الرحمۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **لو کان العلم و فی روایة لو کان الایمان و فی روایة لو کان الدین عند الثریا لتناوله**

Marfat.com

رجل من ابناء فارس اگر علم ایمان دین ثریا تک بھی پہنچ جاتے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جوان اس کو پالے گا۔

(تبییض الصحیفہ للسیوطی۔ بخاری و مسلم۔ حلیہ۔ معجم طبرانی۔ کلمات طیبات از شاہ ولی اللہ)

اس فضیلت کے ہوتے ہوئے امام صاحب پر طعن کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے جبکہ خود ان حضرات (غیر مقلدین) کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی اتحاف النبلاء میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو اشارۃ النص کے ساتھ اس خوشخبری میں شامل مانا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے دس خصوصی فضائل:

مسند خوارزمی میں ہے کہ فضائل امام رضی اللہ عنہ کے بے شمار ہیں لیکن وہ فضائل جو کہ آپ کی ذات شریف کے ساتھ خاص ہیں اور دوسرے ائمہ فقہ کو ان میں شرکت نہیں، بالا جماع دس قسم ہیں:

۱: اول یہ کہ آپ کی تعریف چند حدیثوں اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں آئی ہے نہ باقی ائمہ کی۔

۲: دوسری یہ کہ امام اعظم زمانہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ہیں یعنی قرن تابعین میں جس کے بارے میں حدیث کے اندر آیا ہے۔ خیر القرون الخ یعنی سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر میرے یاروں کا زمانہ اور پھر ان کا زمانہ کہ میرے صاحبوں کے زمانہ کے بعد آئے یعنی تابعین کا۔

۳: تیسری یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے حدیثیں روایت کی ہیں بلا واسطہ دوسرے کے اور ایسی صفت دوسرے آئمہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

۴: چوتھی قسم یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تابعین کے زمانہ میں فتویٰ دنیا ظاہر اور مشہور ہو گیا نہ دوسرے ائمہ کا۔

۵: پانچویں قسم یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار اساتذہ سے جو بڑے بڑے تابعین

Marfat.com

تھے علم حاصل کیا ہے بخلاف دوسرے ائمہ کے۔

۶: چھٹے یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے تابعین اور علماء دین سے روایت کی ہے بخلاف دوسرے ائمہ کے۔

۷: ساتویں یہ کہ ان کو بڑے بڑے مجتہد شاگرد اور یار ملے جو اوروں کو نہیں ملے۔

۸: آٹھویں یہ کہ سب سے اول آپ نے اجتہاد کیا ہے اور احکام اور دین کے مسائل اپنے اجتہاد سے استنباط کیے ہیں اور اجتہاد کرنے کے قواعد کی بنیاد رکھی ہے۔

۹: نویں یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہوں کے عطیہ و ہدیہ قبول نہیں کیے بلکہ اپنے حلال کسب سے علما اور فقہا پر خرچ کرتے تھے بخلاف دوسرے ائمہ کے۔

۱۰: دسویں یہ کہ آپ کی وفات اور شہادت بہ سبب پرہیزگاری اور زہد کے دنیا سے واقع ہوئی ہے۔

ہیں مظہر نور نبوت بھی تزئین حریم وحدت بھی
ہے کوشک ملت و شرع نبی تعمیر امام اعظم کی
ہے جن و بشر کا ذکر ہی کیا کہتے ہیں یہ حور و غلماں تک
لاریب بیان کرتے ہیں سبھی تطہیر امام اعظم کی

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا علمی مقام‘ صاحبان علم کی نظر میں

جب امام اعظم علیہ الرحمۃ کے استاذ محترم حضرت حماد کا وصال ۱۳۰ھ میں ہوا تو امام صاحب ان کی مسند پہ جلوہ گر ہوئے۔ عرب وعجم سے لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے حتی کہ سفر حج کے دوران آپ کا گذر جہاں سے ہوتا مسائل پوچھنے کے لیے ہزار ہا لوگ جمع ہو جاتے یہاں تک کہ امام ابو اللیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حرم شریف میں لوگ آپ کے گرد ایسے جمع ہوتے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ (رایت الناس متقصفین علیہ) ایک دن امام صاحب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کے ہاں تشریف لے گئے تو وہاں پہلے سے موجود عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے ان الفاظ سے امام صاحب کا تعارف کروایا ھذا

Marfat.com

عالم الدنیا الیوم یہ ان دنوں دنیائے اسلام کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ خلیفہ نے امام صاحب سے پوچھا! آپ نے کہاں سے علم حاصل کیا ہے؟ آپ نے حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہم کا نام لیا تو خلیفہ نے بلا توقف کہا لقد استوثقت لنفسک۔ آپ نے اپنے نفس کی تکمیل بہت مضبوط کی ہے۔ (سیرۃ امام اعظم ابوحنیفہ ۲۷۔۲۸) ایک روایت میں ہے کہ خلیفہ نے کہا بخ بخ استوثقت ما شئت ابا حنیفة الطیبین الطاهرین المبارکین واہ واہ اے ابوحنیفہ تو نے پاک لوگوں سے بڑے پختہ طریقے سے اپنا مقصد پا لیا (ایضاً)۔

حسن بن صالح نے امام صاحب کو سمجھ دار عالم اور متثبت فی العلم قرار دیا۔

(الانتقاء و تانیب الخطیب)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ علماء تو صرف چار ہیں سفیان ثوری، ابوحنیفہ، مالک اور اوزاعی (البدایہ والنہایہ) جبکہ امام صدر الائمہ مکی نے کہا! وابا حنیفة قاضی القضاة للعلماء۔ ابوحنیفہ علماء کے قاضی القضاۃ تھے۔

(مناقب موفق)

حضرت ابوعبداللہ سفیان ایک دن امام صاحب کی آمد پہ تعظیماً کھڑے ہو گئے جس پر ان کے رفقاء میں سے ابوبکر بن عیاش نے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا پایہ علم میں بہت بلند ہے۔ اگر میں ان کے علم کے لیے نہ کھڑا ہوتا تو ان کی عمر کا لحاظ کرتے ہوئے کھڑا ہوتا ورنہ ان کے فقہی مقام کے پیش نظر کھڑا ہو جاتا ورنہ ان کے زہد کی بنا پر کھڑا ہو جاتا۔ مطلب یہ کہ وہ جامع الکمالات ہیں اور ان کا ہر کمال قابل تعظیم ہے (تاریخ بغداد ج ۱۳) شداد بن حکیم نے فرمایا! میں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(تبییض)

ابن کثیر نے آپ کے بارے میں کہا:

الامام فقیه العراق احد ائمة الاسلام والسادة الاعلام احد ارکان العلماء احد ائمة الاربعة اصحاب المذاهب المتبوعة۔ (البدایه والنهایه)

ہمارے آقا، ہمارے مولیٰ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ہمارے ملجا، ہمارے ماویٰ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ

امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں فخر الدین رازی تو ابو حنیفہ کے سامنے ایسے ہیں **کطالب العلم او کاحاد الرعیۃ مع السلطان الاعظم او کاحاد النجوم مع الشمس** جس طرح طالب علم استاد کے سامنے یا عوام میں سے ایک شخص سلطان اعظم کے سامنے یا پھر یوں کہہ لو کہ ایک ستارہ آفتاب عالمتاب کے سامنے۔ (کتاب المیزان ج ۱)

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے امام صاحب سے ایک بار کہا انہ **لیکشف لک من العلم عن شیٔ کلنا عنہ غافل** (اقوال صحیحہ ص ۹۷ بحوالہ تفسیر کبیر للرازی) آپ پر تو علم کی ایسی باتیں کھلتی ہیں جن کی ہمیں خبر تک نہیں ہوتی۔ اس بنا پر خطیب بغدادی نے ابن ابی داؤد سے روایت کیا ہے کہ عام لوگ ابو حنیفہ کے علم سے جاہل ہونے کی وجہ سے حسد کرتے ہیں۔ (تبییض)

جبکہ اہل علم کی آراء ان کے بارے میں کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ مزید پڑھیے امام شافعی جیسے امام حضرت شعبہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا رواج نہ ہوتا اور یہی شعبہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی پس پشت تعریف کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں "جس طرح آفتاب روشن ہونے کا یقین ہے اسی طرح مجھے علم اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے ہمنشیں ہونے کا بھی یقین ہے۔

امام صدر الائمہ مکی نے اپنی سند کے ساتھ مسدود بن عبد الرحمٰن بصری سے روایت کیا ہے کہ مجھے مقام ابراہیم پہ حالت خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور میں نے آپ سے نعمان کوفی کے بارے میں پوچھا کہ کیا میں ان سے علم حاصل کروں؟ تو آپ نے فرمایا: **خذ من علمہ واعمل بہ فنعم الرجل۔**

ہاں اس سے علم سیکھ اور عمل کر پس وہ بہت اچھا بندہ ہے۔ (الخیرات الحسان)

ایک دوسرے شخص (ابن کیسان) کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں فرمایا **ھذا علم انفتح من علم الخضر** ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا علم تو علم خضر سے پھوٹ پڑا یعنی علم لدنی ہے۔

الفضل بن خالد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں فرمایا: **ذلک علم یحتاج**

Marfat.com

الناس الیہ اس (ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ) کے علم کا زمانہ محتاج ہے (ایضا) حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کشف المحجوب شریف میں حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علیہ السلام سے حالت خواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو آپ نے فرمایا عند علم ابی حنیفۃ ابوحنیفہ کے علم کے پاس (ص ۱۱۹)

حضرت ابن عبادہ فرماتے ہیں کہ جب ۱۵۰ھ میں مجھے امام صاحب کی وفات کی اطلاع ملی تو میں اس وقت مشہور محدث ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے انا للہ پڑھا اور فرمایا: علم رخصت ہوگیا (مقام ابی حنیفہ ص ۷۷) یحییٰ بن سعید بن القطان جو جرح وتعدیل کے امام مانے گئے ہیں وہ فرماتے ہیں: قسم بخدا! ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ تو اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے علم کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

امام مالک علیہ الرحمۃ کا مشہور فرمان ہے کہ بخدا! میں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی طرح کا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (ان کے علم کی شان یہ تھی کہ) اگر وہ دعویٰ کرے کہ یہ ستون (جو پتھر کا بنا ہوا ہے) سونے کا ہے تو وہ عقلی دلائل سے اسے ثابت کر دکھائے۔ (الخیرات الحسان)

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے محتاج ہیں۔ الناس کلھم عیال علیہ فی الفقہ۔ (الخیرات الحسان ص ۱۰۳)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے ''امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ زہد وتقویٰ اور اختیار آخرت میں ایسے مقام پر فائز تھے جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکتا حضرت امام داؤد طائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ وہ روشن ستارہ ہیں جس سے رات کا راہرو ہدایت پاتا ہے اور ایسا علم ہیں جسے ایمان داروں کے دل قبول کرتے ہیں۔

(ابن حجر مکی شافعی' الخیرات الحسان عربی ص ۴۲ و ص ۴۸ مطبوعہ رضوی کتب خانہ لاہور)

غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم صادق سیالکوٹی اپنی کتاب سبیل الرشاد کے ص ۳۳۲ پہ لکھتے ہیں'' خدا کا فضل اور توفیق آپ (ابوحنیفہ) کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے' زمانے کا مجتہد بنائے۔

مزید لکھا'' آپ کے ہمعصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے

Marfat.com

علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی' آپ کے شاگرد امامت علم کے مرتبوں کو پہنچ گئے جن میں امام ابو یوسف' امام محمد اور زفر علیہم الرحمۃ بہت مشہور ہیں۔ (ایضاً)

الحمد للہ' غیر مقلدین کے جید عالم نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو امام اعظم مان لیا' اب یہ ضد کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام الانبیاء والمرسلین ہیں اور پھر جب محمد علی جناح کو قائد اعظم کہا جائے تو فتویٰ حرکت میں نہیں آتا تو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے امام اعظم علیہ الرحمۃ ہونے سے کیوں انکار ہے کہ جو امام الانبیاء والمرسلین کی بارگاہ نیاز میں حاضر ہو کر یوں سلام عرض کرتے ہیں۔

السلام علیك یا سید المرسلین۔

روضۂ انور سے جواب ان لفظوں سے آتا ہے۔

وعلیك السلام یا امام المسلمین۔

جس کو خواب میں ننانوے مرتبہ بے کیف دیدار الٰہی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

جن کے بارے میں امام شافعی علیہ الرحمۃ فرمائیں:

انی لا تبرك با بی حنیفة واجئ قبرہ یعنی زائر افاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین و جئت الی قبرہ وسالت الله تعالیٰ لحاجة عندہ فما تبعد عنی حتی تقضی۔ (انوار الباری ج ۱ ص ۱۳۸)

میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی قبر پہ حاضری دیتا ہوں اور جب بھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر امام صاحب کی قبر پہ جا کر اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں تو فوراً میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

اور امام صاحب کے بارے میں امام شافعی کا مشہور شعر ہے۔

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ
ھو المسك ما کررتہ یتضوع

Marfat.com

۳- فما في المشرقين له نظير ولا في المغربين ولا بكوفه

۴- يبيت مشمراً سهر الليالي و صام نهاره لله خيفه

۵- وصان لسانه عن كل افك وما ذالت جوارحه عفيفه

۶- يعف عن المحارم والملاهي و مرضاة الاله له وظيفه

۷- رايت العاتبين له سفاها خلاف الحق مع حجج ضعيفه

۸- و كيف يحل ان يوذي فقيه له في الارض اثار شريف

۹- و قد قال ابن ادريس مقالا صحيح النقل في حكم لطيفه

۱۰- بان الناس في فقه عيال على فقه الامام ابي حنيفه

۱۱- فلعنة ربنا اعداد رمل
على من رد قول ابي حنيفه

ترجمہ اشعار

۱- امام المسلمین ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) نے شہروں اور شہریوں کو زینت بخشی

۲- احکام (قرآن) آثار (احادیث) اور فقہ سے' جیسے صحیفہ میں زبور کی آیات نے

۳- کوفہ مکہ مشرق و مغرب میں ان کی نظیر نہیں ملتی (یعنی روئے زمین میں ان جیسا کوئی نہیں ہے)

۴- (آپ) عبادت کے لیے مستعد ہو کر بیداری میں راتیں بسر کرتے اور خوف (خدا) کی وجہ سے دن کو روزہ رکھتے۔

۵- انہوں نے اپنی زبان ہر بہتان طرازی سے محفوظ رکھی اور ان کے اعضاء (ہر گناہ سے) پاک رہے۔

۶- آپ لہو و لعب اور حرام کاموں سے بچے رہے' رضاءِ الٰہی (کا حصول) آپ کا وظیفہ تھا۔

۷- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نکتہ چین بے وقوف' مخالفِ حق اور کمزور دلائل والے ہیں۔

۸- ایسے فقیہ کو (کسی بھی وجہ سے) تکلیف دینا کیونکر جائز ہے جس کے علمی فیوض (تمام) دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

ابوحنیفہ کا ذکر بار بار میرے سامنے کرو وہ ایسی کستوری ہے جو جتنا بکھرے اس سے زیادہ خوشبو آئے۔

(جواہر البحار)

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی فرمائیں کہ امام صاحب نے وضو کے مستحباب میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے پر چالیس سال کی نمازیں قضا فرمائیں۔

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹)

اگر اس شخصیت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت امام اعظم علیہ الرحمۃ نہ کہے تو کیا کہیے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

حضرت عبداللہ بن مبارک کا فیصلہ

امام اعظم علیہ الرحمۃ کی شان میں آپ فرماتے ہیں

رایت ابا حنیفة حین یؤتی

و یطلب علمہ بحرا غزیرا

میں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو دیکھا ہے کہ جب وہ دینے پہ آتے ہیں اور کوئی ان سے طلب کرتا ہے تو وہ بحر ناپیدا کنار تھے۔

اذا ما المشکلات تدا فعتھا

رجال العلم کان بھا بصیرا

جب انہوں نے ہماری تمام مشکلات دور کردیں تو طالبان علم نے ان کو صاحب بصیرت مان لیا۔

(تبییض)

درمختار اور ردالمختار ج نمبرا ص ۵۹،۵۷ پہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے چند عربی اشعار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھے ہوئے ہیں قارئین کرام کے ذوق کے پیش نظر یہاں لکھے جارہے ہیں عربی اشعار کے بعد ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ ہو

۱- لقد زان لبلاد و من علیھا امام المسلمین ابو حنیفہ

۲- باحکام و اثار و فقہ کلیات الزبور علیہ صحیفہ

Marfat.com

۳- فما فی المشرقین له نظیر ولا فی المغربین ولا بکوفه
۴- یبیت مشمراً سهر اللیالی و صام نهاره لله خیفه
۵- وصان لسانه عن کل افك وما ذالت جوارحه عفیفه
۶-یعف عن المحارم والملاهی و مرضاة الاله له وظیفه
۷-رایت العاتبین له سفاها خلاف الحق مع حجج ضعیفه
۸-و کیف یحل ان یوذی فقیه له فی الارض اثار شریف
۹-و قد قال ابن ادریس مقالا صحیح النقل فی حکم لطیفه
۱۰-بان الناس فی فقه عیال علی فقه الامام ابی حنیفه

۱۱-فلعنة ربنا اعداد رمل
علی من رد قول ابی حنیفه

ترجمہ اشعار

۱- امام المسلمین ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) نے شہروں اور شہریوں کو زینت بخشی
۲- احکام (قرآن) آثار (احادیث) اور فقہ سے' جیسے صحیفہ میں زبور کی آیات نے
۳- کوفہ مکہ مشرق ومغرب میں ان کی نظیر نہیں ملتی (یعنی روئے زمین میں ان جیسا کوئی نہیں ہے)
۴- (آپ) عبادت کے لیے مستعد ہو کر بیداری میں راتیں بسر کرتے اور خوف (خدا) کی وجہ سے دن کو روزہ رکھتے۔
۵- انہوں نے اپنی زبان ہر بہتان طرازی سے محفوظ رکھی اور ان کے اعضاء (ہر گناہ سے) پاک رہے۔
۶- آپ لہو ولعب اور حرام کاموں سے بچے رہے' رضاءِ الٰہی (کا حصول) آپ کا وظیفہ تھا۔
۷- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نکتہ چین بے وقوف' مخالفِ حق اور کمزور دلائل والے ہیں۔
۸- ایسے فقیہ کو (کسی بھی وجہ سے) تکلیف دینا کیونکر جائز ہے جس کے علمی فیوض (تمام) دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

۹- حالانکہ صحیح روایات میں لطیف حکمتوں کے ضمن میں امام شافعی نے فرمایا کہ:

۱۰- ''تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے محتاج ہیں''۔

۱۱- ریت کے ذروں کے برابر اس شخص پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مردود قرار دے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس بڑی مقدس
ہوئی ولادت جناب والا کی جس گھڑی وہ گھڑی مقدس
ہے اسم نعمان ابنِ ثابت تو کنیت ہے ابو حنیفہ
جناب کی کنیت میں مضمر ہے آپ کی دختر شریفہ
امام اعظم کو اپنی آغوش میں لیا تھا میرے نبی نے
میری شریعت کو زندہ کر دے گا یہ کہا تھا میرے نبی نے

امام صاحب کی مومنانہ فراست وذہانت کے حیرت انگیز علمی واقعات

کتب سیر سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ومحامد جمیلہ سے بھری ہوئی ہیں۔ اگر آپ علومِ قرآن وحدیث وفقہ میں قلزمِ زخار تھے تو عملی زندگی میں بھی طہارت، پاکیزگی کی عمدہ ترین اور قابل تقلید مثال تھے آپ کی ذات صدق مقال، انصاف پسندی، وفا شعاری، امانت داری، پند ونصائح، تحقیق وتدقیق میں مسلم تھی تو شجاعت وبسالت کا بھی کوہِ گراں تھی لیکن فراست کے میدان میں آپ کا مرتبہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے گنے چنے افراد میں ہوتا ہے۔ وفورِ عقل میں آپ ''لو کان العلم عند الثریا لناله رجل من اهل فارس'' کا تاج پہنے نظر آتے تھے تو فراست میں ''اتقوا فراسته المومن فانه ینظر بنور الله'' کے مظہراتم تھے۔

ذیل میں مناقبِ موفق ومناقب کودری اور آپ کے فضائل کی دیگر کتب سے چند ایک واقعات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ان میں آپ کو بعض اختلافی مسائل کا حل بھی ملے گا، آپ کی دقتِ نظر کا قدرے اندازہ ہوگا، آپ کے مسکت جوابات کی جلوہ نمائی ہوگی اور اسی طرح کے بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

Marfat.com

امام اوزاعی حیرت سے دنگ رہ گئے

روایت ہے کہ فقیہ شام امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا کہ یہ کوفہ کا بدعتی شخص کون ہے جو ابو حنیفہ کنیت رکھتا ہے؟ ابن مبارک نے جواب دینے کی بجائے دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے اور ان پر تفصیلی بحث کرنے لگے امامِ اوزاعی نے پوچھا یہ کس شخص کے فتاویٰ ہیں؟ ابنِ مبارک نے کہا کہ میں ان سے عراق میں ملا تھا۔ امامِ اوزاعی علیہ الرحمۃ نے کہا یہ تو مشائخ میں سے بڑے ہی برگزیدہ شخص ہیں' میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کروں گا تو ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے کہا یہی تو امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں پھر حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ میں ملاقات ہوئی تو وہی مسائل زیرِ بحث آئے جو ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے بیان کیے تھے۔ جب دونوں جدا ہونے لگے تو امامِ اوزاعی نے حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا:

''اس شخص کی کثرتِ علم اور وفورِ عقل پر مجھے رشک آتا ہے۔ استغفر اللہ! میں کتنی بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا؟ میں انہیں متہم کرتا تھا حالانکہ یہ تو اس کے بالکل برعکس ہیں جو مجھے بتلایا گیا تھا''۔ (الخیرات الحسان)

محافظِ خون مسلم

اہلِ موصل نے خلیفہ منصور کے خلاف بغاوت کر کے نقضِ بیعت کا ارتکاب کیا منصور کا ان سے معاہدہ تھا کہ اگر وہ بغاوت کریں گے تو ان کا خون مباح ہوگا۔ منصور نے علماء وقت کو اس بارے میں فتویٰ لینے کے لیے طلب کیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ''المومنون عقد شروطھم'' ''مسلمان اپنے شروط کے پابند ہیں' کا حوالہ دے کر چاہا کہ وہ اہلِ موصل کے قتل کی اجازت دیں' ایک عالم نے کہا کہ بیشک آپ کو ان کے قتل کا اختیار ہے اور آپ معاف فرما دیں تو بھی درست ہے کہ آپ اہل عفو ہیں' خلیفہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصاً اس کی توثیق چاہی تو آپ نے فرمایا' اہل موصل نے آپ سے جو شرط کی وہ خود اس کا حق نہیں رکھتے تھے اور آپ کے لیے بھی یہ شرط ان سے سزاوار نہ تھی کیونکہ

Marfat.com

خونِ مسلم صرف تین صورتوں میں روا ہے۔ اگر آپ ان کی جان لیں گے تو یہ فعل ناجائز ہوگا۔ منصور نے مجلس برخاست کردی اور حضرتِ امام سے کہا آپ نے درست فرمایا لیکن ایسا فتوی آپ عام نہ دیں کہ کہیں خوارج اس سے شورش برپا کردیں۔

(امام ابو حنیفہ' ابو زہرہ بحوالہ مناقب ابن البر)

امام صاحب کے علم تک ہماری رسائی نہیں

ایک مرتبہ ایک میاں بیوی آپس میں جھگڑے تو شوہر نے قسم اٹھائی کہ میں تجھ سے نہیں بولوں گا جب تک پہلے تو نہ میرے ساتھ بولے گی۔ عورت بھی غصہ سے بھری ہوئی تھی اس نے بھی انہی الفاظ میں قسم اٹھادی کہ میں بھی تجھ سے اس وقت تک نہیں بولوں گی جب تک تو پہلے میرے ساتھ نہ بولے گا۔ کچھ وقت گزر جانے پر جب دونوں کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپس میں کلام کرنے کو جی چاہا مگر قسمیں درمیان میں حائل ہو جاتیں' وقت کے بڑے بڑے علماء کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہر صورت میں تم میں سے پہلے کسی نے تو کلام کرنا ہے اس لیے اس کو قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا' آخر وہ اس مسئلہ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لائے۔ آپ نے واقعہ سن کر اس مرد کو فرمایا' جا تو اپنی بیوی سے بلاخوف باتیں کر' کوئی کفارہ نہیں' جب یہ فیصلہ دوسرے علماء نے سنا تو وہ اکٹھے ہوکر آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے یہ کیسا غلط فیصلہ سنایا ہے۔ قسم توڑنے کا کفارہ ازروئے قرآن کریم کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم خوب غور کرو کہ جب مرد نے اپنی بیوی کو مخاطب ہوکر قسم اٹھائی کہ میں تجھ سے نہیں بولوں گا جب تک تو نہ بولے گی تو مرد کی قسم کے بعد عورت نے تو اس سے کلام کرلی اور اس سے مخاطب ہوگئی لہٰذا مرد کی قسم تو پوری ہوگئی۔ اب بیوی کی قسم باقی ہے' مرد اس سے کلام کرلے تو اس کی قسم بھی پوری ہو جائے گی' یہاں کفارہ کیسا؟ سب علماء وائمہ نے اعتراف کیا کہ جہاں آپ کا علم وعقل پہنچا ہوا ہے وہاں تک ہماری رسائی نہیں۔

چور کی نشان دہی کا انوکھا طریقہ

Marfat.com

امام صاحب کے زمانے میں کسی شخص کی چوری ہوگئی اور اس نے چور کو پہچان بھی لیا لیکن چور نے مالک سے قسم کھلوالی کہ اگر تو کسی کو بتائے گا کہ یہ چور ہے تو تیری بیوی کو تین طلاق۔ اب ہر کسی نے کہا کہ چور کے بارے میں بتائے پر تین طلاق پڑ جائیں گی وہ شخص امام صاحب کے پاس آیا اور ماجرا بیان کیا' آپ نے فرمایا کل جمعہ ہے تمام لوگ جمعہ پڑھنے آئیں گے' جب جمعہ ختم ہو تو تو مسجد کے دروازے پر آجانا ہر بندے کے بارے میں میں پوچھتا جاؤں گا یہ چور ہے؟ جو چور نہ ہو اس کے بارے میں بتاتے جانا کہ نہیں یہ چور نہیں اور جب چور آئے گا تو میں پوچھوں گا یہ چور ہے تو تو خاموش ہو جانا اس طرح چور بھی پکڑا جائے گا تیرا سامان بھی مل جائے گا اور طلاق بھی نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مسئلہ حل ہو گیا کیونکہ اس نے چور کے بارے میں بتایا تو نہیں تھا بلکہ چپ رہا تو طلاق کیسے ہو؟

مخالف کا ناطقہ بند کر دیا

خلیفہ منصور کے درباریوں میں ابوالعباس طوسی حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین میں سے تھا۔ ایک دن جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ خلیفہ کے دربار میں موجود تھے' ان سے ایک سوال اس نیت سے کیا کہ آج ابوحنیفہ کو خلیفہ سے قتل یا ذلیل وخوار کراؤں گا' کہا ''ابوحنیفہ بتایئے کہ امیر المومنین کسی آدمی کی گردن مارنے کا حکم دیں جبکہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے قصور کیا کیا ہے؟ تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے مقصد کو بھانپ گئے اور کہا ابوالعباس پہلے یہ بتاؤ کہ امیر المومنین صحیح حکم دیتے ہیں یا غلط؟ ابوالعباس طوسی نے کہا کہ وہ تو غلط حکم نہیں دیتے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ صحیح حکم پر عمل کرنے میں تردد کی کوئی گنجائش نہیں! پھر حضرت امام نے فرمایا یہ مجھے پھنسانا چاہتا تھا مگر میں نے جکڑ لیا۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۲ بحوالہ امام ابو حنیفہ تالیف ابو زہرہ مصری' ص ۸۳)

خارجی لاجواب ہو گیا

ضحاک بن قیس خارجی کوفہ کی جامع مسجد میں آیا اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے

Marfat.com

مطالبہ کیا کہ توبہ کیجئے۔ پوچھا کس بات سے؟ کہا کہ تم نے حکمین (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی فیصلہ بذریعہ ابو موسیٰ اشعری و حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے قتل کرنا چاہتے ہو یا بحث کرو گے؟ اس نے کہا مناظرہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا! اگر ہماری باہمی رائے مختلف ہوئی تو پھر ثالث کسے مانا جائے؟ ضحاک نے کہا جسے چاہیں ثالث مقرر کرلیں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے آدمیوں میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر ہمارا اختلاف ہو تو تم فیصلہ کر دینا' اور ضحاک سے اس کی توثیق کرالی کہ مجھے بھی منظور ہے۔ بس اس پر حضرت امام نے کہا ''تم نے خود ہی تحکیم کو تسلیم کر لیا''۔ یہی تو حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما نے کیا تھا! ضحاک لاجواب ہو گیا۔

رافضی تائب ہو گیا

کوفہ میں ایک رافضی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہا کرتا تھا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے اور کہا! میں ایک شخص کا تمہاری لڑکی کے لیے پیغام لایا ہوں۔ اس نے پوچھا کون ہے وہ؟ آپ نے فرمایا نہایت شریف' مالدار' حافظِ قرآن' تہجد گزار' سخی و فیاض ہے۔ اس نے کہا کہ ایسے شخص کو تو نامنظور نہیں کیا جا سکتا! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بات اور ہے کہ وہ یہودی ہے۔ تو اس نے ناراضگی سے کہا کہ آپ مجھے یہودی کے ساتھ لڑکی بیاہنے کا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں یہ رشتہ منظور نہیں' اس نے کہا قطعی طور پر منظور نہیں بلکہ ناممکن! حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارے بقول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکیوں کا نکاح یہودی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے کر دیا اس پر تو اس نے اپنے اس عقیدہ سے توبہ کر لی۔

قاضی کو فیصلہ بدلنا پڑا

ایک شخص نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں ان کی عدم موجودگی میں بوقتِ مرگ وصیت کی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابن شبرمہ کے پاس مرافعہ دائر کر کے گواہ

Marfat.com

پیش کر دیئے۔ ابن شبرمہ نے سوال کیا کہ آپ حلف اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ گواہوں نے صحیح شہادت دی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ چونکہ میری عدم موجودگی میں وصیت ہوئی ہے اس لیے میں حلف سے مستثنیٰ ہوں؟ اس پر قاضی نے طنز کی کہ مدعی اپنے گواہوں کی بھی تصدیق نہیں کرتا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا! اگر کسی اندھے کا کوئی شخص سر پھوڑ دے اور دو گواہ شہادت دیں تو کیا آپ اندھے سے حلف لیں گے کہ اس کے گواہ ٹھیک ہیں جبکہ وہ ان کو دیکھ ہی نہیں سکتا؟ آخر ابن شبرمہ کو آپ ہی کے حق میں فیصلہ کرنا پڑا:

ایک عجیب سوال اور اس کا فی البدیہہ حیرت انگیز جواب

ایک مرتبہ یہ مسئلہ در پیش ہوا۔ کیا فرماتے ہیں علماء دینِ مبین اس شخص کے حق میں جو کہتا ہے:

(۱) خدا کا مجھے ڈر نہیں (۲) مجھے دوزخ کا کوئی خوف نہیں۔ (۳) میں بہشت سے کوئی توقع نہیں رکھتا۔ (۴) میں یہودیوں اور عیسائیوں کے قول کو سچا سمجھتا ہوں۔ (۵) میں بغیر ذبح کیے گوشت کھاتا ہوں۔ (۶) بغیر رکوع و سجود کے نماز پڑھتا ہوں۔ (۷) فتنہ کو میں دوست رکھتا ہوں۔ (۸) مجھے جھوٹ سے محبت ہے۔ (۹) مجھے حق سے نفرت ہے (۱۰) کیا وہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے یا کافر" بینوا۔

جن علماء کے سامنے یہ استفتاء پیش ہوا ان سب نے کہا کہ وہ شخص کافر ہے' اس میں کوئی بات مسلمانوں والی نہیں ہے۔ مگر جب یہی مسئلہ حضرت امامِ اعظم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے غور سے پڑھ کر فرمایا کہ میرے نزدیک وہ شخص پکا مسلمان ہے اور اس کی ان باتوں سے مراد یہ ہے:

۱: ہمیشہ ظالم کے ظلم کا ڈر ہوتا ہے۔ چونکہ وہ شخص خدا کو ظالم نہیں سمجھتا' عادل سمجھتا ہے اس لیے وہ کہتا ہے کہ مجھے ڈر نہیں۔ (یعنی خدا سے ظلم کا مجھے ڈر نہیں)

۲: دوزخ کو مضرِ بالذات نہیں سمجھتا' اس میں جو کچھ تکلیف ہوتی ہے خدا کے حکم سے

Marfat.com

ہوتی ہے اس لیے وہ کہتا ہے کہ مجھے دوزخ کا کوئی خوف نہیں۔

۳: بہشت چونکہ اپنے طور پر کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا حکمِ الٰہی کے تابع ہے اس لیے وہ شخص کہتا ہے کہ میں بہشت سے کوئی توقع نہیں رکھتا' وہ خدا سے توقع رکھتا ہے۔

۴: یہودیوں کا قول **قالت الیھود لیست النصاریٰ علی شی** یعنی عیسائی کچھ نہیں اور عیسائیوں کا قول **و قالت النصاری لیست الیھود علی شیٔ** یعنی یہودی کچھ نہیں ان دونوں کے اقوالِ جو ایک دوسرے کے حق میں کہتے ہیں وہ شخص سچا سمجھتا ہے کہ واقعی وہ دونوں کچھ نہیں۔

۵: بغیر ذبیحہ گوشت کھانے سے اس کی مراد مچھلی کا گوشت ہے۔

۶: بغیر رکوع وسجود نماز پڑھنے سے اس کی مراد نماز جنازہ ہے۔

۷: فتنہ کو دوست رکھنے سے اس کی مراد مال اور اولاد کو دوست رکھنا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **انما اموالکم و اولادکم فتنۃ** تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں۔

۸: جھوٹ سے محبت کرنے سے اس کی مراد دنیا سے محبت ہے کہ ''الدنیا زور'' دنیا جھوٹی ہے۔

۹: حق سے نفرت کرنے سے مراد موت سے نفرت ہے۔

بہرحال وہ شخص مسلمان ہے' اس میں کفر کی کوئی بات نہیں' سب علماء نے آپ کا یہ فیصلہ پسند کیا۔ (الاشباہ والنظائر قلمی)

امام محمد باقر نے آپ کی پیشانی کو چوم لیا

جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام محمد باقر سے پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس وجہ سے چہرہ پھیر لیا کہ سن رکھا تھا کہ ابوحنیفہ حدیث کو چھوڑ کر قیاس پہ عمل کرتا ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کیا مرد ضعیف ہے یا عورت؟ فرمایا: عورت' عرض کیا اگر میں قیاس پر عمل کرتا تو کہتا کہ عورت جو پہلے ہی کمزور ہے اس کو وراثت میں سے مرد سے زیادہ حصہ ملنا چاہیے حالانکہ میں قرآن کے اس اصول پر پابند ہوں **للذکر مثل حظ الانثیین**

Marfat.com

پھر عرض کیا' نماز افضل ہے یا روزہ فرمایا: نماز۔ عرض کیا اگر میں قیاس پہ عمل کرتا تو کہتا عورت ایام حیض و نفاس کی نمازیں قضا کرے نہ کہ روزے حالانکہ میں روزے کی قضا کا قائل ہوں۔ پھر عرض کیا پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی۔ فرمایا پیشاب (کیونکہ منی کے پاک ہونے پر بھی بعض اقوال ہیں) عرض کیا اگر میں قرآن وسنت کے مقابلہ میں قیاس پر عمل کرتا تو کہتا پیشاب نکلنے پر غسل فرض ہوتا ہے نہ کہ منی نکلنے پر حالانکہ میں پیشاب کے نکلنے پر وضو اور منی پر غسل کا قائل ہوں یہ باتیں سن کر امام باقر نے کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی چوم لی۔

تمام اہل کوفہ پر امام صاحب کا احسان ہے

ضحاک خارجی نے ایک مرتبہ کوفہ شہر پر قبضہ کر لیا اور جامع مسجد میں بیٹھ کر شہر کے تمام افراد کے قتلِ عام کا حکم دے دیا' لوگ حواس باختہ ہو گئے لیکن حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ بے دھڑک مسجد میں اس کے پاس پہنچ گئے اور دریافت کیا' تم نے ایسا حکم دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں دیا ہے کیونکہ کوفہ کے لوگ دین سے پھر گئے ہیں اور مرتد ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ لوگ پہلے کس دین پر تھے اور اب کون سا دین اختیار کیا ہے؟ ضحاک اس سوال سے لاجواب ہو گیا اور اپنا حکم واپس لے لیا۔ کوفہ کے ایک مشہور عالم! ابو معاذ البلخی اس واقعہ کے بعد کہا کرتے تھے کہ سارے کوفہ والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کیے ہوئے غلام ہیں کیونکہ وہی ان کی آزادی کا سبب بنے۔ (ورنہ ضحاک ان سب کو قتل کرا دیتا)

نقصان سے بچالیا

لیث بن سعد سے روایت ہے کہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر سن کر مشتاق ملاقات ہوا۔ ایک سال مکہ مکرمہ میں آپ سے ملاقات ہو ہی گئی جب کہ آپ مشتاقان دید میں گھرے ہوئے تھے' ایک شخص نے عرض کیا میں مال دار شخص ہوں اور میرا لڑکا اس عادت میں مبتلا ہے کہ جس کے ساتھ اس کی شادی کرتا ہوں چند دنوں کے بعد بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس طرح میرا مال ضائع ہو جاتا ہے اس بارے میں مجھے کوئی مفید مشورہ عطا کریں تاکہ میں نقصان سے بچا رہوں۔ آپ نے فرمایا: تو اپنے لڑکے کو بازار لے جا اور جو

Marfat.com

لونڈی اس کو پسند ہو وہ خرید لے پھر اس کے ساتھ لڑکے کی شادی کر دے وہ لونڈی تمہاری ملکیت میں رہے گی اگر طلاق دے بھی دے گا تو تو ہی اس لونڈی کا مالک رہے گا۔ اور نقصان سے بچ جائے گا۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ اس فوری جواب پر میں بہت متعجب ہوا۔

گمشدہ مال مل گیا

ایک شخص اپنا دفینہ (دفن شدہ مال) بھول گیا اور کوشش بسیار کے بعد بھی اس کو یاد نہ آ سکا' امام صاحب سے اس مسئلہ کا حل معلوم کیا تو آپ نے فرمایا یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ جس کا تجھے حل بتاؤں بہر حال یوں کرو کہ آج تمام رات نوافل ادا کرو تجھے مال یاد آ جائے گا۔ چنانچہ اس نے ابھی نوافل شروع ہی کیے تھے کہ مال یاد آ گیا۔ صبح حاضر خدمت ہوا اور ماجرا عرض کیا' آپ نے فرمایا! مجھے معلوم تھا کہ شیطان تجھے رات بھر نوافل نہ پڑھنے دے گا مگر تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے نوافل نہ پڑھے۔ تجھے تو چاہیے تھا کہ مال مل جانے کے بعد ساری رات شکرانے کے نوافل پڑھتا رہتا۔

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا
کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا
امام اعظم ابو حنفیہ

عدالت پہ سکتہ طاری ہو گیا

کوفہ میں قاضی کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک شخص نے مطالبہ کیا کہ ہم دو آدمی اکٹھے فلاں شخص کے پاس گئے تھے اور ایک رقم اس کے پاس امانت رکھی تھی لیکن ہم میں سے ایک (میرا فریق) آیا اور وہ رقم لے گیا اور وہ اب مجھے کچھ نہیں دیتا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ جب دونوں آدمی آتے تو وہ رقم دینی چاہیے تھی لہٰذا اب نصف رقم اس کو دو۔ وہ شخص بہت گھبرایا کیونکہ وہ تو رقم ادا کر چکا تھا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے

Marfat.com

پاس جاؤ وہی تمہاری امداد کر سکتے ہیں۔اس نے امام صاحب کے پاس آ کر اپنا معاملہ پیش کیا۔حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سے کہا کہ یہ آدمی بے قصور ہے اس پر تاوان نہیں ڈالنا چاہیے۔اس پر مدعی نے کہا یہ بے قصور کیسے ہے؟ ہم دو آدمیوں نے امانت اس کے پاس رکھی تھی جب تک ہم دونوں نہ آتے اس کو رقم ادا نہ کرنی چاہیے تھی! حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مدعی کا مطالبہ درست ہے کہ جب تک دونوں آدمی نہ آتے رقم نہیں دینی چاہیے تھی۔لہٰذا اسے چاہیے کہ دوسرے آدمی کو لے کر آئے تا کہ اپنی رقم لے سکے' قاضی اور مدعی حیران ہو گئے کہ بات تو یہ بالکل درست ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل کے انبار لگا دیے

جہم بن صفوان حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند مسائل دریافت کرنے حاضر ہوا۔جب ان سے ملاقات ہوئی تو عرض کی اے ابوحنیفہ! میں چند مسائل دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔آپ نے فرمایا: تیرے ساتھ ہم کلامی باعثِ شرم ہے اور تیرے سوالات میں غور و خوض بھڑکتی آگ کو دعوت دینا ہے۔ ابنِ صفوان نے کہا ابھی تو میں نے ان مسائل کا ذکر تک نہیں کیا اور نہ ہی آج تک آپ سے ملاقات ہوئی ہے پھر آپ اتنے ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے بارے میں سن چکا ہوں وہ ایک مسلمان تو نہیں کہہ سکتا۔اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صرف شنید پر ہی فتوے لگا دیتے ہیں! آپ نے فرمایا وہ باتیں شہرت کے درجہ کمال کو پہنچ چکی ہیں اور انہیں ہر خاص و عام جانتا ہے اس لیے میں اپنے قول میں حق بجانب ہوں۔کہنے لگا اے ابو حنیفہ! میں صرف ایمان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں اگر اس سے کچھ زیادہ کہوں تو آپ بے شک کان نہ دھریں۔آپ نے فرمایا کیا تم قیامت سمیت تمام چیزوں پر ایمان نہیں رکھتے جو مجھ سے پوچھنے آ گئے ہو؟ کہنے لگا ایمان تو رکھتا ہوں لیکن مجھے ایمان کی ایک نوع میں شک ہے۔آپ نے فرمایا ایمان میں شک کفر ہے! کہنے لگا آپ کے لیے یہ کب جائز ہے کہ آپ کوئی وجہ بتائے بغیر مجھے کافر قرار دے دیں؟ آپ نے فرمایا اچھا پوچھو۔

Marfat.com

اس نے عرض کیا ایک شخص دل سے اللہ عزوجل کو پہچانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کی صفات کو پہچانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی مثل کوئی نہیں پھر وہ ان چیزوں کو زبان سے کہے بغیر فوت ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کی موت ایمان پر ہوئی یا کفر پر؟ آپ نے فرمایا وہ کافر ہے اور ناری ہے کیونکہ اس نے دل سے جاننے کے ساتھ زبان سے اقرار نہیں کیا۔ ابن صفوان نے کہا یہ کیا بات ہوئی؟ وہ تو اللہ عزوجل کو اس کی تمام صفات کے ساتھ جانتا ہے۔ فرمایا اگر تم قرآن پر ایمان رکھتے ہو اور اسے حجت تسلیم کرتے ہو تو قرآنی دلائل دیتا ہوں اور اگر حجت تسلیم نہیں کرتے تو مخالفین کے اقوال سے جواب دوں گا۔ ابن صفوان نے کہا قرآن پر میرا ایمان ہے اور میں اسے حجت تسلیم کرتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا تو پھر غور سے سنو! اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں دل اور زبان دونوں سے ایمان لانے کا حکم دیا ہے ارشاد الٰہی ہے "**و اذ اسمعوا ما انزل الی الرسول تاجنت تجری من تحتھا الانھـــار**" (پس جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت اتری) ان لوگوں کو جنت میں اسی وجہ سے داخل کیا کہ وہ معرفت الٰہی کے ساتھ ساتھ زبانی بھی اس بات کا اقرار کرتے تھے تو اللہ عزوجل نے انہیں دل اور زبان سے ایمان دار بتایا۔ پھر ارشاد الٰہی ہے "**قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا تافان آمنوا بمثل ما انتم بہ فقداھتدوا**" (اس آیت میں بھی زبان سے اقرار کرنے کا بیان ہے) اور فرمایا "**والزمھم کلمۃ التقوی**" اور فرمایا "**وھدوا الی الطیب من القول**" نیز فرمایا "**الیہ یصعد الکلم الطیب**" پھر فرمایا **یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ** اس کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد ہے "**قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا**" (لا الہ الا اللہ کہو خلاصی پا جاؤ گے) اللہ عزوجل کے محبوب نے فلاح کا مدار معرفت قلبیہ ہی کو نہیں زبان سے اقرار کو بھی ٹھہرایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا "**یخرج من النار من قال لا الہ الا اللّٰہ و کان فی قلبہ کذا**" (یعنی جو شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل میں بھی ایسا ہی اقرار و تصدیق ہو تو وہ دوزخ سے نکال لیا جائے گا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اللہ عزوجل کی معرفت رکھتا ہو

Marfat.com

وہ دوزخ سے آزاد ہے۔ اور پھر اگر معرفت ہی سے کام چل جاتا اور زبان سے اقرار کی ضرورت نہ پڑتی تو ایسا شخص جو دل سے خدا کو مانتا ہے اور زبان سے انکار کرتا ہے مومن ہوتا ہے پھر تو ابلیس لعین بھی مومن تھا کیونکہ وہ رب تعالیٰ کو تو پہچانتا ہی ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس کا خالق' مارنے والا' موت کے بعد اٹھانے والا اور سرکش ٹھہرانے والا ہے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ اے خدا! تو نے مجھے سرکش کیوں ٹھہرایا؟ پھر اس نے کہا تھا اے اللہ! لوگوں کے اٹھائے جانے تک مجھے مہلت دے' اور یہ بھی کہا تھا یا اللہ! تو نے مجھے نار سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا"...... اور پھر اس طرح تو تمام کفار مسلمان ہوتے کیوں کہ وہ اللہ کو پہچانتے ہیں مگر زبان سے اقرار نہیں کرتے' ارشادِ الٰہی ہے **وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم** (وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ دل سے ان پر یقین رکھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن شمار نہیں کیا کیونکہ وہ اگرچہ دل سے مانتے تھے مگر زبان سے انکار کرتے تھے' اللہ عزوجل فرماتا ہے **یعرفون نعمته الله ثم ینکرونها واکثرهم الکافرون**' اور فرمایا" **قل من یرزقکم من السماء والارض تا فسیقولون الله فقل افلا تتقون فذالکم الله ربکم الحق**" اور چونکہ وہ زبانی انکار کرتے تھے اس لیے محض معرفت ان کو مفید نہ ہوئی۔ پھر (اہل کتاب کے بارے میں) ارشاد ہے **یعرفونه کما یعرفون ابناء هم**' یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنی اولاد کو' یہاں بھی انہیں محض معرفت نے کام نہ دیا۔

ان تمام دلائل کو سننے کے بعد ابنِ صفوان نے کہا' اچھا میں پھر کسی وقت آپ سے ملاقات کروں گا اور پھر اپنا سامنہ لے کر چلتا بنا' اور پھر کبھی واپس نہ آیا۔

وراثت کا پیچیدہ مسئلہ

حضرتِ وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اور اس کا ترکہ چھ سو دینار ہے' مجھے صرف ایک دینار دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا! وراثت کس نے تقسیم کی تھی؟ عرض کی

Marfat.com

داؤد طائی نے آپ نے فرمایا تمہیں یہی کچھ ملنا تھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے بھائی کے ورثاء میں دو بیٹیاں، ایک بیوی، ماں، بارہ بھائی اور خود تو ایک بہن نہیں ہے؟ عرض کی یونہی ہے! فرمایا دو لڑکیاں دو ثلث یعنی چار سو دینار لے گئیں، ماں کو چھٹا حصہ ملا گویا ایک سو دینار اس کو ملا، بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی پچھتر دینار دیے گئے۔ باقی صرف پچیس دینار بچے (اور بموجب للذکر مثل حظ الانثیین) تمہارے بارہ بھائیوں کو دو دو دینار مل گئے اور باقی ایک ایک دینار بچا جو تمہارا حصہ ہے۔ (اس واقعہ میں وفور عقل وفراست کا مظاہرہ یوں ہے کہ آپ نے تقسیم وراثت سے ورثاء کی تعداد معلوم کر لی حالانکہ ورثاء کی تعداد کا کوئی علم پہلے سے نہ تھا)۔

اور مسئلہ حل ہو گیا

ایک شخص کی دو بیویاں تھیں وہ تھکا ماندہ گھر آیا ایک بیوی بالا خانہ میں رہتی تھی اور دوسری نچلی منزل پر، جھگڑا ہو گیا اور اس نے غصہ میں کہا! اگر اوپر تیرے پاس آؤں تو تجھے طلاق اور اگر تیرے پاس آؤں تو تجھے طلاق، سب نے فتویٰ دیا کہ ایک کو تو طلاق ہو کر رہے گی لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب حکمت عملی اختیار فرمائی کہ مسئلہ بھی حل ہو گیا اور بیویاں بھی بچ گئیں، آپ نے فرمایا اوپر والی کو نیچے لے آؤ اور نیچے والی کو اوپر لے جاؤ پھر جس کے پاس چاہو چلے جاؤ کیونکہ تو نے یہ کہا ہے کہ اوپر تیرے پاس اور نیچے تیرے پاس آؤں تب طلاق اور جب اوپر والی نیچے آ جائے گی اور نیچے والی اوپر چلی جائے گی تو کسی کو طلاق نہ ہو گی۔

بو حنیفہ آں امام ذوالکرم
مستفیض آمد ز فیضش خاص و عام
نیک صورت نیک سیرت، نیک روز
نیک خوئے و نیک خواہ و نیک نام

دھریے کو جواب

منکرِ خدا دھریے کے ساتھ امام صاحب کا مناظرہ طے پایا وقت اور جگہ کا تعین ہو

Marfat.com

گیا مگر امام صاحب دیر سے پہنچے' آپ کے پہنچنے سے پہلے دھریوں نے طوفان کھڑا کیا ہوا تھا کہ اگر سچے ہوتے تو وقت پہ پہنچ جاتے آپ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ میں دریا پہ آیا' کشتی نہ تھی اچانک ایک درخت خود بخود جڑوں سے اکھڑا' اس کے پھٹے بن گئے' خود ہی کشتی تیار ہوگئی تو میں اس پہ سوار ہو کر آ گیا اس لیے دیر ہوگئی۔ وہ مزید اچھلے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ایک کشتی اپنے آپ نہیں بن سکتی تو اتنی بڑی کائنات خود بخود کیسے وجود میں آسکتی ہے؟ اب بات کو سنتے ہی سب منکرین خدا تائب ہو گئے۔

سر لینے آئے مگر دے بیٹھے

دہریے (جو خدا کو کائنات میں متصرف نہیں مانتے) حضرتِ امام کو قتل کرنے کی فکر میں رہتے تھے' ایک دن امام صاحب تن تنہا مسجد میں بیٹھے ہوئے انہیں مل گئے' وہ تلواریں اور چھریاں لے کر آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھے۔ جب آپ نے دیکھا تو فرمایا ذرا ٹھہرو' میرا ایک سوال ہے' تم اس کا جواب دے کر جیسے تمہاری مرضی ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا بتلاؤ! آپ نے فرمایا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے سامان سے لدی ہوئی کشتی کو دیکھا ہے' وہ دریا کے گہرے پانی میں جاری ہے' اسے پانی کی شدید موجوں نے گھیر لیا ہے' مختلف سمتوں سے ہوا چل رہی ہے' اسے چلانے کے لیے کوئی ملاح نہیں ہے اور نہ ہی کوئی محافظ ہے' تم یہ بتلاؤ کہ کیا عقلاً یہ بات جائز ہے؟ سب نے بیک آواز کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ اسے عقل جائز نہیں سمجھتی کہ ایک کشتی بغیر محافظ کے چل سکے فرمایا! اتنی بڑی کائنات جو مختلف احوال کی حامل ہے' اس کے امور بدلتے رہتے ہیں' اطراف پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں تباین پایا جاتا ہے' کسی صانع اور محافظ کے بغیر کیوں کر چل سکتی ہے؟ یہ جواب سن کر تمام رونے لگے اور عرض کی اے ابوحنیفہ! آپ نے درست فرمایا ہے انہوں نے اپنی تلواریں نیام میں رکھ لیں اور اپنی سرکشی و گمراہی سے تائب ہو گئے۔

حاسد شرمندہ ہوگیا

Marfat.com

ایک رافضی (شیعہ) جو امام رحمۃ اللہ علیہ کے حاسدین میں سے تھا ایک دن کسی حمام میں گیا۔ حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ پہلے سے وہاں موجود تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی بولا' اے نعمان! تمہارا استاد فوت ہو گیا ہے اور ہمیں راحت ملی' ان دنوں حضرت حماد رضی اللہ عنہ قریب الموت تھے۔ امام صاحب جھٹ بولے ہاں ہمارے استاد تو فوت ہو ہی جائیں گے (تم خوش قسمت ہو کہ) تمہارے استاد کو قیامت تک (جینے) کی مہلت ہے۔ (اس سے آپ نے اسے یہ جتلایا کہ تمہارا استاد شیطان ہے جس نے اللہ عزوجل سے مہلت مانگتے ہوئے کہا تھا انظرنی الی یوم الوقت المعلوم تو اللہ عزوجل نے فرمایا تھا انك من المنظرين جاؤ میں تمہیں مہلت دیتا ہوں)۔

فاتحہ خلف الامام کے قائلین کو الزامی جواب

علماء کی ایک جماعت امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسئلہ قراءت خلف الامام کے بارے میں بحث کرنے آئی۔ آپ نے فرمایا تمام کے ساتھ گفت گو تو نہیں کر پاؤں گا لہٰذا اپنا ایک آدمی جو علم میں تم سب سے فائق ہے اسے بحث کے لیے سامنے کرو تا کہ اس سے بحث کی جا سکے۔ انہوں نے ایک آدمی کو تیار کیا آپ نے ان سے پوچھا کیا یہ تم میں سے زیادہ علم والا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اس کے ساتھ بحث تم سب کے ساتھ بحث متصور ہو گی۔ سب نے کہا بالکل' فرمایا اس پر الزام تم سب پر الزام ہو گا؟ کہنے لگا یونہی ہو گا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اس پر غالب آ گیا تو تم سب پر غالب ہوں گا؟ کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا (بس مسئلہ واضح ہو گیا) جیسے تم نے اس کی کلام کو اپنی کلام سمجھا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے امام کو مختار بناتے ہیں' اس کی قراءت کو اپنی قراءت سمجھتے ہیں' وہ ہمارا نائب ہوتا ہے سب خاموش ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کا دفاع

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا ایک شخص کہتا ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بغیر محرم کے سفر کیا تھا یہ کیونکر جائز ہے؟ حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کیا جانے کہ اس حدیث کی تفسیر کیا ہے (جس میں ام المومنین کے سفر کا ذکر ہے) حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ تمام

Marfat.com

مسلمانوں کی مقدس والدہ ہیں اس لیے ان کا سفر غیر محرم کے ساتھ سفر کیسے ہوا؟ (سبحان اللہ)

خدا کہاں ہے؟ ایک دھریے نے آپ سے سوال کیا تمہارا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کائنات کے ذرے ذرے میں ہے تو پھر نظر کیوں نہیں آتا' آپ نے دودھ کا پیالا منگوایا اور اس سے پوچھا بتاؤ اس میں مکھن ہے کہ نہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا' فرمایا کتنے دودھ میں مکھن ہے اور کتنے میں نہیں؟ اس نے کہا ایک ایک قطرے میں ہے۔ فرمایا! دکھا کہاں ہے۔ ہر ہر قطرے میں مکھن تو ثابت کر دے اور ہر ہر ذرے میں خدا کی شان میں ثابت کر دیتا ہوں۔ لاجواب ہو کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ بس یہی وجہ ہے کہ

زباں ہر دم مری مدحت سرائے بو حنیفہ ہے
میں حنفی ہوں میرے دل میں ولائے بو حنیفہ ہے
جھکائے ہیں فقیہانِ زمانہ سر جہاں آ کر
وہ رشکِ آسماں دولت سرائے بو حنیفہ ہے

بایں ہمہ عظمت و شان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خود ایک بچے کی بات نے حیران کر دیا کہ جب میں کہیں جا رہا تھا اور بارش کی وجہ سے راستے میں پھسلن تھی' میرے آگے آگے ایک بچہ جا رہا ہے۔ میں نے از رہِ شفقت اس کو کہا: بیٹا دھیان سے چلنا کہیں پھسل نہ جانا' بچے نے فوراً جواب دیا! میں پھسل گیا تو خیر ہے کیونکہ صرف میں ہی پھسلوں گا اے امام: آپ پھسل گئے تو پوری امت پھسل جائے گی اس لیے میری فکر نہ کیجیے' اپنا خیال فرمائیے:

بو حنیفہ بد امام با صفا
آں چراغ امتان مصطفیٰ

اندازِ استدلال

عثمان بن ابی زائدہ کہتے ہیں میں حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے پوچھا اگر کوئی پیالے یا کسی اور برتن میں پانی پیے جس کے اطراف میں چاندی لگی ہوئی ہو اس کے بارے میں آپ کا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا جائز ہے۔ جب وہ شخص چلا گیا

Marfat.com

تو میں نے عرض کی اس مسئلہ کی کوئی مثال دیجیے! آپ نے فرمایا بھلا تم ہی بتلاؤ ایک شخص نہر کے پاس پہنچا' اسے سخت پیاس لگی ہے' اس کے پاس کوئی برتن نہیں' ہاں وہ ہاتھ سے پانی لے سکتا ہے اور اس کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی ہے' اس نے ہاتھ میں پانی لیا اور پی گیا' ایسے آدمی کے بارے میں تم کیا کہو گے؟ میں نے کہا اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں! آپ نے فرمایا بس پھر چپ رہو۔ (مسئلہ واضح ہے)

مائیں ایسا عالم پیدا نہیں کر سکتیں

حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کے سرداروں میں سے ایک آدمی کے جنازے میں ہم لوگ شامل تھے۔ ہمارے ساتھ امامِ ثوری' ابن ابی لیلیٰ' ابن شبرمہ' ابوالاحوص حبان' مندل اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے' جنازہ اٹھایا گیا' اچانک لوگ ٹھہر گئے۔ حضرتِ امامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ کو بتلایا گیا کہ اس میت کی والدہ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھے گی' واپس نہیں جائے گی اور باپ نے قسم کھائی ہے کہ اس کی بیوی واپس نہیں جائے گی تو اسے طلاق ہو ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کا کوئی بھی حل نہ نکال سکا۔ میت کے باپ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ اس مسئلہ میں ہماری مدد فرمائیے۔ امامِ صاحب نے میاں بیوی کی قسم کی نوعیت دریافت فرمائی۔ ان کے بتلانے پر آپ نے فرمایا کہ جنازہ نیچے رکھ دو' جنازہ رکھ دیا گیا۔ امام صاحب نے میت کی والدہ کو فرمایا تم آگے بڑھ اور اپنے بیٹے کی نمازِ جنازہ ادا کر لو۔ جب اس نے نماز ادا کر لی تو آپ نے فرمایا اب تو واپس چلی جا۔ پھر جنازہ قبر کی طرف لے جایا گیا تب ابن شبرمہ فرماتے ہیں کہ "دنیا کی مائیں ایسا عالم پیدا کرنے سے عاجز ہیں"۔

بچپن میں رومی شہنشاہ کو مبہوت کر دیا

رومی شہنشاہ نے اپنے ایک خلیفہ کو خاصی رقم دے کر بھیجا اور کہا کہ اپنے ہاں کے

Marfat.com

علماء سے تین مسئلے دریافت کرو اگر وہ جواب دے دیں تو یہ مال ان کو دے دینا اور اگر عاجز رہ جائیں تو بطورِ خراج الثاان سے مال وصول کرنا۔ خلیفہ نے حسب الحکم علماء کو اکٹھا کیا تینوں مسائل پیش کیے لیکن ان میں سے کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ حضرتِ امام ابھی بچے تھے (بعض کے نزدیک آپ کی عمر اس وقت چھ سال کے لگ بھگ تھی) اور اپنے والد کے ہمراہ مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے خلیفہ سے فرمایا: اگر اجازت ہو تو میں جواب دوں؟ خلیفہ نے کہا ہاں ضرور! آپ نے فرمایا کیا تم سائل ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا منبر سے نیچے اتر آؤ اور نیچے بیٹھ جاؤ پھر میں جواب دوں گا۔ وہ نیچے اتر آیا۔ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اب سوال کرو۔ پہلا سوال یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا گنتی جانتے ہو؟ کہنے لگا کیوں نہیں ضرر جانتا ہوں! فرمایا "واحد" سے پہلے عدد کا نام بتاؤ' اس نے کہا "واحد" سب سے پہلا عدد ہے اس سے قبل کوئی عدد نہیں۔ آپ نے فرمایا جب واحدِ مجازی سے پہلے کوئی نہیں تو واحدِ حقیقی سے پہلے بھلا کیوں کر ممکن ہوگا؟ پھر دوسرا سوال یہ کیا کہ اللہ کس سمت میں ہے؟ آپ نے فرمایا جب ایک عارضی اور زائل ہونے والا نور ہر جہت میں برابر ہے تو نورِ حقیقی کی کسی جہت کا تعین کیسے کیا جا سکتا ہے؟ تیسرا سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے؟ آپ نے (اسے شرمسار کرتے ہوئے) جواب دیا بس یہی کہ تم جیسے مشبّہ معترض کو منبر سے نیچے اتار کر مجھ جیسے موحد کو منبر پر بٹھا دیا' بس ایسے ہی ہر آن میں اس کی نئی شان ہے۔ وہ مبہوت ہو گیا اور رقم دے کر چلتا بنا۔

دو عورتوں کا جھگڑا

آپ کے پاس دو عورتیں یہ جھگڑا لے کر آئیں کہ ان میں سے ہر ایک کہتی ہے کہ دوسری نے میرا ایک سیر گھی دینا ہے حالانکہ ایک کے پاس بکری تھی دوسری کے پاس بھینس' گواہ کسی کے پاس نہیں تھا' قسم کھانے کو دونوں تیار تھیں۔ آپ نے ایک ایک گلاس پانی کا دے کر فرمایا اس سے اپنے اپنے پاؤں دھوؤ۔ ایک پورے گلاس سے ایک پاؤں بھی نہ دھو سکی کہ پانی ختم کر دیا دوسری نے آدھے گلاس سے ہی دونوں پاؤں دھو لیے اس کے پاس

Marfat.com

بکری تھی۔ آپ نے فرمایا بھینس والی نے بکری والی کا سیر گھی دینا ہے کیونکہ جو آدھے گلاس پانی سے دونوں پاؤں دھو سکتی ہے وہ بخل کر کے بکری کے دودھ سے سیر گھی بھی جمع کر سکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

امام اعظم ابو حنیفہ ہمارے مذہب کے پیشوا ہیں
امام اعظم ابو حنیفہ ہماری کشتی کے ناخدا ہیں

دلہنیں بدل گئیں

ایک شخص نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح دوسرے شخص کے دو بیٹوں سے کیا' دوسرے روز دعوتِ ولیمہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کو بھی اس نے مدعو کیا' اسی اثناء میں لڑکیوں کا باپ پریشانی کے عالم میں علماء کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ہم لوگ بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ رات غلطی سے دلہنیں بدل گئیں بڑے کی دلہن چھوٹے کے ہاں چھوٹے کی بڑے کے کمرے میں غلطی سے چلی گئی' صبح غلطی کا علم ہوا' فرمایئے اب کیا ہو؟

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا! کوئی مضائقہ نہیں وطی بالشبہ ہے دونوں بھائیوں پر صحبت کی وجہ سے مہر واجب ہو گیا اور آج دونوں بہنیں اپنے اپنے خاوندوں کے پاس چلی جائیں۔ حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خاموش تھے۔ حضرت مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے کہا آپ فرمایئے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے سوچا میرے جواب کے علاوہ اور کیا کہیں گے مگر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے پاس دونوں لڑکوں کو لاؤ۔ چنانچہ دونوں لڑکے لائے گئے آپ نے ہر ایک سے پوچھا رات تم جس عورت کے پاس رہے ہو تم کو وہ پسند ہے' دونوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اور جس کے پاس جو عورت سوئی ہے وہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔ چنانچہ اسی وقت ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور چونکہ اپنی بیوی سے کسی نے بھی صحبت نہ کی تھی اس لیے عدت ان پر واجب ہی نہ تھی' لہٰذا اسی مجلس میں ہی ان کا نکاح بھی ہو گیا۔

امام اوزاعی کو خاموش کر دیا

Marfat.com

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم لوگ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا جب یہ امر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں تو ہم اسے کیوں کریں امام اوزاعی نے کہا مجھے زہری نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیرِ افتتاح کے علاوہ رکوع' میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا مجھے حماد نے' انہوں نے ابراہیم سے' انہوں نے علقمہ و اسود سے' انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ اس پر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں زہری کی روایت لے رہا ہوں جنہوں نے سالم سے اور سالم نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور آپ حماد کی روایت بیان کرتے ہیں جنہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہ سے روایت کی' اس سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اپنی سند کی برتری ظاہر کرنا تھا' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے درست کہا لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ حماد زہری سے علمِ فقہ میں بلند مرتبہ کے مالک ہیں' ابراہیم سالم سے اور علقمہ بھی فقہ میں ابن عمر سے کم نہیں ہیں! امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ محض حدیث دانی کافی نہیں' اصل مقصد فقاہت ہے اور محدثِ محض سے فقیہ کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

حق دار کو حق دلا دیا

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے ایک شخص کو ایک ہزار دینار کی ایک تھیلی سپرد کی اور وصیت کی کہ جب میرا لڑکا جوان ہو جائے تو جو تمہیں پسند ہو اسے دے دینا' لڑکا جوان ہو گیا تو اس شخص نے اس نوجوان کو تھیلی تو دے دی مگر دینار رکھ لیے اور کہا کہ تمہارے باپ کی وصیت کے مطابق میں نے اپنی صواب دید پر تمہیں

Marfat.com

تھیلی دے دی ہے اور میں تمہارے لیے تھیلی ہی پسند کرتا ہوں۔نوجوان حیران رہ گیا۔اس نے علماء سے مسئلہ دریافت کیا لیکن اس کی تشفی نہ ہو سکی۔آخر وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔آپ نے فرمایا تمہارے باپ نے بڑی لطیف وصیت کی تھی اور وصیت کرتے وقت بڑی دانائی سے کام لیا تھا۔آپ نے اس شخص کو بلایا جس کے پاس دینار تھے۔ جب وہ آ گیا تو آپ نے اسے فرمایا: اس نوجوان کے باپ نے تمہیں یہی وصیت کی تھی ناں کہ جو تمہیں پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟ اس نے عرض کی ہاں اس نے مجھے یہی کہا تھا۔آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے دینار پسند کیے اور انہیں اپنے لیے رکھ لیا؟ اس نے عرض کی ہاں! آپ نے فرمایا اس نوجوان کو اس کے باپ کی وصیت کے مطابق دینار دے دو کیونکہ جب اس کے باپ نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے کو اپنی پسندیدہ شے دینا اور تو ابھی اقرار کر چکا ہے کہ میں دینار پسند کرتا ہوں تو تمہیں دینار دینے پڑیں گے۔وہ خجل ہوا اور اسی وقت دینار اس نوجوان کو دے دیے۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ایک معرکۃ الآراء فتویٰ

آپ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا! مجھے مہلت دو تا کہ میں تمہارے سامنے کوئی اپنا معجزہ پیش کروں۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ جاری فرمایا من طلب منه علامة کفر جو اس سے کوئی علامت طلب کرے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی لا نه مکذب لقول النبی صلی اللہ علیه وسلم لا نبی بعدی کیونکہ وہ بھی حضور علیہ السلام کے اس فرمان کو جھٹلانے والا ہے جو آپ نے فرمایا۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
(الخیرات الحسان)

علوم قرآن اور امام نعمان رضی اللہ عنہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن پاک سے اس قدر محبت تھی کہ زافر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک رکعت میں رات گزار دیتے اور اس میں پورا قرآن مجید پڑھ جاتے۔اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام ابو

Marfat.com

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت میں سارا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور آپ کا رونا سنائی دیتا تھا یہاں تک کہ آپ کے ہمسائے آپ پر رحم کھاتے تھے اور آپ کی نسبت ثابت ہے کہ آپ نے اس جگہ میں جہاں وفات پائی' سات ہزار دفعہ قرآن مجید ختم کیا۔

(اقوال صحیحہ ص ۱۰۹ علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ بحوالہ امام نودی فی تہذیب الاسماء)

اسی قسم کی روایاتِ متعددہ تبیض الصحیفہ اردو' وفیات الاعیان قاضی ابن فلکان' طبقات الکبریٰ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ' الخیرات الحسان شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

خطیب نے حفظ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا میں نے مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ سے سنا' کہتے تھے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا پس میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا مجھے اس کی قراءت شیریں معلوم ہوئی۔ اس نے قرآن مجید کا ساتواں حصہ پڑھا پھر نصف تک پہنچے' یہاں تک کہ ایک رکعت میں قرآن مکمل پڑھ دیا اور میں نے غور سے دیکھا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اسی طرح خطیب نے خارجہ بن مصعب سے بیان کیا ہے کہ ائمہ میں سے چار ایسے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں قرآن مجید مکمل کیا۔

۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۲: حضرت تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ

۳: حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

اور ۴: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم۔ (تبییض الصحیفہ ص ۲۱)

اس کتاب میں یہ روایت بھی ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صرف رمضان شریف کے مہینے میں ساٹھ قرآن مجید ختم فرمائے اور آپ قراءت میں امام عاصم تابعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ جن کی قراءت بروایت حفص پورے جہان میں پڑھی جارہی ہے کے شاگرد تھے جو کہ سبعہ قراء میں سے ایک معزز قاری ہیں (جواہر البیان ترجمہ اردو الخیرات الحسان ص ۱۵۸) اس لیے تو شیخ ابن

Marfat.com

حجر مکی فرماتے ہیں کہ آپ علوم شرعیہ (تفسیر و حدیث) اور آلہ (علوم ادبیہ) میں سمندر تھے جن کی ہمسری نہیں کی جا سکتی (اقوال صحیحہ بحوالہ الخیرات الحسان) بلکہ آپ نے اپنی فقہ کی بنیاد ہی اس اصول پہ رکھی کہ فرمایا: میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو لیتا ہوں پھر سنت رسول ﷺ کو پھر اقوال صحابہ کو۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰)

یہی تو وجہ ہے کہ جو مسئلہ کسی سے حل نہ ہوتا امام صاحب آن واحد میں اس کو ایسا حل فرما دیتے کہ بڑے بڑے ائمہ دنگ رہ جاتے اور پھر عربوں کے علاوہ اہل عجم جن میں حضرت داتا گنج بخش، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفین سلطان باہو، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہم جیسے اولیاء اللہ نے گردن جھکا کر آپ کی امامت کو تسلیم کیا اور آپ کی تقلید میں ساری زندگی گزاری لاکھوں مسلمان کیے اور آپ کے مقلد ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

زمانے بھر نے زمانے بھر میں بہت تجسس کیا و لیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا، امام اعظم ابو حنیفہ
سپہر علم و عمل کے سورج تمہیں ہو سب ہیں تمہارے تارے
تم ہی سے چمکا ہے جو بھی چمکا امام اعظم ابو حنیفہ

یعنی جس امام کے تلامذہ میں وہ جبال العلم شخصیات ہیں جو تمام ائمہ فقہ کے اور ائمہ حدیث (بخاری و مسلم) کے استاد اور دادا استاد ہیں اس کو کہتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

فراست مومنانہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ تجھے ہارون الرشید کے ساتھ فالودہ کھاتے دیکھ رہا ہوں، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واقعی وہ وقت آیا کہ میں قاضی القضاۃ بنا اور ایک دن میں اور ہارون الرشید نے اکٹھے فالودہ بھی کھایا، اس وقت مجھے اپنے امام کا فرمان یاد آیا۔ (فتح القدیر ابتدائیہ سے)

Marfat.com

قرآن مجید کی تعظیم

مولوی امیر علی عین الھدایہ (شرح ہدایہ) بحث باب العیدین کے تحت لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کا اس قدر اکرام کرتے کہ جس الماری میں قرآن پاک رکھا ہوتا اس الماری کے تالے کی چابی کو بھی بے وضو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔

کاش مولوی امیر علی کے ممدوح' شیوخ نجد بھی قرآن پاک کی عزت کرنا سیکھیں کہ جوتے اوپر بغل میں دبا لیتے ہیں اور قرآن نیچے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں' کبھی بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں پھیلا کر گھٹنوں پہ قرآن رکھ لیتے ہیں اور ایک عام کتاب کی طرح قرآن کے ساتھ بھی معاملہ رکھتے ہیں

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم اند از فضل رب

امام اعظم علیہ الرحمۃ کا تقویٰ و پرہیز گاری

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے حضرت قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقید المثال عالم' اصحاب صحاح ستہ کے نامور استاد یزید بن ہارون (متوفی ۲۰۶ھ) ابو عبداللہ وکیع جیسے شاندار فقیہہ' امام عبدالرزاق' حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ' امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ' حافظ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ' ابراہیم بن عکرمہ المخزومی رحمۃ اللہ علیہ' محمد بن اسحاق بن ندیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم مورخ اور ان کے علاوہ سیکڑوں جید فقہاء و محدثین و مورخین نے اپنی اپنی کتب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ پرہیز گار' سخی' عاقل' افضل عظیم الامانت' رضائے الٰہی کا طالب' خوف خدا رکھنے والا' صائم الدھر' قائم الیل عامل' عالم' زاہد' کثیر الخشوع' کبیر الشان' امام' زبان کی بہت حفاظت کرنے والا' ماہر علوم الشریعہ قرار دیا ہے۔

(تبییض الصحیفہ' مقام ابی حنیفہ' تذکرۃ الحفاظ للذہبی' خطیب ج ۱ ص ۱۹۰' اقوال صحیحہ' معجم البلدان ج ۴)

Marfat.com

آپ میں استغنا اس قدر تھا کہ خلیفہ منصور نے آپ کو دس ہزار درہم پیش کیے لیکن آپ نے قبول نہ کیے' آپ پر تنقید کرنے والے ذرا اپنے حالات کا بھی جائزہ لیں کہ کس طرح نوکریوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں اور حکمرانوں کے بنگلوں کا طواف کرتے ہیں مگر آپ نے قاضی القضاۃ جیسے عہدے کو ٹھکرا دیا۔

سراج بزم عرفاں ہیں' چراغ راہ ایماں ہیں
جہاں جس سے ہے روشن وہ ضیائے بو حنیفہ ہے

حضرت ابوالجویریہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں کئی جید بزرگوں کی صحبت میں رہا ہوں مگر کسی کو بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر احسن طریقے سے رات گذارتے نہ دیکھا۔ میں ان کے پاس چھ ماہ رہا لیکن کبھی ایک مرتبہ بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہ دیکھا۔

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کے رخساروں پر آنکھوں سے گریہ کے آثار نمایاں تھے۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ آپ وجیہہ' خوش رو' اور اللہ عزوجل کے حضور دائم التضرع تھے۔ جامع البیان میں ہے کہ آپ کو ایک بڑی جماعت نے صاحب فضیلت تسلیم کیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اماموں کے امام' اہل سنت کے مقتداء' فقہاء کا شرف اور علماء کی عزت قرار دیتے ہیں آپ کشف المحجوب شریف میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خواب میں دو مرتبہ فرمایا: گوشہ نشینی کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تجھے اللہ عزوجل نے میری سنت زندہ کرنے کے لیے زندگی دی ہے۔ (ص ۱۱۰'۱۱۴)

غیر مقلدین علماء کا فیصلہ

نواب صدیق حسن بھوپالی تقصاء جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص ۹۳ پہ لکھتے ہیں: ''امام اعظم ابو حنیفہ کوفی وے چنانکہ در علم دین منصب امامت دارد ہمچناں در زھد و عبادت امام سالکان است''۔

Marfat.com

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح علم دین میں امامت کے درجے پر فائز تھے اسی طرح زہد و عبادت میں بھی آپ امام تھے۔ مولوی صادق سیالکوٹی سبیل الرسول ص ۳۳۴ پہ لکھتے ہیں ''آپ بڑے عابد' زاہد خداترس' متقی و پرہیزگار تھے' دل ہر وقت خوف الٰہی سے لبریز رہتا تھا' اللہ عزوجل کے حضور تفرع کرتے تھے' بہت کم بولتے تھے' بڑے سلیم الطبع تھے' بلند اخلاق' پسندیدہ طبیعت' منکسر المزاج' ملنسار' بردبار' عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے' تقویٰ اور خوف خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا' دیانت آپ کی مسلمہ تھی''

غیر مقلدین کے امام الکل اور شیخ الکل سید نذیر احمد الحیات بعد الممات ص ۵۹۲ پہ لکھتے ہیں ''آپ کا مجتہد متبع سنت' متقی و پرہیزگار ہونا ہی آپ کی فضیلت کے لیے کافی ہے اور آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی بشارت آپ کے لیے قرآن مجید میں موجود ہے''۔ میر ابراہیم سیالکوٹی تاریخ اہل حدیث ص ۴۳۷ پر امام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں ''جو شخص ائمہ دین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا''۔

اسی کتاب کے ص ۲۷ پہ یہی صاحب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بدگمانی کا اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے بارے میں کچھ بدعقیدگی سی پیدا ہوگئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظلمت بعضھا فوق بعض کا نظارا ہوگیا معاً مجھے القاء ہوا کہ یہ امام رحمۃ اللہ علیہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو۔ میں جوں جوں کلمات استغفار دہراتا گیا اندھیرا کافور ہوتا گیا اور ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کردیا' اس وقت سے میری عقیدت امام رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ گئی اور پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عداوت رکھنے والوں کو کہتے ہیں کہ میری اور تمہاری مثال قرآن پاک کی اس آیت میں ہے افتمارو نہ علی مایری (میں نے) جو کچھ بیداری میں دیکھا اس پر (مجھ سے) جھگڑا کرنا بے سود ہے (ملخصا)۔

Marfat.com

سید نذیر حسین دھلوی اپنی ایک اور کتاب معیار حق میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں۔

امامنا و سیدنا ابو حنیفۃ النعمان۔ پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعا دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں افاض اللہ علیہ شابیب العفو و الغفران۔ اللہ عزوجل آپ پر عفو وبخشش کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوے ادب خم
کہ پیشوایان دیں نے مانا امام اعظم ابو حنیفہ
نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب امت
سراجِ امت ملا جو تم سا امام اعظم ابو حنیفہ

اولیاء وصوفیاء کی نظر میں امام صاحب کا مقام

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاولیاء اٹھارویں باب میں لکھتے ہیں:

چراغ شرع وملت، شمع دین ودولت نعمان بن ثابت...... آپ کی صفت تمام زبانوں نے کی اور آپ تمام ملتوں میں مقبول ہوئے۔ آپ کی تعریف بھلا کون کرسکتا ہے، آپ ریاضت ومجاہدہ میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اصول طریقت وفروع شریعت میں آپ کا درجہ نہایت رفیع تھا اور آپ کی نظر نہایت نافذ تھی، آپ نے بہت سارے صحابہ اور مشائخ کو دیکھا...... آپ نے جب روضۂ اقدس پہ حاضر ہوکر سلام عرض کیا السلام علیکم یا سید المرسلین تو جواب ملا وعلیکم السلام یا امام المسلمین۔ (ملخصاً)

اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ امام اعظم وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما سرداران اہل کشف و مشاہدہ ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، قدیم ص ۲۴۵)

امام شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد حضرت سید علی خواص شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیاء کشف کے سوا کسی

Marfat.com

کے علم کی رسائی وہاں تک معلوم نہیں ہوئی۔ (ایضاً ص ۳۹۰)

اسی لیے آپ کے نزدیک ماء مستعمل نجاست غلیظہ ہے کیونکہ حدیث کے مطابق وضو کے پانی سے گناہ دھل جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں سے اور کانوں' آنکھوں سے بھی نکل جاتے ہیں اور یہ گناہ آپ رضی اللہ عنہ کو نظر آتے تھے چنانچہ ایک نوجوان جامع مسجد کوفہ میں حوض پہ وضو کر رہا تھا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے وضو کا مستعمل پانی دیکھ کر فرمایا: بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر' ایک شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا زنا سے توبہ کر۔ اس طرح کسی کو شراب سے توبہ کا حکم دیتے اور کسی کو مزامیر سننے سے اور لوگ توبہ کر لیتے۔ (ایضاً ص ۲۴۵)

اس سلسلہ میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ کافی ووافی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار پہ سویا ہوا تھا کہ خواب دیکھتا ہوں' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام باب بنی شیبہ کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں اور بغل میں ایک بوڑھے شخص کو دبائے ہوئے ہیں اور میں بھی حرم شریف میں موجود ہوں چنانچہ میں آپ کی محبت میں دوڑ کر حاضر ہوا' پائے اقدس کو بوسہ دیا اور حیران ہو رہا تھا کہ یہ خوش نصیب بوڑھا کون ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معجزانہ طور پر میرے باطن پہ اطلاع پائی اور مجھے فرمایا یہ تیرے اور تیرے شہر والوں کے امام (ابوحنیفہ) ہیں۔ (کشف المحجوب ۱۱۹)

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خواب کے سچے واقعہ سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ مجھ کو اس خواب سے بڑی امید ہوئی ایک تو اپنے شہر والوں سے اور دوسرا یہ کہ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطا ممکن نہیں چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضور کے سہارے یہ چل رہے ہیں لہٰذا آپ کے اجتہاد میں بھی خطاء کے صادر ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ (ملخصا)

صدارت کا ملا منصب انہیں بزم شریعت میں
جہانِ علم کی عظمت برائے بو حنیفہ ہے
امام اعظم اہل شریعت ہے لقب ان کا
نشان جادۂ حق نقشِ پائے بو حنیفہ ہے

قاضی ابن خلکان شافعی کا فرمان ہے: لاشک فی دینہ ولافی ورعہ وتحفظہ نہ ان کے

Marfat.com

دین اور پرہیزگاری میں شک کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کے حافظے میں۔(وفیات الاعیان)

امام اعظم کا حوصلہ و بردباری

اس سلسلہ میں آپ کی سوانح حیرت انگیز واقعات سے بھری پڑی ہے ان میں سے چند واقعات سپرد قلم کیے جا رہے ہیں۔

☆...... ایک مرتبہ مسجد خیف (مکۃ المکرمۃ) میں درس حدیث کے دوران آپ نے ایک مسئلہ بیان فرمایا تو کسی نے کہا! حسن بصری تو اس مسئلہ میں یوں فرماتے ہیں فرمایا: اخطاء البصری ان سے خطا ہوئی ہے سوال کرنے والے نے اتنا سنا اور بدتمیزی کرتے ہوئے کہا یا ابن الزانیۃ (اے بدکارہ عورت کے بیٹے) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بپھر گئے اور قریب تھا کہ اس کو پکڑ کر قتل کر دیں مگر آپ نے نہ صرف یہ کہ انہیں روک دیا بلکہ گالی کی طرف توجہ ہی نہ فرمائی اور اس مسئلہ پر اپنے موقف کی تائید میں حضرت ابن مسعود کی حدیث سنا دی اور آگے چل دیے۔

شور دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکون
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

☆...... ایک مرتبہ حاسدوں نے کچھ بدمعاش آپ کے پیچھے لگا دیے اور آپ اپنے گھر کی طرف آ رہے تھے ان میں سے ایک بدمعاش سارے راستے آپ کو گالیاں دیتا رہا اور جب آپ کا گھر آ گیا تو خود ہی کہنے لگا اے ابوحنیفہ تو نے تو مجھے کتے سے بھی بدتر سمجھ رکھا ہے۔ کہ اس کو بھی دھتکار دیا جاتا ہے مگر تو نے میری طرف توجہ ہی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: اب میرا مکان آ گیا ہے اگر تو ابھی گالیاں دینے سے سیر نہیں ہوا تو میں دروازے پہ ذرا رک جاتا ہوں اور تو اپنا شوق پورا کر لے۔ ورنہ اندر چلا جاتا ہوں۔ یہ ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ جیسی ہستیوں نے بھی اپنا امام تسلیم کیا اور مدینہ والے نے ان کی امامت پہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

☆...... ایک مرتبہ کسی حاسد اوباش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھپڑ رسید کیا۔ فرمایا! میں تجھ سے

Marfat.com

بدلہ بھی لے سکتا ہوں' خلیفہ کو شکایت بھی کر سکتا ہوں' رات کی تنہائی میں اپنے رب سے بھی عرض کر سکتا ہوں مگر کچھ نہیں کروں گا بلکہ اگر قیامت کو میری بات بن گئی تو تیری بخشش کے لیے بھی اپنے رب سے عرض کر دوں گا۔ (خلاصۃً)

آپ کی پرہیزگاری مزید کے واقعات

☆ ایک شخص نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قرض دینا تھا آپ سخت گرمی میں اس کے مکان کی دیوار کے سائے میں لوگوں کے اصرار کے باوجود کھڑے نہ ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کل قرض جر بہ النفع فھو ربی تا کہ سائے میں کھڑے ہونا کہیں قرض پہ نفع بن کر سود نہ ہو جائے۔

☆ ایک دن بازار جاتے ہوئے کپڑوں پہ معمولی سی مٹی لگ گئی حالانکہ نجاست ہوتی اور ایک درہم کے برابر ہوتی تو آپ کا فتویٰ دھونے کا ہے لیکن آپ دریا پہ گئے اور کپڑے دھوئے اور فرمایا! درہم کے برابر والی بات فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہے۔

☆ حفص بن عبد الرحمٰن کو تجارت پہ بہت سارا کپڑا دے کر بھیجتے ہیں جن میں سے ایک تھان میں معمولی سا نقص تھا' آپ نے فرمایا: گاھک کو نقص سے آگاہ کر دینا لیکن ان کو نقص بتانا یاد نہ رہا تو امام صاحب نے صرف اس تھان کی نہیں بلکہ پورے سامان کی رقم صدقہ کر دی (کیونکہ رقم تو سارے سامان کی مکس ہو گئی تھی)۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ کسی شخص نے آپ کی طرف اشارہ کر کے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں! جو رات کو نہیں سوتے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد ہر رات نماز و دعا و تضرع میں گذارتے صرف اس لیے کہ لوگ میرے بارے میں ایسا گمان رکھیں اور میں ان کے گمان کے مطابق پورا نہ اتروں۔

☆ ایک مرتبہ آپ کے کارندے نے چار سو کا کپڑا ایک ہزار کا بیچ دیا جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ خریدار کے پاس مدینہ منورہ گئے اور چھ سو درہم کی رقم اس کو واپس کی۔

Marfat.com

☆ اسی طرح ایک مرتبہ آپ کے ملازم نے مال تجارت سے تیس ہزار کا نفع کما کر آپ کو پیش کیا چونکہ آپ کے نزدیک رقم میں کچھ خلل تھا اس لیے آپ نے ساری رقم صدقہ کردی۔

خوفِ خدا کا عالم

یزید بن الکمیت و کان من 'خیار الناس' جو برگزیدہ لوگوں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ عزوجل کا شدید خوف تھا' ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورۃ اذا زلزلت پڑھی' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جماعت میں تھے' جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فکر میں غرق ہیں' تنفس جاری ہے میں نے دل میں کہا چپکے سے چلا جاؤں تا کہ ان کے شغل میں خلل نہ آئے چنانچہ میں قندیل روشن چھوڑ کر چلا آیا اس میں تیل کم تھا' طلوع فجر کے وقت جب میں پھر آیا دیکھا ابوحنیفہ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے اور ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان کو آگ سے بچا اور اپنی رحمت کی فضا میں داخل فرما۔ میں نے اذان دی آ کر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے تھے' مجھے دیکھ کر فرمایا قندیل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں صبح کی اذان دے چکا ہوں۔ آپ نے کہا جو دیکھا ہے اسے چھپانا یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے ہمارے ساتھ صبح کی نماز اول شب کے وضو کے ساتھ پڑھی۔

امام اعظم تھے صائم الدھر قائم اللیل مرد مومن
امام اعظم ابو حنیفہ تو اہل اسلام کے ہیں محسن
امام اعظم کا رہتی دنیا تلک رہے گا یہ نام روشن
کروڑوں لوگوں نے تھام رکھا امام اعظم کا پاک دامن

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں کوفہ پہنچا تو اہلِ کوفہ سے دریافت کیا یہاں سب سے زیادہ پارسا کون ہے' لوگوں نے کہا ابوحنیفہ انہیں کا قول

Marfat.com

ہے کہ مارایت احداً اورع من ابی حنیفہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ پارسا (خوف خدا رکھنے والا) کوئی نہیں دیکھا۔

☆ حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانے میں کوئی آدمی مکہ مکرمہ میں ان سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

☆ ابو مطیع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں رات کی جس گھڑی میں بھی طواف کو گیا حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو طواف میں مصروف پایا۔

☆ حضرت زائدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات آپ نے اس آیت کے تکرار میں ہی ساری رات گذار دی۔ فمن الله علینا و وقنا عذاب السموم

☆ لوٹ مار کی بکریاں کوفہ لائی گئیں اور ان بکریوں کا اختلاط کوفہ کی بکریوں سے ہو گیا تو آپ نے بکری کی عمر کے برابر تقریباً سات سال بکری کا گوشت نہ کھایا کہ کہیں ان بکریوں میں سے کسی بکری کا گوشت میرے پیٹ میں نہ چلا جائے۔

☆ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوتا ہے تو آپ کے گھر میں جو لوگوں کی امانتیں تھیں ان کی مالیت پانچ کروڑ تھی۔ (اقوال صحیحہ' مناقب موفق ج ا')

حافظ ابراہیم الروض الباسم ج ا میں لکھتے ہیں کہ آپ کی فضیلت' عدالت' تقویٰ امانت تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

☆ جب خلیفہ منصور نے آپ کو مالی امداد دینے کی کوشش کی تو آج نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا۔ یہ آپ کا ذاتی مال تو نہیں ہے کہ میں واپس نہ کروں اور بیت المال سے لینا میرا حق نہیں ہے کیونکہ نہ تو میں فوجیوں کی طرح محاذ جنگ پہ جاتا ہوں کہ بطور تنخواہ لوں اور نہ ہی میں نادار و مفلس ہوں کیونکہ ملازمین کے علاوہ بیت المال سے فقراء و محتاج ہی لے سکتے ہیں۔ (مناقب موفق ج ا ملخصاً)

عطا حق نے کیا ہے تابعیت کا شرف ان کو
جو طالب ہے ہدایت کا فدائے بو حنیفہ ہے
بنے شاگردان کے راہنما راہ حقیقت کے

Marfat.com

مسلم دھر میں عزو علائے بو حنیفہ ہے

جود وسخا کا حال

☆ امام صاحب علیہ الرحمۃ اپنی آمدنی کا زیادہ تر حصہ دین کی اشاعت اور طلباء کی خدمت پہ خرچ فرماتے' امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے گھریلو حالات اچھے نہ تھے چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے پورے گھر کے اخراجات برداشت فرماتے علاوہ ازیں امام صدرالائمہ فرماتے ہیں۔

فیشتری بھا حوائج الاشیاء من المحدثین و اقواتھم و کسوتھم و جمیع حوائجھم و ماکان یدع احدا من المحدثین الابرہ برا واسعا

(مناقب موفق ج ۱)

مشائخ ومحدثین کی ضروریات پوری فرماتے ان کی خوراک لباس کا خیال فرماتے اور کسی کو بھی اپنی سخاوت سے محروم نہ رکھتے۔ بڑی دریادلی کے ساتھ وسیع پیمانے پہ سب کو نوازتے۔

☆ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد نے سورۂ فاتحہ مکمل کی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استاد کو پانچ سو اور دوسری روایت کے مطابق ایک ہزار درہم دیے اور فرمایا کہ میرے پاس اس وقت یہی کچھ ہے ورنہ اس سے بھی زیادہ پیش کرتا۔

☆ حضرت ابراہیم بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ پر چار ہزار قرض تھا ان کے اعزہ نے چندہ کر کے ان کا قرض اتارنا چاہا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمادیا اور اپنی جیب سے تمام قرضہ چکا دیا۔کوئی اگر تحفہ دیتا تو کئی گنا کر کے لوٹا دیتے۔ کیونکہ حدیث میں مکافات کا ذکر ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو تعریف وتوصیف کا حکم ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے یہ حدیث مجھے بہت محبوب ہے۔

☆ حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی مکہ ۱۸۷ھ)

Marfat.com

سے بیان کیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وافر مال و دولت رکھنے والے تھے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے' باشاہوں کے تحائف رد فرماتے تھے اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خوب خرچ فرماتے تھے۔

ہے جاہل و حاسد کور نظر اور دین سے بھی وہ بیگانہ
جو راندہ درگہ کرتا ہے تحقیر امام اعظم کی

فرمان رسالت اور حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اس سے پہلے مشہور حدیث جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و شان کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر علم (دین' ایمان) ثریا تک بھی پہنچ جائے تو اہل فارس میں سے ایک شخص ہوگا جو اس کو پالے گا۔ دیگر محدثین کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا مصداق امام صاحب کو قرار دیا ہے' حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے لیکن اس میں اشارۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و شان پہ روشنی پڑتی ہے جبکہ ایک حدیث شریف درمختار میں ہے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ امام صاحب کی کنیت زبان رسالت سے بیان ہوئی اور پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے امام اعظم علیہ الرحمۃ کا یوں ذکر فرمایا:

ان سائر الانبیاء یوم القیامة یفتخرون بی و انا افتخر بابی حنیفة من احبه فقد احبنی و من ابغضه فقد ابغضنی کذا فی شرح مقدمة ابی اللیث و قال فی الضیاء المعنوی قول ابن الجوزی انه موضوع فانه تعصب لانه روی بطریق مختلفة۔ (درمختار)

''تمام انبیائے کرام قیامت کے دن میرے ساتھ فخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ کے ساتھ فخر کروں گا جس شخص نے اس کو دوست رکھا پس بیشک اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس کے ساتھ بغض رکھا پس بے شک اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ اسی طرح شرح مقدمہ ابی اللیث میں اور ضیاء معنوی میں ہے کہ ابن الجوزی کا قول کہ یہ موضوع ہے' محض تعصب ہے کہ کیونکہ یہ مختلف

Marfat.com

طریقوں سے روایت کی گئی ہے۔"

دوسری حدیث میں ہے جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی زبان رسالت سے ادا ہوا اور آپ کا لقب سراج امت بھی **اسمه نعمان و کنیته ابو حنیفه و هو سراج امتی**۔(از بیاض مولانا غلام قادر شائق نوشاہی رسول نگری)

امام اعظم اور علم حدیث

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **مارایت اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفة**۔ (الخیرات الحسان)

میں نے حدیث جاننے والا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا چنانچہ امام صدر الائمہ مکی امام حسن بن زیاد سے نقل کرتے ہیں **کان ابو حنیفة یروی اربعة الاف حدیث الفین لحماد و الفین لسائر المشخة**۔ (مقام ابی حنیفہ ص۱۲)

امام صاحب نے چار ہزار احادیث روایت کیں دو ہزار حماد کے طریق سے اور دو ہزار باقی مشائخ سے

ابو محمد امام جعفر امام اعظم کے تھے معلم
اس لیے تو حدیث و فقہ میں آپ کی فکر ہے مسلّم
حضور اکرم کے سب فرامین پر عمل عمر بھر رہا تھا
حدیث قرآن میں جو لکھا ہے امام اعظم نے وہ کیا تھا

آپ سے روایت کرنے والے اس طرح روایت کرتے **حدثنا شاهنا**۔ ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان کی۔

(تبییض ص ۲۸. ابو عبدالرحمن مقری' تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۵)

حضرت عبداللہ بن بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

لا تقولوا رای ابی حنیفة ولکن قولو انه تفسیر الحدیث

یوں نہ کہا کرو کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے بلکہ کہا کرو کہ حدیث کی تشریح ہے۔

(مقام ابی حنیفہ ص ۱۸۲)

Marfat.com

اساتذ المحدثین امام اعمش (جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اعظم کے استاذ ہیں) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اگر فقہاء طبیب ہیں محدثین عطار ہیں تو اے ابوحنیفہ تم دونوں کے کنارے یعنی تمہارے اندر سب کچھ ہے کیونکہ سارا دریا کناروں کے اندر ہی ہوتا ہے۔ (فتاوی رضنیه ج ا قدیم ص ۳۸۹)

امام عبدالوہاب شعرانی شافعی المیزان ج ا میں لکھتے ہیں:

فاولهم تبريا من كل راى يخالف الشريعة الامام الاعظم ابو حنيفة النعمان بن ثابت۔

"خلاف شریعت رائے سے سب سے پہلے بیزاری کا اظہار فرمانے والے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا آپ کے شاگرد کسی کا کوئی قول بھی ایسا نہیں جس کی اصل کوئی نہ کوئی آیت، حدیث اثر صحابی یا صحیح قیاس نہ ہو۔ (اقوال صحیحه ۳۲)

یہاں تک کہ بڑے بڑے محدثین (زکریا بن ابی زائدہ، عبدالمالک بن ابی سفیان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف اور حصین بن عبدالرحمٰن جیسے لوگوں) پر بھی جب مسائل کے استنباط کے سلسلے میں احادیث مشتبہ ہو جائیں تو امام صاحب کی طرف رجوع کرتے۔ (مناقب موفق)

یحییٰ بن معین جیسا محدث جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ نہیں جانتا وہ حدیث ہی نہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

كان ابو حنيفه ثقة لا يحدث بالحديث الا بما يحفظه۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں ثقہ تھے اور اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس کو وہ حفظ کر چکے ہوتے ہیں۔ (تهذيب التهذيب)

Marfat.com

الخیرات الحسان میں علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند فی الحدیث کے بارے میں چار ہزار شیوخ کا ذکر فرمایا ہے جن سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث لیں اور امام ذہبی وغیرہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے امام محمد بن سماعہ علیہ الرحمۃ سے نقل کیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں جبکہ چالیس ہزار احادیث صرف کتاب الاثار میں ہیں۔ (مناقب علی القاری بذیل الجواھر)

اس بات کی تائید ابن حجر مکی نے مناقب موفق ج ۲ میں کی ہے۔ ان حوالہ جات سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عناد رکھنے والے موجودہ دور کے نام نہاد اھل حدیثوں کا وہ شرمناک الزام پیوند خاک ہو گیا جو کہتے ہیں آپ کو صرف سترہ احادیث آتی تھیں' ارے تمہیں سترہ احادیث آتی ہوں تو تم ایک تقریر نہیں کر سکتے اور جس امام نے ہر مسئلہ پہ قلم اٹھایا ہے اس کو صرف سترہ نہیں بلکہ ہر مسئلہ پہ قلم وہی اٹھا سکتا ہے جس کی پورے قرآن اور پورے ذخیرہ حدیث پہ گہری نظر ہو' کیونکہ کوئی ایک حدیث بھی اگر اس سے اوجھل رہے گی تو اس کا دل مطمئن نہیں ہوگا کہ کہیں میرا بیان کیا ہوا مسئلہ اس حدیث کے خلاف نہ ہو اور پھر وہ امام جو ضعیف سے ضعیف حدیث کو بھی اپنے رائے پر ترجیح دیتا ہے۔ یہ بات خود ابن قیم نے بھی تسلیم کی ہے۔

اسی لیے کتاب عقود الجمان میں حافظ محمد یوسف صالحی مسلکاً شافعی ہو کر لکھتے ہیں:

کان ابو حنیفة من کبار حفاظ الحدیث ابوحنیفہ بڑے حفاظ الحدیث میں سے تھے۔

کیا آپ کو صرف سترہ احادیث آتی تھیں

عقل کے اندھو! ذرا سوچو تو سہی صرف سترہ احادیث جس کو یاد ہوں جب آج کل کے طلباء کی تسلی نہیں کر سکتا تو جس کے سامنے امام ابو یوسف' محمد اور زفر جیسے شاگرد ہوں اور جس نے پانچ لاکھ مسائل کا استنباط کیا ہو جس کی مسانید ابی حنیفہ سے پندرہ کتب بنیں'

Marfat.com

صرف چالیس ہزار مسائل تو عبادات سے متعلقہ ہیں۔ جن کے شریعت کے اساتذہ میں امام جعفر صادق جیسی ہستیاں ہوں اور طریقت کے اساتذہ میں بہلول دانا جیسے نابغہ روزگار ہوں جس نے چالیس علماء کی کونسل بنا کر ہر مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا اور ہر ایک کو تنقید کی کھلی اجازت دی جس کے شاگردوں کے شاگرد شمس الائمہ جیسے لوگ ہوں جنہیں بادشاہ نے کنوئیں میں شاگردوں سمیت قید کیا تو اس نے تیس جلدوں پہ مشتمل کتاب الکافی کی شرح مبسوط لکھ دی۔ جو ساٹھ قرآن صرف رمضان میں پڑھے اس کی نظر سے کون سی آیت چھپی ہوئی ہوگی اور بخاری و مسلم جیسے جس کے شاگردوں کے شاگرد ہوں اس سے کون سی حدیث چھپی رہے گی۔ اگر کسی نے لکھ دیا ہے تو ہو سکتا ہے اس نے کسی حاسد کا قول لکھا ہوگا اس کا اپنا نہ ہوگا یا اپنا بھی ہو تو دلیل کون سی دی ہے بات دلیل سے کرو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں آنے کا یہی تو فائدہ ہے کہ قرآن بھی ملتا ہے حدیث بھی ملتی ہے شریعت بھی ملتی ہے طریقت بھی ملتی ہے آثار صحابہ بھی ملتے ہیں اقوال تابعین بھی ملتے ہیں معقولات و منقولات بھی ہاتھ آتے ہیں اور فقہ کے تو وہ امام اعظم ہیں اور آپ کی دشمنی میں کم از کم بندہ فقہ سے تو محروم ہی رہے گا وہ بدنصیب قرآن کی ان آیات پر غور کرے و طبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون۔ لو کانوا یفقھون۔ بانھم قوم لا یفقھون۔ خدا کا دشمن فقہ سے محروم ہے۔

جبکہ ہمارے امام کی شان تو یہ ہے۔

واعیانھم ولولا کثرۃ اعتنائہ بالحدیث ماتھیاء لہ استنباط مسائل الفقہ۔

اگر وہ احادیث کا بکثرت اہتمام نہ فرماتے تو فقہی مسائل کا ملکہ ان کو کیسے حاصل ہوتا۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المیزان ج ا میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص کتاب دانیال لے کر کوفہ میں داخل ہوا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر غصہ میں آئے کہ قریب تھا اس کو مار دیں پھر آپ نے فرمایا دیکھا نہیں یہاں قرآن و حدیث کے سوا کوئی

Marfat.com

کتاب تجھے نظر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا لوگ جب تک قرآن وحدیث کے طالب رہے درست رہے لیکن جب لوگوں نے علم کو بغیر حدیث کے طلب کرنا شروع کر دیا تو بگڑ گئے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں

فاذا سکت ففیک صمتی کلہ
واذا نطقت فما دحا علیک
واذا سمعت فعنک قولا طیبا
واذا نظرت فما اریٰ الاک

اے میرے آقا' میں چپ ہوتا ہوں تو آپ ہی کے تصور میں غرق رہتا ہوں' بولتا ہوں تو آپ ہی کی تعریف میں لب کھولتا ہوں' سنتا ہوں تو آپ ہی کی احادیث سنتا ہوں' دیکھتا ہوں تو آپ ہی کا جلوہ دیکھتا ہوں۔

ان اشعار سے جہاں آپ کا فنافی الرسول ہونا ظاہر ہو رہا ہے وہاں آپ کی حدیث پر فدائیت کا اشارہ بھی واضح طور پر مل رہا ہے۔

پیاس اپنی بجھائیں تشنگان علم دیں آ کر
کھلا شام و سحر باب عطائے بو حنیفہ ہے
خدا کے فضل سے ختم الرسل کی چشم رحمت سے
زباں محمود کی وقف ثنائے بو حنیفہ ہے

(راجا رشید محمود)

جتنے اللہ کے پیارے ہیں سب کے سب ہمارے ہیں

یہی تو وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد بھی ہم مناتے ہیں' گیارہویں غوث اعظم بھی ہم مناتے ہیں یوم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی ہم مناتے ہیں صحابہ کے دن بھی ہم منائیں اولیاء کے عرس بھی ہم کریں دوسروں کے ہاں تو ویسے ہی یہ بدعت ہیں اگرچہ اپنوں کا سب کچھ کرتے ہیں' ثابت ہوا کہ جتنے اللہ عزوجل کے پیارے ہیں سب ہمارے ہیں۔ اور جتنے قسمت کے مارے ہیں وہ سب تمہارے ہیں۔ ہمیں اللہ عزوجل نے رسول دیا تو رسول اعظم،

Marfat.com

کتاب دی تو کتاب اعظم، فاروق دیا تو فاروق اعظم، غوث دیا تو غوث اعظم، امام دیا تو امام اعظم۔ اگر ان کا مقلد ہونا شرک ہوتا تو آخر کیا وجہ ہے کہ پاک و ہند کے سارے اولیاء جنہیں تم بھی ولی مانتے ہو سارے انہیں کے ہی تو مقلد ہیں۔ اور پھر ان کی بات تو ایک طرف رہی تم اپنے آپ کو سلفی کہلاؤ تو درست اور ہم تقلید کی وجہ سے حنفی کہلائیں تو ہمیں مشرک کہتے ہو جب کہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب وغیرہ بھی تو حنبلی المذھب ہیں انہیں شیخ الاسلام کہنے کی تمہارے پاس کون سی دلیل ہے ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

امام بخاری اور امام اعظم

باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہر مسئلہ پہ صحاح ستہ کا حوالہ طلب کرنا تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ صحاح ستہ کا ابھی وجود ہی نہ تھا جب کہ ابوحنیفہ اس وقت بھی امامت کے درجے پر فائز تھے امام بخاری تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سو چودہ سال بعد پیدا ہوئے یعنی امام بخاری کی پیدائش سے سو اصدی پہلے ابن مبارک جیسے محدث اور ابو یوسف جیسے فقیہہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھے ہوئے تھے اور امام بخاری پیدا ہو کر جوان ہوئے۔ پھر کئی مرتبہ کوفہ گئے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں بلکہ آگے ان کے شاگردوں سے احادیث کی خوشہ چینی کرتے رہے امام مکی بن ابراہیم امام بخاری کے استاذ ہیں اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں بائیس میں سے گیارہ ثلاثیات انہی کی سند سے روایت کی ہیں، جس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کو درس حدیث کے لیے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا، پھر امام بخاری بڑے طمطراق سے ثلاثیات (تین واسطوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچنے والی احادیث) بیان فرماتے ہیں ھذا ھو الرابع الثلاثیات، ھذا ھو الخامس الثلاثیات اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں کہ جن سے روایت شدہ ہر حدیث ہی کوئی ثنائیات (دو واسطوں سے) ہے اور کوئی ثلاثیات ہے عن ابراھیم النخعی عن علقمة عن ابن مسعود۔ سمعت انس بن مالك یقول سمعت عن رسول الله صلی الله

Marfat.com

علیہ وسلم میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تو ثنائیات کا وجود ہی نہیں ہے پہلی حدیث جو امام بخاری ثلاثیات میں لائے ہیں وہ حمیدی سے ہے اور حمیدی امام اعظم کے شاگرد ہیں۔

غیر مقلد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہیں اور ان کے دادا استاذ (ابو حنیفہ) کو نہیں مانتے اور ان کے دوسرے بھائی (دیوبندی حضرات) تھوڑی سی نرمی کرتے ہیں کہ دادا استاد کو تو پھر بھی مان لیتے ہیں مگر امام بخاری کے استاذ (عبدالرزاق) کے مصنف کو نہیں مانتے اور اول ماخلق اللہ نوری جیسی عظیم الشان حدیث کا انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ نور مصطفیٰ کے بارے میں ہے اور اس مسئلہ پہ تو یہ دونوں بھائی ایک ہی موقف رکھتے ہیں و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ امام سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں والثنائیات فی الموطا لامام مالک والوحدان فی حدیث الامام ابی حنیفۃ (فتح المغیث ص ۳۴۱) امام مالک کی احادیث میں تو دو واسطوں والی روایات ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ کی ایسی روایات بھی ہیں جو ایک واسطہ والی ہیں یعنی آپ نے ڈائریکٹ صحابہ کرام سے احادیث لی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ (مناقب کردری)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو تابعی ہیں ثم الذین یلونھم کے پاک زمانے کی چادر اوڑھنے والے ہیں۔ مصطلحات حدیث پڑھو وہاں آپ کو ملے گا کہ حدیث کی ایک تعریف قول تابعی اور فعل تابعی پر بھی صادق آتی ہے۔ اس کے باوجود ایک ایک مسئلہ پر امام صاحب کے پاس اسی اسی احادیث موجود تھیں۔ جس طرح کے موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے موزوں پر مسح کرنے کا موقف اس وقت اختیار کیا جب میرے سامنے سورج کی طرح اس کا جواز ثابت ہو گیا' اسی لیے امام ابوداؤد کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ سوا جاہل اور حاسد کے کوئی شخص بھی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا انکار نہیں کر سکتا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ماننے والے فقہاء نے گیارہ لاکھ ستر ہزار سے زائد مسائل کا قرآن و حدیث سے استنباط کیا۔ (فتح القدیر)

Marfat.com

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ایک رات امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لیٹے رہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شاگرد ساری رات عبادت کرتا رہا اور استاذ سویا رہا' فرمایا: شاگرد نے عبادت کر کے اپنا ہی فائدہ سوچا ہے اور استاذ نے لیٹ کر ایک ہزار مسائل کا استنباط کر کے پوری امت کا فائدہ سوچا ہے (یہی وہ امام ہیں کہ وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو فرمایا: اللہ نے مجھے صرف اس لیے بخش دیا ہے کہ اگر تجھے بخشنا نہ ہوتا تو علم کیوں دیتا)۔ (متاع وقت اور کاروان علم صفحہ ۱۵۷)

یہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ حسن و جمال میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے ایک یہودی ان کا ظاہری حسن دیکھ کر صرف اس وجہ سے مسلمان ہو گیا کہ جب امتی محمد اتنا خوبصورت ہے تو نبی محمد کتنا حسین ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اخذ روایت میں امام صاحب کی احتیاط

امام اعظم علیہ الرحمۃ روایت لینے میں بہت احتیاط فرماتے چنانچہ آپ ضبط کتاب کی بجائے ضبط صدر کے قائل تھے یعنی حفاظ حدیث سے روایت فرماتے اسی طرح جس حدیث کو صحابہ کرام سے جماعت کثیرہ نے سنا ہوتا اسی حدیث کو لیتے' ایسی خبر واحد جو کتاب اللہ پر کمی یا زیادتی کرے یا قرآن کے خاص کو عام اور عام کو خاص کر دے یا قرآنی حکم سے متصادم ہو یا حدیث مشہور و متواتر کے خلاف ہو یا راوی کا عمل اس حدیث کے خلاف ہو یا صحابہ کا عمل اس روایت کے خلاف ہو اس کو آپ اس کے درجے میں رکھتے اور اگر تطبیق کی کوئی صورت نکل آتی تو اس پر عمل کرتے اور درجے کا تعین فرما دیتے ورنہ غیر صحیح یا منسوخ مانتے تا کہ صحابہ کرام پہ مخالفت حدیث کا الزام نہ آئے' اسی طرح جس روایت میں اسلاف پہ طعن ہو اس کو بھی قبول نہ کرتے' کیونکہ صرف محدث بننا کمال نہیں بلکہ اپنے اندر حدیث کی سمجھ اور تفقہ پیدا کرنا کمال ہے۔ اسی طرح امام صاحب ایسی روایت بیان کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے جو بالکل اس طرح یاد نہ ہو جس طرح روایت کرنے والے نے پہلی بار سنی ہے۔

Marfat.com

(طحاوی) اگر روایت لکھی ہوئی ہے لیکن لکھنے والے کو بعینہ یاد نہیں ہے تو ایسی روایت بھی نہ لیتے۔ (الکفایہ) کل اٹھارہ شرائط کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔

(دیکھیئے مقدمہ ابن صلاح' مسند امام اعظم از ملا علی قاری' میزان الشریعۃ الکبری الخیرات الحسان' مرقات المفاتیح' احکام القرآن' نبراس' حسامی' عمدۃ القاری)

ابوعصمہ نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ مجھے کن لوگوں سے روایت لینے کا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

من کل عدل فی ھواہ الا الشیعۃ قال واصل مذھبھم تضلیل اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الکفایہ فی علم الراویہ)

ہر اس معتبر شخص سے جو ہوس کا پجاری نہ ہو اور شیعہ نہ ہو جس کا مذہب ہی صحابہ کرام کو گمراہ ثابت کرنا ہے۔

آپ کی اس بے مثال احتیاط کو امام شافعی' ابن خلدون' وکیع بن الجراح سفیان ثوری' جلال الدین سیوطی وغیرہ نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ سراہا بھی ہے حوالے کے لیے دیکھیے۔

(خطیب بغدادی' مقدمہ ابن خلدون' مناقب امام صدر الائمہ ج ا' الانتقاء لابن البر' میزان الکبریٰ ج ا تدریب الراوی)۔

پیشوائے غیر مقلدین مبارکپوری اس بارے لکھتے ہیں۔

حدیث کی قیود وشروط کے بارے میں جتنی تشدید' پابندی اور احتیاط امام ابوحنیفہ نے کی ہے اور کسی نے اس کا ثبوت نہیں دیا۔ (مقام ابو حنیفہ ص ۳۶)

امام اعظم نے عترت مصطفیٰ کے زیر اثر ہے پایا
قرآن کا فہم بھی حدیث رسول اکرم کے زیر سایہ
امام المسلمین کا جن کو نبی نے بخشا خطاب اعلیٰ
وہی تو ہیں یہ امام اعظم ابو حنیفہ جناب والا

مختلف روایات میں تطبیق کا فن

Marfat.com

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات میں سے ایک بہت بڑا کمال مختلف اور بظاہر متعارض روایات میں تطبیق پیدا کرنے کا ہے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ قرآن کی دو آیات بھی بظاہر آپ میں ٹکرائیں تو ایک آیت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور دوسری اسی قرآن کی آیت کو گول کر دیا جاتا ہے تو جب لوگ قرآن کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہوئے نہیں جھکتے تو حدیث ان کے نزدیک کیا حیثیت رکھتی ہے؟ چنانچہ ان الحکم الا للہ کی آیت کو لے کر فلا و ربك لا یومنون حتی یحکموك والی آیت کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ان العزۃ للہ جمیعا کو تو مانتے ہیں لیکن العزۃ للہ و لرسولہ و للمومنین کو تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ ہیں یہی معاملہ حدیث کے ساتھ کرتے ہیں مثلاً چار افراد کے متعلق روایات ہیں کہ وہ سب سے پہلے حضور علیہ السلام پہ ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت خدیجۃ الکبریٰ' حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زید رضی اللہ عنہم کسی نے پہلے کو لے لیا باقیوں کو چھوڑ دیا کسی نے دوسرے تیسرے یا چوتھے کو لے کر باقیوں کی اولیت کا انکار کر دیا امام صاحب نے چاروں کو اوّلیت دیتے ہوئے فرمایا: مردوں میں ابوبکر صدیق سب سے پہلے ایمان لائے' عورتوں میں حضرت خدیجہ' بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ اور غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہم۔

ہر ذکر حدیث و قرآن ہے' ہر فکر اساسِ ایمان ہے
تائید جناب ایز دھے تدبیر امام اعظم کی

☆...... سفر میں روزے کے بارے میں اختلاف روایات سامنے آیا کہ نیکی ہے یا گناہ ہے یا اختیار ہے آپ نے فرمایا! سفر آرام دہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔(و ان تصوموا خیر لکم) مشقت ہو تو نہ رکھنا بہتر اور اگر سفر معتدل ہو تو اختیار ہے رکھو یا نہ رکھو۔اس طرح تمام روایات پہ عمل ہو گیا۔

☆...... اسی طرح کتے کے جھوٹے برتن کو کتنی بار دھویا جائے اس بارے میں صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مختلف روایت آئی ہیں جن میں سے بعض میں تین مرتبہ اور بعض میں سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے' امام صاحب نے فرمایا تین مرتبہ دھونا واجب ہے

Marfat.com

اور سات مرتبہ دھولیا جائے تو مستحب ہے۔

☆...... فرائض جمعہ کے بعد کتنی سنتیں پڑھی جائیں چار یا دو۔ بعض نے چار والی روایت لے لی اور دو والی چھوڑ دی بعض نے دو والی لے لی اور چار والی چھوڑ دی امام صاحب نے دونوں کو جمع کر دیا فرمایا چار بھی پڑھ لو اور دو بھی دونوں میرے محبوب کی سنتیں ہیں ان کو جمع کر کے لفظ جمعہ کے معنی و مفہوم کو مزید اجاگر کر دو۔

☆...... تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے کندھوں تک' کانوں تک یا سر کے بالوں تک۔ آپ نے فرمایا تینوں روایات پہ عمل کر لو' انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کر دو خود بخود ہی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہو جائیں گی اور انگلیاں سر کے بالوں کے برابر ہو جائیں گی۔

☆...... یہی حال فاتحہ خلف الامام کا ہے اس بارے میں آپ نے قرآن کی آیت و اذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون اور حدیث لا صلوۃ الابفاتحۃ الکتاب۔ من کان لہ امام فقرأۃ الامام قراۃ لہ۔ پر اس طرح عمل کیا کہ کسی ایک کو بھی ترک نہ کیا فرمایا اکیلے نماز پڑھ رہے ہو یا جماعت خود کروا رہے ہو تو احادیث پہ عمل کرو اور فاتحہ ضرور پڑھو اور مقتدی بن رہے ہو تو قرآن پاک پہ عمل کرتے ہوئے فاتحہ نہ پڑھو۔ قرآن پر بھی عمل ہو جائے اور حدیث پر بھی کیونکہ من وجد الرکوع فقد وجد الصلوۃ (رکعۃ) (جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت کو پالیا) کی صورت تو متفقہ ہے حالانکہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی۔ پھر قرآن پاک نے قری فرمایا ہے لہٰذا امام آہستہ پڑھ رہا ہو یا اونچی پڑھ رہا ہو بہر طور مقتدی فاتحہ نہ پڑھے۔ کیونکہ پڑھ تو رہا ہے۔ اگر اونچی آواز سے پڑھ رہا ہے تو فاستمعوا (غور سے سنو) ورنہ انصتوا (چپ رہو) لعلکم ترحمون

جو شخص نماز میں بھول جائے اس کے متعلق روایات مختلف ہیں

(۱) نماز نئے سرے سے پڑھے۔

(۲) جانب اقل کو ترجیح دے۔

Marfat.com

(۳) ظن غالب پہ عمل کرے۔امام صاحب نے فرمایا اگر پہلی بار بھولا ہے تو پہلی صورت کے مطابق عمل کرے۔ بار بار بھولتا تو دوسری صورت پہ عمل کرے یہ اس وقت ہے جبکہ طرفین برابر ہوں ورنہ ظن غالب پہ عمل کرے۔

الغرض آپ نے آیات واحادیث میں تطبیق کے ساتھ ساتھ فرق مراتب کو بھی ملحوظ رکھا مثلاً حدیث قولی کو فعلی پر ترجیح دی۔

☆...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر نماز فجر دیر سے پڑھو اجر زیادہ ملے گا (یہ آپ کا فرمان ہے) اور دوسری حدیث میں آپ کا فعل بیان ہوا صلی النبی صلی الله علیه وسلم صلوة الفجر فی التغلیس کہ آپ نے نماز فجر اندھیرے میں پڑھی امام صاحب کے موقف میں فضیلت قولی حدیث کے لیے ہے اور جواز فعلی حدیث کے لیے ہے۔

اسی طرح قولی وتقریری حدیث میں ٹکراؤ ہو تو بھی قولی پہ عمل ہوگا۔مثلاً فجر کی سنتیں رہ جائیں تو حکم ہے نماز فجر کے بعد کوئی (غیر فرض) نماز نہیں اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے فرضوں کے بعد سنتیں پڑھیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہے۔ لہٰذا ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کو اپنا لیا۔کہ وہ فعل وتقریر سے قوی تر ہے۔

☆...... علی ھذا القیاس صریح ومحتمل میں تعارض ہوا تو صریح پر عمل کیا جیسا کہ بیع مصراۃ والی حدیث یعنی جس جانور کا دودھ روک کر اس کو بیچ دیا گیا تا کہ زیادہ قیمت پہ بکے ایسی بیع سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اگر کوئی ایسی بیع کرے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو بیع قائم رکھے اور چاہے تو واپس کر دے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور دے دے۔ اب ایک صاع کھجوریں اگر دودھ سے کم قیمت کی ہیں تو بائع کو نقصان اور اگر زیادہ قیمت کی ہیں تو مشتری کو۔اور قرآن پاک میں ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم۔یعنی بدلہ لینے میں زیادتی جائز نہیں لہٰذا یہ روایت قرآن پاک کی اس آیت کے صراحتاً خلاف ہے اور پھر خبر واحد بھی ہے جس کے ذریعے قرآن پاک پہ اضافہ

Marfat.com

جائز نہیں۔ اسی طرح حدیث مشہور الخراج بالضمان (تاوان بقدر ذمہ ہے) کے خلاف ہے۔ پھر بقول ابن التین یہ حدیث مضطرب بھی ہے کہ بعض روایات میں ایک صاع کا ذکر ہے' بعض میں دودھ کے برابر اور بعض میں دگنے دودھ کا ذکر ہے۔ اس لیے عیسیٰ بن ابان وغیرہ نے اس حدیث کو منسوخ مانا اور کہا کہ ابتداء میں جائز تھا اور حرمت سود کے حکم نے اس کو منسوخ کر دیا۔

یہی حال تازہ کھجوروں کی بیع کو چھوہاروں کے بدلے امام صاحب کے جائز قرار دینے کا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو کھجوریں چھوہاروں کی جنس سے ہیں تو حدیث مشہور التمر بالتمر کی وجہ سے یہ بیع جائز ہے ورنہ اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم کہ جب جنس بدل جائے تو جس طرح چاہو بیچو' کی رو سے جائز۔ باقی رہا یہ کہ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے تو یہ حدیث (منع والی) زید بن عیاش پر موقوف ہے جس کی روایت ناقابل قبول ہے۔

جس شخص کی اسلام قبول کرتے وقت چار سے زیادہ بیویاں ہوں امام صاحب فرماتے ہیں اس کی پہلی چار بیویاں جائز ہیں باقی ناجائز اور جس حدیث میں یہ ہے کہ جو جونسی چار کو چاہے اپنے نکاح میں رکھے یہ حدیث صراحتاً آیت قرآنی فانکحو ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع کے خلاف ہے۔ یا پھر یہ حدیث نزول آیت سے پہلے کی ہو سکتی ہے' یا حضور علیہ السلام کے خصوصی اختیار کے پیش نظر آپ نے مذکورہ شخص کو مستثنیٰ قرار دیا جس طرح حضرت سراقہ کے لے سونے کے کنگنوں کا معاملہ' ایک صحابی کے لیے ریشمی لباس کا جواز' حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دینا اور ایک صحابی کو چھ ماہ کا بکرا قربانی میں ذبح کرنے کی اجازت دینا۔

امام اعظم قرآن وسنت سے کس طرح مسائل نکالتے

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے خلیفۃ ابوجعفر المنصور کو ایک خط کا جواب دیتے ہوئے فقہی مسائل کے استخراج کا اپنا طریقہ اس طرح بیان فرمایا:

Marfat.com

انما اعمل اولا بکتاب الله ثم بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم باقضیة ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم ثم باقضیة بقیة الصحابة ثم اقیس بعد ذلك اذا اختلفوا المیزان۔ تبیض)

میں اولاً کتاب اللہ پہ عمل کرتا ہوں (اگر کتاب اللہ سے مسئلہ کا حل نہ نکل سکے تو) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سے مسئلہ کا استنباط کرتا ہوں پھر ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں سے راہنمائی لیتا ہوں۔ پھر باقی صحابہ کرام کے فیصلوں سے اور جب صحابہ کرام میں بھی اس مسئلہ پہ اختلاف پاتا ہوں تو اجتہاد و قیاس کرتا ہوں۔

ایک مقام پہ آپ خود فرماتے ہیں اگر صحابہ کرام میں بھی اختلاف دیکھتا ہوں تو ان صحابہ میں سے کسی کا قول لے لیتا ہوں اور ان کے قول سے باہر نہیں جاتا لیکن جب ابراہیم، شعبی، ابن سیرین اور عطاء علیہم الرحمۃ تک مسئلہ حل نہیں ہوتا تو جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں (هم رجال و نحن رجال) اقوال صحیحہ۔

ایک مرتبہ سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم نے امام صاحب سے کوفہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن صبح سے زوال تک اس بات پہ مناظرہ کیا کہ آپ قیاس کرتے ہیں اور سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس تھا، امام صاحب نے انہیں اس طرح مطمئن کیا کہ سب نے کھڑے ہو کر آپ کے زانو اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا: آپ تو سید العلماء ہیں ہم نے بے خبری میں آپ کے بارے میں جو کچھ کہا آپ ہمیں معاف فرما دیں چنانچہ آپ نے فرمایا: میں نے معاف کیا

(کتاب المیزان للشعرانی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (کی تقلید ہم اس لیے کرتے ہیں کہ وہ) مرسل احادیث کو بھی مسند کی طرح قابل اتباع اور اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اسی طرح قول صحابہ کو بھی اپنی رائے پر ترجیح دیتے ہیں۔ (مکتوب ۵۵. خلاصۃ)

غیر مقلد عالم مبارک پوری نے بھی اتنا تو مانا کہ ''اگر مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت ہو تو آپ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) اس کی اتباع کرتے ہیں اور اگر صحابہ کرام اور تابعین عظام سے

Marfat.com

اس (مسئلہ) کا حکم ملتا ہو تو ان کی پیروی کرتے ہیں ورنہ قیاس کرتے ہیں اور عمدہ قیاس کرتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۸۲)

اور حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں جو انتہائی بات فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت زمین پہ تشریف لائیں گے تو فقہ حنفی کے مطابق ہی عمل کریں گے۔ سوال پیدا ہوا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کریں گے؟ تو مجدد صاحب نے فرمایا نہیں تقلید نہیں بلکہ ''اجتہاد او بمطابق اجتہاد ایشاں بود'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔

(دفتر اول حصہ پنجم خلاصۃ)

امام اعظم کلام ربانی کے معلم ہیں درحقیقت
امام اعظم کو فہم قرآں میرے خدا نے کیا ودیعت
امام کے چہرۂ مقدس سے تھی ہویدا خدا کی عظمت
دلیل اس بات کی یہی ہے امام اعظم کی پاک سیرت
امام اعظم قبول فرمایئے گا ادنیٰ سلام میرا
قبولیت کا جو شرف بخشیں ہے پیش خدمت کلام میرا
امام اعظم عطائے خیر البشر ہیں کیفی برائے امت
امام اعظم ابو حنیفہ امام اعظم ہیں تا قیامت

دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۵۵ میں یہی بات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فصول ستہ کے حوالے سے لکھی ہے اور مزید فرمایا تکلف اور تعصب کی ملاوٹ کے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کشفی نگاہ میں حنفی مذہب کی نورانیت بڑے دربار کی مانند دکھائی دیتی ہے اور دوسرے مذاہب جو حوضویوں اور نالیوں کی صورت دکھائی دیتے ہیں اور ظاہری طور پر یہ دکھائی دیتا ہے کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتی ہے۔

خدا نے تجھ کو وہ دی ہے رفعت کہ تیری منسوب بھی ہے مرفوع
تری اضافت میں رفع پایا امام اعظم ابو حنیفہ

Marfat.com

ہوا اولی الامر سے یہ ثابت کہ تیری طاعت اہم واجب
خدا نے تم کو کیا ہمارا امام اعظم ابو حنیفہ

اس بحث کوایک فقہی مسئلہ پہ ختم کرتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوران کے فیض یافتگان مسائل کے استنباط میں کس قدر محنت سے کام لیتے اور قیامت تک امت کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کر کے یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر (قرآنی آیت) اورالدین یسر' بشر واولا تنفروا یسروا ولا تعسروا (حدیث) کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے لہٰذا امت کوان کی بدخواہی کر کے احسان فراموش ہونے کی بجائے ان کے لیے دعائے خیر کر کے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کی وعید سے بچنا چاہیے۔

ایک فقہی مسئلہ سے وضاحت

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح کے وقت چپ رہنا ہی اس کی طرف سے نکاح کی اجازت ہے (سکوتھا اذنھا)

اس حدیث سے تمام کتب فقہ حنفی کے متون میں نکاح کے ابواب کے اندر یہ مسئلہ لکھا گیا۔

ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح فان استاذنھا الولی فسکتت او صخکت او زوجھا فبلغھا الخبر فسکتت فھو اذن۔

اورنہیں مجبور کیا جائے گا باکرہ بالغہ کو نکاح پر' پس اگراس سے ولی نے اجازت نکاح مانگی تو وہ خاموش رہی یا ہنس پڑی یا اس کا نکاح کیا اور وہ خبر ملنے پر خاموش رہی تو یہ اس کی طرف سے اجازت سمجھی جائے گی۔ اوراگر غیر ولی نے اجازت مانگی تو ثیبہ عورت کی طرح زبان سے اجازت دینی ضروری ہے۔ موجودہ دور میں دستخط کوقول کے قائم مقام سمجھا جائے گا کیونکہ قانون ہے القلم احد اللسانین قلم بھی زبان کی طرح ہے بہرحال اس بنا پر کہ محدثین صرف حدیث بیان کر کے آگے گذر جاتے ہیں اور فقہاء حدیث سے مسائل کا

Marfat.com

استخراج کرتے ہیں اور فرمان رسالت سے پورا پورا فائدہ امت کو پہنچاتے ہیں لہٰذا فرمایا گیا

حدیث تداولہ الفقہاء خیر من ان یتداولہ الشیوخ۔

(الکفایہ۔ خطیب بغدادی)

محدثین کے حدیث بیان کرنے سے وہ حدیث بہتر ہے جس کو فقہاء نے لیا ہے۔

اس حدیث سے فقہاء احناف میں سے علامہ ابن نجیم مصری نے الاشباہ والنظائر میں سینتیس مسائل کا استنباط فرمایا ہے کہ جہاں خاموشی رضا کی دلیل ہے اہل علم میں سے فقہی بصیرت رکھنے والوں کے ذوق کی تسکین کے لیے یہاں ان مسائل کو لکھا جا رہا ہے تا کہ ان کے دلوں میں فقہاء کرام کی محبت وعظمت پختہ تر ہو جائے اور ان کی مجتہدانہ بصیرت سے روشنی نصیب ہو۔

۱: سکوت باکرہ بوقت اسیذ ان ولی' عقد سے پہلے ہو یا عقد کے بعد۔

۲: سکوت باکرہ بوقت قبض مہر

۳: سکوت باکرہ بوقت بلوغ' جب کہ باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کیا ہو۔

۴: عورت نے نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی پھر باپ نے نکاح کر دیا اور وہ خاموش رہی تو حانث ہو جائے گی۔ (کیونکہ یہ اذن ہے)

۵: سکوت فقیر نہ کہ سکوت موہوب لہ (جس کو کوئی چیز ھبہ کی جائے)

۶: سکوت مالک بوقت قبض موہوب لہ

۷: سکوت وکیل بروکالت

۸: سکوت مقر لہ

۹: سکوت مفوض الیہ جس کو کچھ سپرد کیا جائے

۱۰: سکوت موقوف علیہ جس پر کوئی چیز وقف کی جائے

۱۱: بیع تلجیہ میں احد العاقدین کا یہ کہنا کہ میں اس بیع کو صحیح کرتا ہوں اور دوسرے کا خاموش رہنا۔

Marfat.com

۱۲: غانمین میں تقسیم مال کے وقت سکوت

۱۳: غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر مشتری بالخیار کا سکوت' خیار کو ساقط کر دیتا ہے۔

۱۴: بیع پر مشتری کا قبضہ دیکھ کر بائع کا سکوت جس کو مبیع میں اختیار تھا قبضہ کرنے کی اجازت ہے۔

۱۵: سکوت شفیع بوقت بیع حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۶: غلام کو غیر کا مال خرید و فروخت کرتے دیکھ کر مولیٰ کا سکوت' تجارت کی اجازت ہے۔

۱۷: مولیٰ کا غلام کو تجارت کی اجازت نہ دینے کی قسم کھانا اور پھر غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر خاموش رہنا موجب حنث ہے۔

۱۸: غلام کا سکوت بوقت بیع یا بوقت رہن۔ غلامی کا اقرار ہے۔

۱۹: صاحب خانہ کا سکوت اس شخص کو اپنے گھر میں اترتے دیکھ کر جس کے متعلق قسم کھائی تھی کہ اس کو اپنے گھر نہ اترنے دوں گا حانث بنا دیتا ہے۔

۲۰: سکوت زوج بوقت ولادت یا بوقت مبارکبادی ثبوت نسب کا اقرار ہے۔

۲۱: آقا کا سکوت بوقت تولید ام ولد بچہ کا اقرار ہے۔

۲۲: قبل از بیع بیع کا عیب سن کر مشتری کا سکوت رضا بالعیب ہے بشرطیکہ مخبر عادل ہو۔

۲۳: باکرہ کا سکوت تزویج ولی معلوم ہونے کے وقت رضا نکاح ہے۔

۲۴: زوجہ کا زمین کو فروخت کرنا اور شوہر کا اس پر خاموش رہنا اقرار ہے کہ وہ زمین شوہر کی نہیں اسی طرح اس کا عکس یہ صورت مشائخ ثمر قند کے نزدیک ہے اور مشائخ بخارا کے خلاف ہے۔

۲۵: ایک شخص نے کسی کا گھر یا اس کا اسباب فروخت کر دیا اور ایک مدت مشتری اس میں تصرف کرتا رہا پھر بھی مالک خاموش رہا تو اس کا سکوت مسقط دعویٰ ہے۔

۲۶: شرکاء شرکت عنان میں سے ایک کا یہ کہنا کہ اس باندی کو میں خاص اپنے لیے لیتا ہوں اور دوسرے کا خاموش رہنا' اس میں دونوں کی شرکت نہ ہوگی۔

Marfat.com

۲۷: وکیل نے کہا کہ یہ چیز میں اپنے لیے خریدتا ہوں اور موکل خاموش رہا تو وہ چیز وکیل کی ہوگی۔

۲۸: صبی عاقل کو خرید وفروخت کرتے دیکھ کر ولی کا سکوت اذن ہے۔

۲۹: غیر کو اپنی مشک پھاڑتے دیکھ کر مالک کا سکوت رضا ہے پھاڑنے والا ضامن نہ ہوگا۔

۳۰: مالک نے قسم کھائی کہ غلام سے خدمت نہ لوں گا غلام خدمت کرنے لگا اور وہ خاموش رہا تو حانث ہو جائے گا۔

۳۱: ماں نے بیٹی کو جہیز میں کچھ اسباب دیا اور باپ خاموش رہا تو باپ واپس لینے کا حق دار نہیں۔

۳۲: ماں نے بیٹی کو رواج کے مطابق جہیز دیا اور باپ خاموش رہا تو ماں ضامن نہ ہوگی۔

۳۳: مالک نے زیور پہنے باندی کو بلا شرط فروخت کر کے مشتری کے حوالے کر دی اور وہ اس کو لے گیا اور مالک خاموش رہا تو مشتری زیور کا مالک ہو جائے گا۔

۳۴: بوقت قرأت تلمیذ استاذ کا سکوت بمنزلہ نطق کے ہے۔

۳۵: بلاعذر مدعا علیہ کا سکوت انکار ہے۔

۳۶: مرہون پر مرتھن قبضہ کرتے وقت راہن کا سکوت رضاء ہے۔

۳۷: قاضی نے شاہد سے مزکی کا حال دریافت کیا اور وہ خاموش رہا تو یہ شاہد کی تعدیل ہے۔

• پہلے تیس مسائل جامع الفصول وغیرہ کے ہیں اور بعد کے سات اشباہ کے مصنف نے زیادہ کیے ہیں۔ حموی نے اشباہ کے حاشیہ میں چودہ کا اور اضافہ کیا ہے۔ یعنی کل اکیاون (۵۱) ہوتے ہیں۔ (از معدن الحقائق شرح کنز الدقائق)

ہے جاہل و حاسد کور نظر اور دین سے بھی وہ بیگانہ
جو راندۂ درگہ کرتا ہے تحقیر امام اعظم کی
اللہ رے اوج بخت رسا یہ عظمت صاحب رشد و ہدیٰ
ہے محفل کون و مکان و زماں جاگیر امام اعظم کی

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کے بے شمار گوشے ہیں، ہر گوشے پہ علیحدہ علیحدہ

Marfat.com

عنوانات کے تحت کچھ نہ کچھ لکھنے سے سلسلہ طویل ہو جائے گا اس لیے اب ایک جامع سا عنوان بنا کر اس کے تحت آپ کی ذات کے حوالے سے بحث کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم امام ہیں کہ خود امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا خدا تجھے خوش رکھے تو نے میرے نانے کے دین کو روشن کر دیا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ امام صاحب جب امام جعفر صادق و امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد ہیں تو پھر فقہ جعفریہ پہ ہی کیوں نہ عمل کر لیا جائے یا ان کا یہ کہنا کہ اے احناف تم شاگرد کے مقلد ہو اور ہم استاد کے۔ تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو استاد نے فرمایا من ذاع حدیثنا سلب اللہ الایمان (اصول کافی ص ۳۷۰ ج ۲) جس نے ہماری بات کو عام کیا خدا اس کا ایمان سلب کر لے۔ اذلہ اللہ بہ فی الدنیا و نزع نور امن بین عینیہ فی الاخرۃ و جعلہ ظلمۃ تقودہ الی النار۔ (کتاب الکافی ج ۲ ص ۲۲۳، ۲۲۴) خدا اس کو دنیا میں ذلیل کرے گا قیامت کے دن اس کی آنکھوں سے نور چھین لے گا اور ظلمت اسے دوزخ کی طرف لے جائے گی۔ اور جو چھپائے گا وہ نور میں ہو گا جو اس کو جنت میں لے جائے گا۔ من کتمہ اعزہ اللہ۔ جو اس دین کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا یا تو یہ باتیں غلط تسلیم کرو اور یا پھر اگر درست ہیں۔ (کافی ج ۲ ص ۲۱۲) تو مانو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ ہی وہ فقہ ہے جس کا درس ائمہ اہل بیت دیتے رہے۔ لہٰذا اگر فقہ جعفریہ واقعی ائمہ اہل بیت کی فقہ ہے تو اس کو چھپانا لازم ہے اور ظاہر کرنا گناہ ہے جب کہ فقہ تو ہوتی ہی ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

لیتفقھو فی الدین ولینذر واقومھم اذا رجعوا الیھم۔ (التوبہ)

یاد رکھو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اہل بیت ہی کے پروردہ اور فیض یافتہ ہیں اس لیے ان کے بارے میں بدکلامی کرنے والوں کی بات سننے کی بجائے سادات کرام حضرت داتا گنج بخش، خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کے ان کی بارگاہ میں خراج تحسین پہ غور کرو۔

Marfat.com

فقہ وتقلید اور اجتہاد وقیاس

عموماً یہ سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ منکرین حدیث بھی تو یہی کہتے ہیں کہ قرآن جس میں ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ تفصیل کل شیٔ تبیانا لکل شی۔ ولا اصغر من ذلك ولا اکبر الافی کتاب مبین سب کچھ موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے حدیث کی کیا ضرورت ہے، یہی جواب اس سوال کا بھی ہے کہ آخر صحابہ کرام نے اس طرح اپنی اپنی فقہ کیوں نہ بنائی جس طرح ائمہ اربعہ نے؟ تو کہا جائے گا کہ جس طرح ائمہ صحاح ستہ نے حدیث پر اپنی اپنی کتابیں لکھیں آخر صحابہ کرام یہ کام نہیں کر سکتے تھے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی خدمت کر کے اگر امیر المومنین فی الحدیث بن سکتے ہیں تو کیا خلفائے راشدین اور حضرت ابوہریرہ وحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم یہ کام نہیں کر سکتے تھے ما هو جوابکم فهو جوابنا جو منکرین حدیث کو (اے منکرین فقہ) تمہارا جواب ہوگا وہی (اے منکرین فقہ) تمہارے منہ بند کرنے کے لیے ہمارا جواب ہوگا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تعلیم فقہ اور قرآن

تحقیقی جواب اس سوال کا یہ ہے کہ کیا اگر قرآن میں فقہ حاصل کرنے کا حکم بھی ہو پھر بھی اس کی ضرورت نہیں ہے؟

اور حکم کہاں ہے؟ سورۂ توبہ میں ہے لہٰذا اللہ عزوجل کا یہ حکم پڑھ کر اپنے باطل موقف سے توبہ کرو اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم چوم کر اپنی آخرت سنوار لو ورنہ عذاب الٰہی کا

Marfat.com

سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان میں سے ایک گروہ نکلے اور دین کی سمجھ (فقہ) حاصل کرے۔ (التوبہ:۱۲۲)

معلوم ہوا کہ فقہ افضل ترین علم ہے کہ جس کو حاصل کرنے کا قرآن بھی حکم دے رہا ہے۔ فقہ احکام دین کا علم ہے اور مصطلح فقہ اس کا صحیح مصداق ہے۔ جس عقیدے میں دین کی سمجھ یعنی فقہ حاصل کرنا ہی مذموم ہے تو اس عقیدے کا ''اللہ ﷻ ہی وارث ہے''۔ اور جا بجا فقہ کے منکرین کو قرآن میں بدھو' کم عقل' نادان اور بے وقوف قرار دیا گیا۔ بانهم قوم لا يفقهون۔ لو كانوا يفقهون۔

منکرین فقہ کے لیے لمحہ فکریہ

بھینس تم رکھتے ہو' اس کا دودھ پیتے ہو مکھن کھاتے ہو لسی پیتے ہو گوشت کھاتے ہو کیا قرآن وحدیث میں بھینس کا کہیں نام تو کیا ذکر بھی صراحتاً تو کیا کنایۃً بھی آیا ہے لہٰذا اے فقہ کو نہ ماننے والو! ساری بھینسیں مقلدین کے حوالے کر دو یہ نعمت تم استعمال نہیں کر سکتے بمطابق ''یہ منہ اور مسور کی دال'' اس طرح صرف کھانے پینے والی مثالیں ہی دی جائیں تو آج ہزاروں نعمتیں ہم استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان کا ذکر کہیں قرآن وحدیث میں نہیں تو کیا یہ ساری چیزیں بھی فقہ کی طرح تمہارے نزدیک ناجائز ہو جائیں گی۔

غالباً تم نے رسمی طور پر یہ چند الفاظ ہی یاد کر رکھے ہیں کہ صحابہ نے فقہ پہ کام نہ کیا' اس دور میں فقہی مسالک وجود میں کیوں نہ آئے وغیرہ وغیرہ ورنہ اگر واقعی تم لوگ فقہ کے دشمن ہوتے تو فقہ محمدی کلاں اور خورد۔ فتاویٰ ثنائیہ' نزل الابرار' فتاویٰ نذیریہ وغیرہ فقہ کی کتابیں تمہارے ہاں کیوں ہوتیں' لگاؤ پہلے ان کو آگ پھر انکار فقہ کی بات کرنا ورنہ یاد رکھو ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار۔ دوزخ کے سب سے نچلے حصے میں منافقوں کے ٹھکانے ہوں گے (تاکہ خوب پٹاخے بولیں)۔

Marfat.com

لطیفہ

جس طرح کسی دیہاتی نے انگریزی کے تین لفظ سیکھ لیے تھے اور وہ ہر جگہ انہیں کو استعمال کرتا رہتا لیس' نو' آل رائٹ۔ گاؤں میں اس نے "سیاپا" ڈال دیا کہ انگریزی کا ماہر ہو گیا ہوں۔ اس کی قسمت خراب ایک دن ایک انگریز آ گیا جس کی گھڑی گم ہو گئی اور اس کی زبان کوئی نہ جانتا تھا اس "انگریزی خوان" کو بلایا گیا تا کہ بات کرے لیکن اب سامنے آنے سے کتراتا تھا کیونکہ پتہ تھا کتنے پانی میں ہے مگر لوگ گھسیٹ کر لا رہے ہیں' انگریز بہت خوش ہوا کہ چور پکڑا گیا ہے اب گھڑی مل جائے گی چنانچہ انگریز نے آگے بڑھ کر سوال کیا اور انگریزی میں پوچھا میری گھڑی تو نے چرائی ہے؟ اس نے "لیس" کہا۔ انگریز نے کہا واپس کرنے کا پروگرام ہے کہ نہیں؟ اس نے کہا "نو" انگریز نے تھپڑ مارا اور کہا چل تھانے تو کہنے لگا "آل رائٹ" یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے حرام' شرک' بدعت' اور جب اپنی باری آئے تو "آل رائٹ" ارے جن سے پیسہ لے کر فساد پھیلاتے ہو اور سب کچھ حرام کہتے ہو ان کے ہاں بھی "آل رائٹ" ہے پھر تمہیں کیا بیماری ہے جو دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے غالباً یہی کہ بانھم قوم لا یفقھون کیونکہ جو چیز خدا و مصطفیٰ کو پیاری ہے تم اس سے نفرت کرتے ہو اور ایسے جرم کی یہی سزا ہے لو کانوا یفقھون۔

دوسری دلیل قرآنی

قرآن پاک میں جہاں کہیں حکمت کا لفظ آیا ہے مفسرین کرام نے ان میں سے اکثر مقامات پر فقہ ہی مراد لی ہے۔ دیکھیے تفسیر مدارک وخازن زیر آیت یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا پھر بڑی بدیہی بات ہے کہ فقہ کا معنی ہی سمجھ بوجھ ہے اور وہ کون سا مذہب ہے یا کون انسان ہے جو سمجھ بوجھ کا ہی دشمن ہو؟ کیا سمجھ دار ہونا کوئی معیوب بات ہے یا قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے کسی سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں اگر ایسی بات ہے تو سارے علماء کو سمندر میں ڈبو دو اور قرآن وسنت جہلاء کے حوالے کر دو۔

Marfat.com

الفقہ کا معنی الفتح الشق بھی کیا گیا ہے۔ یعنی کھولنا' گویا دین اگر ایک بند کتاب ہے تو اس کتاب کو کھول کر لوگوں کو اس کی تعلیمات سے فیض یاب کرنا فقہ ہے یا دین اگر خزانہ ہے تو اس خزانے کو کھول کر ضرورت مندوں میں بانٹنے کا نام فقہ ہے۔

اگر فقہاء نہ ہوتے تو ہم دین کی سمجھ حاصل نہ کر سکتے کیونکہ خالی ظاہری الفاظ پڑھ کر ترجمہ کر لینا کافی نہیں ہے ورنہ قرآن پاک ہی سے باہر نہ نکل سکتے حدیث تو بعد میں آتی ہے کیونکہ کبھی الفاظ کا ظاہری معنی مراد ہوتا ہی نہیں وہاں مرادی معنی لینے سے بات بنے گی اور کام چلے گا۔ دیکھو **یوم یکشف عن ساق۔ اینما تولوا فثم وجه الله** میں ظاہر معنی تو پنڈلی اور چہرہ ہے مگر یہ مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ ﷻ جسم و جسمانیات سے پاک ہے لہٰذا پنڈلی کھولنا سے مراد ہوگا آمادہ ہونا اور وجہ اللہ سے مراد اللہ ﷻ کی رحمت ہوگی۔ ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں تجھے لوہے کے چنے چبادوں گا کیا اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ لوہے کے بھی چنے ہوتے ہیں جو دانتوں سے چبائے جاتے ہیں یا کہتے ہیں فلاں تو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے تو اس کا مطلب جو ظاہری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے وہ تو یہ ہے کہ اس نے پانی سے ہاتھ دھوئے اور اس کے پیچھے ہو لیا لیکن مراد یہاں سے یہ نہیں ہے یہ مثالیں تو عام آدمی کو سمجھانے کے لیے دی ہیں ورنہ اہل علم تو جانتے ہیں کہ کہاں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو اپنایا جاتا ہے نور الانوار میں اس کے پانچ مقامات بیان ہوئے ہیں۔

۱: **والحقيقة تترك بدلا لة العادة كا لنذر بالصلوة والحج۔**

۲: **بدلالة اللفظ بنفسه كما اذا حلف لا يا كل السمك فلا يتنا ول لحم السمك و عكس ذلك كما اذا حلف لا ياكل الفا كهة فلا يتناول العنب۔**

۳: **بدلا لة سياق النظم كقوله طلق امراتى ان كنت رجلا۔**

۴: **بدلالة معنى يرجع الى المتكلم كما فى يمين الفور**

۵: **بدلا له محل الكلام و عدم صلاحيته لمعنى الحقيقى للزوم**

Marfat.com

الکذب فیمن ھو معصوم عنہ کقولہ علیہ السلام انما الاعمال بالنیات۔ و ھذہ لا تخفی علی العلماء

الغرض ہر جگہ ہر لفظ کا ایک ہی معنی مراد نہیں ہوتا اور یہ ہر زبان میں ہوتا ہے دیکھو کوئی عورت آٹا گوندھ رہی ہے اور آٹا گوندھ کر اپنے چھوٹے سے بیٹے کو کہتی ہے ذرا ''دیکھتے رہنا'' میں ہمسایوں کے گھر سے ہو کر آتی ہوں وہ گئی ایک کتا آیا بیٹا دیکھتا رہا' کتا آٹا کھاتا رہا بچہ دیکھتا رہا وہ کھا کر چلا گیا یہ دیکھتا ہی رہا' ماں آئی تو آٹا غائب تھا اس نے پوچھا آٹا کہا گیا تو بیٹے نے ساری بات بتادی کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے یہ معاملہ ہو گیا' تو ماں کے ''دیکھتے رہنا'' کہنے کا مطلب یہ تو نہ تھا۔

یا کوئی حکیم کس مریض کو روزانہ دس بادام کھانے کو کہے اور وہ چھلکوں سمیت ہی کھا جائے اور معدہ زخمی کر کے آجائے کہ آپ ہی نے تو کہا تھا بادام کھاؤ۔

مطلب یہ ہے کہ فقہاء کرام اللہ اور رسول کے احکامات کا مزاج سمجھ کر گویا ہمیں چھلکے اتار کر بادام کی گریاں مسائل کی صورت میں عطا فرماتے ہیں تا کہ ہمارے ایمان کا معدہ زخمی نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا و مولی ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے ہیں تو ذکر و اذکار والوں کو چھوڑ کر دین کی فقہ حاصل کرنے والوں کے پاس تشریف فرما ہو جاتے ہیں (یتعلمون الفقہ) اور فرماتے ہیں انما بعثت معلما۔ مجھے بھی تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ قرآن فقہ سے جدا نہیں اور فقہ قرآن سے جدا نہیں۔ قرآن اگر خزانہ ہے تو فقہ اس خزانے کا تالا کھول کر لعل و جواہرات حاصل کرنے کا نام ہے۔ اس لیے فرمایا قد فصلنا الایت لقوم یفقھون ہم آیات کو فقہ والی قوم کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں بار بار قرآن میں فقہ سیکھنے کی ترغیب دی جارہی ہے مگر منکرین کے لیے فقہ گویا کوئی چیز ہی نہیں ہے اب خدا کا حکم دیکھیں یا ان لوگوں کی فقہ دشمنی کو؟

و من اصدق من اللہ حدیثا۔

Marfat.com

علیم فقہ اور حدیث

نبی اکرم ﷺ نے فقہاء کرام کی عظمت و شان کو خود بیان فرما کر فقہ و اجتہاد اور قرآن وسنت سے مسائل کے استخراج و استنباط کی ترغیب دلائی۔

یاد رہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور اقدس میں تو ہر مسئلہ براہ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیا جاتا کیونکہ آپ ﷺ تمام علوم کے جامع تھے' صحابہ کرام کی اگرچہ یہ حالت نہ تھی لیکن رنگ رسالت میں رنگے ہوئے تھے اس لیے مختلف علوم کی اشاعت انہی نفوس قدسیہ سے ہوئی اس کے بعد کسی نے علم عقائد کی طرف زیادہ رجحان رکھا' کوئی تجوید و قرات میں ماہر ہوا تو فن قرات کا امام بن گیا' جس نے درد و سوز اور نفس کے رذائل سے بچنے اور اصلاح باطن کا راستہ اپنایا تو وہ طریقت و تصوف کے میدان میں گوئے ہی لے گیا۔ اور جن لوگوں نے فرائض و واجبات و مکروہات و مستحبات' حلال و حرام' پسندیدہ اور غیر پسندیدہ میں بحث کی یعنی علم الاحکام میں نام پیدا کیا اور اس علم میں کمال حاصل کیا اور زندگیاں وقف کر دیں انہیں فقہاء کہا جانے لگا' یہ تمام علوم ایک ہی چشمہ فیض سے پھوٹے ہیں اور وہ چشمۂ فیض ربانی ذات محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ لہٰذا یہ تمام علوم قرآن وسنت کا بدل نہیں بلکہ قرآن وسنت کا فہم حاصل کرنے کے لیے ذریعہ اور واسطہ ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سارے کام خود کیے اور آپ کے بعد یہی کام مختلف طبقوں میں تقسیم ہو گیا **ویزکیھم** کے عامل صوفیا اولیاء ہو گئے **و یعلمھم الکتاب** پر محنت کرنے والے علماء ہو گئے **والحکمة** کی ڈیوٹی دینے والے فقہاء ہو گئے ایک ہی دریا سے جاری ہیں یہ نہریں ساری۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات ظاہری میں جب یمن کا قاضی و گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے پوچھا لوگوں میں فیصلے کس طرح کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا: کتاب اللہ سے۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا آپ کی سنت سے فرمایا اگر سنت میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا اجتھد برائی۔ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرلوں گا اور کوتاہی نہیں کروں گا۔ یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

سینے پہ (ازراہِ شفقت) ہاتھ مارا اور (خوش ہوکر) فرمایا:

الحمد لله الذی و فق رسول رسو ل الله لما یرضی رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ (ترمذی. ابو داؤد. دارمی)

''تمام تعریفیں اس اللہ ﷻ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس بات سے اللہ ﷻ کا رسول راضی ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کوئی مسئلہ صراحتاً قرآن وسنت میں نہ پاتے تو فرماتے اجتھد برائی (طبقات ابن سعد ج۳) میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں۔
حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔

احکم بکتاب الله و سنة رسول الله و اجتهد برائی (شرح فقه اکبر از ملا علی قاری) میں کتاب وسنت اور اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جس علاقے میں دینی احکام کی تعلیم پر مامور تھے لوگوں نے ان سے وراثت کا ایک مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص مرگیا ہے اس کے ورثاء میں ایک بیٹی اور ایک بہن ہے' وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ آپ نے فرمایا: نصف بیٹی کے لیے اور نصف بہن کے لیے۔ حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں یہ واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات کا ہے (صحاح)۔ یہی تقلید شخصی ہے کہ بغیر طلب کرنے دلیل کے دوسرے کی بات کو مان لینا۔
ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت علی المرتضٰی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم جن لوگوں کو مسائل بتاتے وہ لوگ ان سے دلیل کا مطالبہ کیے بغیر ان کے بتائے ہوئے مسائل پہ عمل پیرا ہوتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذات خود اپنے صحابہ کرام میں سے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی اقتداء واتباع کا حکم دیا۔ (ترمذی)

فضائل فقہاء پہ احادیث

نبی اکرم ﷺ نے فقہ اور فقیہہ کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد و لکل شئی عماد و

Marfat.com

عماد الدین الفقہ۔ (بیہقی' دار قطنی)

''ایک فقیہ ہزار عبادت گذار (غیر فقیہ) سے شیطان پر بھاری ہے اور ہر شی کا ایک ستون ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عظمت نشان ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ (صحاح ستہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں پوری وضاحت ہے اس بات کی کہ علما (فقہاء) تمام لوگوں سے افضل ہیں اور فقہ تمام علوم سے افضل علم ہے۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ عزوجل اس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اس کو یاد رکھا اور دوسروں تک پہنچایا کیونکہ بعض پہچانے والے کم سمجھ (فقہ) والے ہوتے ہیں بہ نسبت ان کے جن کو پہنچاتے ہیں۔ (ترمذی' ابو دائود' ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح دعا دی اللھم فقھہ فی الدین (مشکوۃ) اے اللہ عزوجل اس کو دین کی سمجھ (فقہ) عطا فرما۔

فقہ کی طرف رغبت دلانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ان اجلس ساعۃ فافقہ احب الی من ان احی لیلۃ القدر۔

(الطریقہ المحمدیہ فی بیان السیرۃ النبویہ' اقوال صحابہ' ص ۳۷)

''فقہ حاصل کرنے کے لیے ایک لمحہ بیٹھنا میرے نزدیک لیلۃ القدر کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن پاک میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ اولوالامر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے:

Marfat.com

اولوا العلم والفقه و طاعة الرسول اتباع الكتاب والسنة۔
(دارمی)

اس سے مراد اہل علم اور فقہاء ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت قرآن وسنت کی اتباع میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تفقهوا قبل ان تسودوا سردار بننے سے پہلے فقیہ بنو اور اگر فقہ سیکھنے سے قبل تمہیں سردار بنا دیا جائے تو سرداری کے بعد (بھی) فقہ سیکھو۔ و قد تعلم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیکبر سنهم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے بڑھاپے میں بھی علم (فقہ) کو سیکھا۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا فقہ حدیث کا ثمر ہے۔ الفقهاء و هم اعلم بمعانی الحدیث فقہاء کرام (محدثین کی بہ نسبت) حدیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں۔ کیونکہ فقہاء اطباء ہیں اور محدثین پنساری ہیں۔ (الخیرات الحسان)

خود امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حمیدی سے فقہ حاصل کی کما ذکره تاج الدین سبکی فی الطبقات الشافعیة۔ (اقوال صحیحہ ص ۳۸)

خطیب بغدادی کہتے ہیں کسی نے حلت وحرمت کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا! کسی اور سے پوچھو جب سائل نے اصرار کیا تو فرمایا:

سل عافاك الله غير ناسل الفقهاء ابا ثور۔

اللہ عزوجل تجھے عافیت دے کسی اور سے پوچھ فقہاء سے پوچھ ابوثور سے پوچھ قاضی ابوالطیب طبری شافعی علیہ الرحمۃ کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا فقیہ کہہ کر مخاطب کیا تو وہ عمر بھر اس پر فخر کرتے رہے۔ (الطبقات الشافعیة الکبریٰ)

منہاج السنہ میں ابن تیمیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لکھتے ہیں "حدیث کی معرفت اور اس میں تفقہ مجھے حدیث یاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں فرماتے ہیں:

وبعد از قرآن وحدیث مدار اسلام بر فقہ است۔

Marfat.com

قرآن وسنت کے بعد اسلام کا دارومدار فقہ پر ہے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی (پیشوائے غیر مقلدین) لکھتے ہیں۔ جس نے یہ گمان کر لیا کہ ملکۂ علمیہ صرف حفظ ہی سے حاصل ہوتا ہے اس نے خطا کی ہے کیونکہ مطلوب تو دراصل استخراج واستنباط الفاظ ومعانی کی طرف ہے۔ (الحطه فی ذکر الصحاح)

معیار الحق کے پیش لفظ میں غیر مقلد عالم مولوی اسماعیل نے لکھا ہے:

ائمہ اہل سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں۔ تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ (وہ چار یہ ہیں) قرآن وسنت' اجماع امت' قیاس اور اجماع و قیاس کا ماخذ بھی قرآن وسنت ہے۔

فقہاء ومجتہدین کا احترام کرو

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ فتوحات مکیہ باب الوصایا میں فرماتے ہیں:

ایاکم والطعن علی احد من المجتهدین و تقولون انهم محجوبون عن المعارف والاسرار کما یقع فیه جهلة المتصوف فان ذلك جهل عن مقام الائمة فان للمجتهدین القدم الراسخ فی علم الغیوب۔

''اپنے آپ کو مجتہدین میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرنے سے بچاؤ اور تم جو یہ کہتے ہو کہ مجتہدین معارف واسرار سے محروم ہیں جس طرح کہ جاہل صوفی کہتے ہیں تو یہ ائمہ کے مقام سے غفلت کی نشانی ہے کیونکہ غیبی علوم (اسرار و معارف) میں ان کا قدم بہت مضبوط ہے۔''

نیز فرمایا: و هی فی مقامات الرسل من حیث تشریعهم لامته باجتهادهم کما شرعت الرسل لاممهم۔

''یہ لوگ اپنے اجتہاد سے شرعی احکام کے بنانے میں رسولوں کے قائم مقام ہیں جس طرح کہ پیغمبر اپنی اپنی امتوں کے لیے شریعت بیان فرماتے ہیں۔''

(الیواقیت والجواهزاقوال صحیحه ص ۵۳'۵۴)

Marfat.com

ایک مثال

اس کی صرف ایک مثال سمجھ لیں۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے خطیب خوارزمی کا قول نقل کیا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے تراسی ہزار مسائل بیان کیے جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلقہ ہیں اور باقی معاملات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور فرمایا: اگر ابو حنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔

(الجواہر المضیہ' امام عبدالقادر قرشی ج ۲ ص ۴۷۲)

علاوہ ازیں فقہ حنفی میں اسی لاکھ جزئیات اور مجموعی طور پر پچاس لاکھ مسائل وجود میں آ چکے ہیں اگر کسی کو یقین نہ آئے تو سیر صغیر و کبیر پڑھے' جامع صغیر و کبیر کا مطالعہ کرے' زیادات پڑھے' مبسوط کو دیکھے۔ جس کو پڑھ کر ایک یہودی اس لیے مسلمان ہو گیا کہ جب امتی محمد (امام محمد علیہ الرحمۃ) کے علم کا یہ حال ہے تو نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کا حال کیا ہوگا؟ لیکن امام محمد پھر بھی فرماتے کہ یہ تو امام اعظم کی مہربانی ہے کہ ایک ذرے کو انہوں نے آفتاب بنا دیا۔

یاد رہے! امام محمد علیہ الرحمۃ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے' باپ نے مزدوری کے لیے بھیجا امام صاحب نے فرمایا: میں تیرے اندر علم کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ جا اپنے باپ سے کہہ مجھے نوکری مل گئی ہے چنانچہ آپ نے ایک ہزار دینار ماہانہ پہ اپنے پاس رکھ لیا' ہو سکتا ہے اس دور میں اتنی تنخواہ گورنر کی بھی نہ ہو۔ ان کی ڈیوٹی کیا تھی؟ صرف یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس مجتہدین کی کمیٹی بنا رکھی تھی حالانکہ منصور خلیفہ نے اصرار کیا کہ اس کمیٹی کو میں تنخواہ دوں گا مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیری تنخواہ کہیں راہ حق میں رکاوٹ نہ بن جائے میں خود ان کے اخراجات برداشت کروں گا' اس کمیٹی کی ڈیوٹی یہ تھی کہ مسائل پہ بحث کرے کبھی ایک مسئلہ آٹھ آٹھ دن زیر بحث رہتا اور جب حق واضح ہوتا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوتا کہ مسئلہ لکھ لو۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمیٹی کو حکم دے رکھا تھا کہ میرا احیا کرنے کی بجائے ''دین کا اور اللہ و رسول کا احیا کیا جائے' اگر مجھ سے غلطی ہو تو فوراً

Marfat.com

ٹوک دو' اس کمیٹی میں ایک مجتہد بوڑھے تھے وہ بار بار وضو کرنے جاتے تھے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کی عدم موجودگی میں بحث روک دیتے صرف اس لیے کہ فرماتے تم سارے اعلم (زیادہ علم والے) بھی ہو گے اور (زیادہ پرہیزگار) بھی ہو گے مگر اسن (لمبی عمر والے) تم میں وہی ہیں۔

یہ ہے وہ درس گاہ کہ جس کا بیج حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا' پانی علقمہ رضی اللہ عنہ نے دیا' فصل ابراہیم نخعی نے کاٹی' غلہ حماد نے نکالا' آٹا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بنایا' گوندھا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے' روٹیاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پکائیں اور قیامت تک ساری امت کھاتی رہے گی اور حاسد حسد کرتے رہیں گے اور ہم کہتے رہیں گے۔

حاسد حسد کی آگ میں خود ہی جلا کرے
وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

کیونکہ حاسد کا نظریہ تو یہ ہوتا ہے کہ پھل پک جائے تو نہ خود کھاتا ہے نہ کسی کھانے دیتا ہے بلکہ اس کے ضائع ہونے کی دعا کرتا ہے۔ ارے سنو قرآن وسنت اگر باغ ہے تو فقہ اس کا پھل ہے اور کھاتا وہی ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔

تصویر کا دوسرا رخ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مختلف عظمتوں والے لوگ ہیں ہر ایک کی اپنی خصوصیات اور امتیازی شانیں ہیں کوئی صداقت وعدالت میں ممتاز مقام کے حامل ہوئے تو کوئی سخاوت وشجاعت میں۔ کوئی سید الشہداء (امیر حمزہ) ہیں تو کوئی غسیل الملائکہ (حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ امین الامۃ ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معلم الامۃ کے پاکیزہ لقب سے ملقب ہوئے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ ان دو خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں کہ جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ معلم امت کو کسی وقت بھی کوئی مسئلہ پیش آ سکتا ہے کہ حضور کی بارگاہ

Marfat.com

میں جانا ضروری ہو جاتا ہے۔ دوسرے خوش نصیب صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ ان دونوں کے تفصیلی فضائل و خدمات کے لیے ہماری کتاب ''کواکب سبعہ'' کا مطالعہ ضروری ہے یہاں صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ اس لیے ضروری ہے کہ فقہ حنفی کا دارومدار انہی کی ذات پر ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علیحدہ تنہائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے گفتگو فرما رہے تھے اور خصوصی تعلیم سے نواز رہے تھے اور جب عرض کیا گیا کہ حضور آپ کی تعلیم تو ساری امت کے لیے ہے پھر یہ راز داری کیسی؟ فرمایا یہ میری امت کا معلم ہے لہٰذا اس کو استادی کے گر سکھا رہا ہوں۔ (خلاصۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یرحمك اللہ فانك علیم اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے تو تو بڑا عالم ہو گیا ہے۔ اور جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ علم کہاں سے آیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی برکت سے آیا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین شریفین کی حفاظت کرتے ہوئے سینے سے لگا لیتا اور آپ کے بیٹھنے کے لیے تکیہ وغیرہ رکھتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اپنی امت کے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کرتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لاتے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چار ہزار افراد کے ساتھ باب مدینۃ العلم کا استقبال کیا اور عرض کیا کہ یہ چار ہزار عام لوگ لے کر استقبال کے لیے حاضر نہیں ہوا بلکہ یہ سب میرے شاگرد ہیں، محدث ہیں اور وارثانِ علوم نبوت ہیں۔ چنانچہ یہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مصلی تدریس اور مسند تعلیم پہ بٹھایا ۳۲ھ تک علم کے دریا بہاتے رہے، آپ کے فیض یافتگان میں سے آپ کے وصال کے بعد جس شخصیت کو آپ کی

Marfat.com

مسند کا کما حقہ جانشین قرار دیا گیا وہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور یہ وہ شخصیت ہیں کہ جب آپ مدینہ پاک حاضر ہوئے تو مفتی مدینہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے موزوں پہ مسح کے بارے میں سوال کیا' انہوں نے تعارف چاہا تو عرض کیا جئت من الکوفہ میں کوفہ سے آیا ہوں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہوں اور انہوں نے خود مجھے اپنی مسند پہ بٹھایا ہے' تو مفتی مدینہ نے فرمایا میرے دل میں ان کا اتنا احترام ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والے کو بھی مسئلہ بتاتے ہوئے میں شرماتا ہوں۔

چنانچہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ھ تک یہ سلسلہ جاری رکھا اور جاتے ہوئے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کو یہ کام سپرد کیا انہوں نے ۹۶ھ تک علم کے موتی لٹائے اور جاتے ہوئے اپنے لائق ترین شاگرد حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پہ بٹھایا انہوں نے ۱۲۰ھ تک علم کے دریا بہائے اور ۱۲۰ھ سے ۱۵۰ھ تک امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورا دین مدون فرما کر ہر دور میں پوری امت کی اس ضرورت کو پورا فرما دیا' پھر آپ نے امام زفر' امام محمد اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم جیسے لوگ تیار فرمائے اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب امام بخاری و مسلم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیٹھ کر احادیث کی سماعت کر رہے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس دن تولد ہوا جس دن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے اور آپ کے جنازے کا منظر دیکھ کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب کے جنازے کے نیچے سے گذار کر بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ مولیٰ ان کے طفیل میرے بیٹے کو بھی ایسا ہی بنا دے۔

اک عکسِ جمال فطرت ہے تصویر امام اعظم کی
ہے نقش و نگار روئے نبی تحریر امام اعظم کی
اللہ رے نطق روح قدس تقریر امام اعظم کی
ہے ارض و سما میں گونج رہی تکبیر امام اعظم کی

جس امام کی تقلید و فقہ کا قلادہ بڑے بڑے اولیاء نے اپنی گردن میں ڈالا ہوا ہے اور ان کی فقہ کی روشنی میں تمام زندگیاں گذاری ہیں کیا اس حدیث کے مطابق من سن

Marfat.com

سنة حسنة فی الاسلام...... اور الدال علی الخیر کفاعلہ ان کی نیکیوں کا ثواب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو قیامت تک نہیں جا تا رہے گا تو پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا بننے کی اپنے بیٹے کے لیے کیوں نہ دعا کریں۔

وہ امام رحمۃ اللہ علیہ کہ جس کے والد کو باب مدینۃ العلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ فدعا لہ بالبرکۃ فیہ و فی ذریتہ (خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۶ مطبوعہ مصر) تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بھی برکت کی دعا کی اور ان کی اولاد کے لیے بھی۔ جو خود فرماتے ہیں فجعلت علی نفسی ان لا افارق حمادا حتی یموت فصحبتہ ثمانی عشرۃ سنۃ (ایضاً) میں پورے اٹھارہ سال ایک لحہ ضائع کیے بغیر اپنے استاذ حماد رضی اللہ عنہ سے دین کی فقہ حاصل کرتا رہا۔ اور پھر حال یہ ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی مسئلہ میں الجھ جاتا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا حل ایسے نکالتے کہ گویا اپنی آستین میں رکھا ہوا تھا۔ (فلسفہ شریعت اسلام' صبحی محمصانی ص ۳۸)

آج اگر حکومت اعلان کر دے کہ سکولوں میں عربی ٹیچرز کے لیے درخواستیں درکار ہیں تو ہزاروں درخواستیں بمعہ اسناد (لف ہذا) پہنچ جائیں مگر تنقید اس امام پر کی جاتی ہے کہ بنی امیہ کے آخری دور میں حاکم عراق اور دور عباسیہ میں بغداد کا خلیفہ ابو جعفر منصور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو چیف جسٹس کا عہدہ پیش کرتا ہے تو آپ ٹھکرا دیتے ہیں کیونکہ

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

اجتہاد و قیاس

قرآن و حدیث سے وضاحت کے ساتھ حاصل ہونے والے مسائل ایک علم کے ساتھ متعلق ہیں اور ایک وہ علم ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اس کو اجتہاد و قیاس کہتے ہیں اور اس علم کا جواز قرآنی الفاظ لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (النساء: ۸۳) سے مفسرین نے اخذ کیا ہے اس آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا

Marfat.com

ہے کہ امور دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں ہے بلکہ جو اہل ہو اس کے سپرد کرنا چاہیے (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان ترجمہ قرآن از اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجتہاد و قیاس کی ترغیب دلائی مثلاً دو شخص آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں اقض بینھما ان میں فیصلہ کر دے انہوں نے عرض کیا و انت حاضر یا رسول اللہ حضور آپ کی موجودگی میں میں فیصلہ کروں؟ فرمایا: نعم انك ان اصبت فلك عشرا جور و ان اخطائت فلك اجر (المستدرك للحاكم) ہاں اگر تو صحیح فیصلہ کرے گا تو تجھے دس اجر ملیں گے اور اگر خطا بھی ہو گئی تو (تیری کوشش کا) تجھے ایک اجر تو ضرور ہی ملے گا۔ (صحاح ستہ میں اصابت پہ دو اور خطا پہ ایک اجر کا ذکر ہے) معلوم ہوا کہ اجتہاد کا دروازہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں بلکہ خود امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھولا ہے۔ جیسا کہ حدیث معاذ میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں اور یہ حکم حضرت معاذ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ پوری امت کے باصلاحیت اور مجتہدانہ بصیرت رکھنے والوں کے لیے ہے ورنہ تو نماز روزہ حج زکوۃ کے اولین مخاطب بھی صحابہ کرام ہی ہیں۔ اور جب اس پاک زمانے میں اجتہاد کی ضرورت تھی تو بعد کے ادوار میں یہ ضرورت کس قدر بڑھ گئی ہوگی۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی شان دوسروں سے اس لیے بھی مختلف ہے کہ دیگر ائمہ وفقہاء کا اجتہاد صرف منقولی ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد منقولی بھی ہے معقولی بھی ہے یعنی عقل (جو کہ شریعت کے تابع ہو مگر رہے تو ایک عظیم نعمت ہے جیسا کہ بار بار قرآن میں فرمایا گیا۔ ان فی ذلك لایت لقوم یعقلون۔ لایت لاولی الالباب۔ ان فی ذلك لایت لقوم یتفکرون) سے بھی آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول امام زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام جزء ۹ ص ۵ پہ نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا: رایت رجلا لو کلمته فی هذه الساریة ان یجعلها ذهبا لقام بحجته۔

وہ ایسے (صاحب عقل و علم) ہیں کہ اگر میں ان سے (پتھر کے) اس ستون کے

Marfat.com

بارے میں بات کروں تو وہ اس کو دلائل سے سونے کا ثابت کر دیں گے۔ اس عراق کے فقیہہ اعظم و امام اعظم و محدث اعظم کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی فرمایا۔

الناس عیال فی الفقہ علی ابی حنیفة (ایضاً) لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں۔ کبھی فرمایا **ما رایت احدا افقه من ابی حنیفة** (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶) میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی فقیہہ نہیں دیکھا کبھی فرمایا **من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال ابی حنیفة (ایضا)** جو فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کے در کا گدا ہو جائے۔ اور پھر یہ تو امام الکل ہیں دیگر ائمہ تو امام صاحب کے شاگردوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان اور ان کی فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو کر فرمایا **لو اشاء ان اقول ان القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن لقلته لفصاحته۔**

اگر میں یہ کہوں کہ قرآن مجید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں اترا ہے تو کہہ سکتا ہوں بوجہ ان کی فصاحت و بلاغت کے اور مزید فرمایا **امن الناس علی فی الفقه محمد بن الحسن** فقہ کے بارے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے میرے اوپر سب سے زیادہ احسانات ہیں۔
(تاریخ بغداد)

خطیب بغدادی ہی بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ابراہیم الحربی نے سوال کیا **هذه المسائل الدقائق من این لك؟** یہ دقیق ترین مسائل آپ نے کہاں سے لیے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا **من کتب محمد بن الحسن** امام محمد کی کتابوں سے یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔

شرائطِ اجتہاد

اجتہاد و قیاس کی شرائط خلاصۃً مختلف کتب اصول فقہ سے یوں بیان کی جا سکتی ہیں کہ علم اسماء الرجال میں مہارت تامہ اور عربی علوم میں ملکہ کاملہ رکھنے کے ساتھ ساتھ لابد

Marfat.com

ان یعرف من الکتاب و السنۃ و ما یتعلق من الاحکام اوامر و نواھی۔ کتاب وسنت پہ دسترس ہو‘ احکام کی آیات واحادیث کی پوری پہچان ہو‘ اوامر ونواہی‘ ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو۔

والمجتھد من جمع خمسۃ انواع من العلم مجتہد کے لیے پانچ قسم کے علوم کا جاننا ضروری ہے۔

العلم بکتاب اللہ و علم سنۃ رسول اللہ و علم الفقہ و القیاس وھو طریق استنباط الحکم من الکتاب و السنۃ اذلم یجد صریحا فی الکتب و السنۃ و اجماع الامۃ فیجب علیہ ان یعلم الناسخ والمجمل والمفسر و الخاص والعام و المحکم والمتشابہ و الکراھۃ والتحریم والاباحۃ والنوب و یعرف من السنۃ ھذہ الاشیاء صحیح و ضعیف‘ و مرسل......) کتاب اللہ اور سنت رسول کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ وقیاس کا بھی ماہر ہو۔ اور قیاس یہ ہے کہ احکام کو قرآن وسنت سے کس طرح نکالنا ہے کیونکہ ہر مسئلہ کا حل قرآن وسنت اور اجماع امت سے صراحۃً ثابت نہیں لہٰذا قرآن کی بات آئے گی تو اس کے تمام متعلقات (مذکورہ اشیاء اور حدیث کا صحیح ہونا‘ ضعیف ومرسل وغیرہ ہونا بھی معلوم ہوا۔ اور عرف عام کی پہچان ضروری ہے کیونکہ من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل جو اپنے زمانے کے عرف کو نہیں جانتا وہ جتنا بڑا بھی عالم ہو جائے عالم ہو کر بھی جاہل ہے۔

مسئلہ تقلید شخصی

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ
کہ جتنے فقہاء محدثیں ہیں تمہارے خرمن کے خوشہ چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابو حنیفہ
سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ

Marfat.com

قرآن مجید کی متعدد آیات طیبات تقلید شخصی کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں انہی میں سے سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۱۵ کا یہ جملہ ہے واتبع سبیل من اناب الی۔ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا (ترجمہ کنز الایمان) اتبع صیغہ امر ہے جو مطلقاً وجوب کے لیے ہے اور ائمہ مجتہدین بالاتفاق اناب الی کا مصداق کامل ہیں۔ علاوہ ازیں سورہ نساء میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے بعد اولی الامر منکم سے بھی صراحت کے ساتھ یہی ثابت ہو رہا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ ورسول کی اطاعت مطلق اور غیر مشروط ہے جبکہ اولی الامر (حکم والے مسلمان حکمران ہوں یا ائمہ مجتہدین پھر امر سیاسی و دینی ہو یا مذہبی) کی اطاعت مشروط ہے کہ جب ان کا حکم قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

جن آیات میں آباء واجداد کی پیروی کو شرک کہا گیا ہے ان سے مراد مشرک آباؤ اجداد ہیں اور ان کی غلط رسومات کی پیروی سے منع فرمایا گیا ہے، ورنہ قرآن مجید میں و اتبعت ملة اباء ی ابراهیم و اسحق و یعقوب (سورۂ یوسف) میں نے اتباع کی ابراہیم واسماعیل واسحاق علیہم السلام کی۔ اللہ عزوجل تو اپنی عبادت بھی نیک آباؤ اجداد کے حوالے سے کرنے کی بات کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے پہلے پارے کے آخری رکوع کی ابتدائی آیات میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے بوقت وفات اپنے بیٹوں سے پوچھا میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے عرض کیا نعبد الهك و اله اباك ابراهيم و اسماعيل و اسحق ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباؤ اجداد کے معبود یعنی ابراہیم و اسماعیل واسحاق علیہم السلام کے معبود واحد کی عبادت کریں گے۔

ایک ہی لفظ اگر عدم جواز اور جواز کے معنی میں استعمال ہو تو اس سے دھوکہ دینا اور جواز و عدم جواز کو گڈمڈ کر دینا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔ تقلید نا جائز ہے۔ حرام ہے' شرک ہے کس کی؟ مشرک آباؤ اجداد کی غلط رسومات میں۔ اور تقلید جائز یا عامی کے لیے واجب ہے کس کی؟ من اناب الی کی جو میری طرف رجوع لایا۔ دودھ ایک لفظ ہے ایک شخص کہے دودھ پینا جائز ہے تو اس کا مطلب وہی دودھ پینا ہوگا جو جواز کے زمرے میں آتا ہے

Marfat.com

بھینس کا گائے کا اونٹنی کا بکری کا۔ اور جو کہے دودھ پینا حرام ہے یا دودھ ناپاک ہے تو اس سے مراد نجس و حرام دودھ ہوگا کتیا کا' گدھی وغیرہ کا۔

آپ نے کبھی غور کیا ہزار میں سے کتنے آدمی ہوں گے جو براہ راست قرآن و سنت میں سے مسائل اخذ کر سکتے ہوں گے۔ جو ظاہر' نص' مفسر' محکم کا علم رکھتے ہیں' خفی مشکل مجمل متشابہ کو جانتے ہوں' حقیقت مجاز صریح کنایہ کا ادراک رکھتے ہوں' خاص عام مشترک مؤول تک ان کی رسائی ہو' عبادت النص' اشارۃ النص' دلالۃ النص اور اقتضاء النص کی پہچان ہو۔ عام بندے تو عام اس دور کے خواص کو بھی آیات قرآنی کے شان نزول' ربط آیات' ناسخ و منسوخ کا علم نہیں۔ یہ لوگ تقلید نہ کریں گے تو کیا کریں گے؟ اب ہر کوئی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح تو نہیں کہ فرمائے اگر میری رسی بھی گم ہو جائے تو قرآن سے تلاش کر لوں یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح بسم اللہ شریف کی تفسیر لکھ کر چالیس یا ستر اونٹ بوجھ سے لاد دیں۔ دوسرا نمبر حدیث کا ہے تو عام بندے کو کتابوں کے نام ہی نہیں آتے وہ احادیث کیا پڑھیں گے پھر حدیث کی اقسام جرح و تعدیل' اسماء الرجال کی بات آئے تو اچھے بھلے منکر تقلید علامہ فہامہ اور فہم قرآن کا دعویٰ کرنے والے کی جان نکل جاتی ہے۔ تو عام آدمی جو حدیث کا ترجمہ نہیں جانتا' عبارت نہیں پڑھ سکتا وہ مسئلہ کیسے نکالے گا۔ ایک طرف روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے سے منع کیا جا رہا ہو اور دوسری طرف روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے جا رہے ہوں دونوں صحیح احادیث ہیں صحاح کی ہیں بلکہ ایک کتاب بلکہ ایک صفحہ پہ اوپر نیچے الگ الگ عنوانات کے تحت لکھی ہیں تو عام بندہ کیا کرے گا؟ اس کو قولی و فعلی حدیث میں ترجیح کا پتہ نہیں اس کو آیات و احادیث میں تطبیق کا علم نہیں ظاہر ہے کسی عالم کے پاس جائے گا اگر تقلید کو مانتا ہوگا اور گمراہ ہو جائے گا اگر تقلید کا منکر ہوگا کہ یہ کیسا خدا و رسول کا کلام ہے ایک جگہ کچھ لکھا ہے دوسری جگہ کچھ ہے۔ ایک جگہ جو کام منع فرما رہے ہیں دوسری جگہ وہی کام خود کر رہے ہیں۔

Marfat.com

یہی تو تقلید ہے

ایک شخص سے بیس تراویح اور تین وتر کے بارے میں بات ہوئی تو کہنے لگا کہ میں ایک وتر اور آٹھ تراویح مانتا ہوں اور جب اس سے دلیل مانگی تو کہنے لگا میں تو دلیل دے نہیں سکتا ہمارے مولوی محمد حسین شیخو پوری نے ایسا ہی کہا تھا۔ میں نے کہا خدا کے بندے یہی تو تقلید ہے کہ کسی کی بات کو بغیر دلیل کے مان لینا۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم ہر کسی کی تقلید کرتے ہو اور ہم ان کی کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں مجھ سے ان لوگوں کا راستہ مانگو جن پر میں نے انعام فرمایا ہے۔ یہاں صراط الکتاب والسنۃ نہیں فرمایا گیا اگرچہ قرآن وسنت کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے مگر فرمایا اس طرح تو ہر کوئی کہے گا کہ میں سیدھی راہ پہ ہوں لہٰذا یوں کہو صراط الذین انعمت علیھم کوئی شخص اگر یہ کہے کہ کسی کی نہ مانو صرف میری بات مانوں تو کیا وہ اپنی تقلید کا نہیں کہہ رہا؟ اگر وہ قرآن کی تفسیر بھی لکھے اور کہے تقلید نہ کرو اور میری تفسیر پڑھو تو کیا اس نے تفسیر میں بھی قرآن ہی لکھا ہے اور کوئی لفظ نہیں لکھا؟ اگر ایسی بات ہے تو پھر تفسیر تو کیا ترجمہ کی بھی اجازت نہیں اور اگر وہ کہے کہ میری باتیں قرآن وحدیث کے مطابق ہیں تو پھر جب تیری باتیں ایسی ہو سکتی ہیں تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کیوں ایسی نہیں ہو سکتیں اور اگر ان کی بات تو رد کرے تو تیرے ایمان میں فرق نہ آئے پھر اگر تیری یاوہ گوئی پہ کان نہ دھرا جائے تو پھر تو کیوں سٹپٹائے؟

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

دین کا ایک مسئلہ بھی براہ راست قرآن وسنت سے نہ نکالنے والا اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پہ اعتراض کرے اردو ترجموں کی مدد سے قرآن وحدیث کی ناقص سمجھ رکھنے والا اس امام پہ طعن کرے کہ جس کی نظر بیک وقت پورے قرآن وذخیرہ حدیث پہ ہے (کیونکہ مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ اگر الحمد شریف پڑھ رہا ہے تو والناس تک تمام قرآن کے تمام مضامین اس

Marfat.com

کے ذہن میں اس طرح حاضر ہوں جس طرح جسم میں خون گردش کر رہا ہوتا ہے اس لیے کہ ہوسکتا ہے جو مسئلہ الحمد سے اس کی سمجھ میں آیا ہے کسی اور آیت یا حدیث سے اس کا خلاف مترشح ہو رہا ہو) تو اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

ایک حنفی عالم سے ایک غیر مقلد نے طنزاً کہا: بازار حسن کی طوائف مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ تو حنفی نے جواباً کہا: خود ہی سمجھ لو کہ اگر ایک ہی کی ہو کر رہتی ہیں تو مقلد ہوں گی اور اگر ایک کی بن کر نہیں رہتیں تو غیر مقلد۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ارے خدا کے بندو! حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں تمہارے پیشوا مولوی ابراہیم میر نے تاریخ اہل حدیث میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مانا ہے وہ بھی فرما رہے ہیں کہ دینا و آخرت کی فلاح و فوز ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو تمہارے بھی پیشوا ہیں اور ان کے نام پہ تم نے مدارس قائم کر رکھے ہیں فیوض الحرمین ص ۱۳۶ پہ لکھتے ہیں **ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقه هی او فق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت و نقحت فی زمن البخاری و اصحابه** مذہب حنفی تمام مذاہب میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے زیادہ موافق ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے دور میں مرتب کیا گیا اور یاد رکھو! یہ بات امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب فرمائی ہے **عرفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم** یعنی یہ خاص بات مجھے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے۔

سچ فرمایا آئمہ شافعیہ نے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدارک اتنے دقیق ہیں جن کو اکابر اولیاء ہی پہچانتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج اقدیم ص ۲۴۵)

اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مذہب حنفی سب سے پہلے مرتب ہوا اور سب سے آخر میں ختم ہوگا اور اللہ عزوجل نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دین اور بندوں کے لیے پسند

Marfat.com

فرمایا اور آپ کے مقلدین ہر زمانے میں بڑھتے رہے ہیں اور قیامت تک بڑھتے رہیں گے جیسا کہ بعض اہل کشف نے فرمایا ہے۔ (اقوال صحیحہ ص ۲۹۲)

یہی بات ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ جزء اول میں لکھی اور سید محمد مرتضیٰ نے عقود الجواہر المنیفہ جزء اول میں لکھی۔ (ایضاً)

شاید اسی لیے نواب صدیق حسن بھوپالوی اہل حدیث ہو کر نماز حنفیوں والی پڑھتے تھے یعنی رفع یدین نہ کرتے' آمین آہستہ کہتے ہاتھ سینے پہ نہ باندھتے اگرچہ تراویح آٹھ اور وتر ایک پڑھتے (شاید نماز میں احناف کے طریقے پہ عمل کر کر کے تھک جاتے ہوں گے بیچارے) (نزھۃ الخواطر ص ۱۹۱ ج ۸)

ہر ذکر حدیث و قرآن ہے ہر فکر اساس ایماں ہے
تائید جناب ایزد ہے تدبیر امام اعظم کی
مداح زباں سوسن کی ہوئی مخمور ہے چشم نرگس بھی
ہر جنس نظر آتی ہے یہاں نخچیر امام اعظم کی

اسی وجہ سے بڑے بڑے اولیاء کرام نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اختیار کر کے اس پر ناز کیا ہے چنانچہ حضرت ابویوسف یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حسبی من الخیرات ما اعددتہ
یوم القیمۃ فی رضی الرحمن
دینی النبی محمد خیر الوری
ثم اعتقادی مذھب النعمان

اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کے لیے میرے اعمال نامہ میں یہ نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر ہوں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہوں۔

(تبییض ص ۳۲)

اور جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار زیادہ ہیں۔ (میدان محشر کی ایک سو بیس صفوں میں سے اسی صفیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی ہوں گی اور

Marfat.com

باقی چالیس صفیں سب نبیوں کی جیسا کہ حدیث میں ہے) اس طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بھی ہر دور میں دو تہائی اہل ایمان رہے۔ چنانچہ ۱۹۹۵ء کی مردم شماری میں بھی یہی تناسب رہا کہ پچپن کروڑ میں سے بتیس کروڑ اہل اسلام امام صاحب کی فقہ کے پیروکار ریکارڈ پر آئے اور ملا علی قاری نے اپنے دور کا حال بھی یہی لکھا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱)

اور زمانہ جوں جوں آگے بڑھے گا امام اعظم کا مذہب بظاہر پرانا ہوتا جائے گا اور اس کی برکت اور نورانیت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (اقوال صحیحہ) اور اس مذہب کی تدوین پر قیامت کے دن جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ رسالت سے انعام ملے گا وہ کشف المحجوب کے حوالے سے پڑھیے داتا صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نوفل بن حیان نے وفات پائی تو میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ تمام مخلوق حسابگاہ میں کھڑی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حوض کوثر کے کنارے پہ جلوہ گر ہیں میں نے ایک سفید بالوں والے خوبصورت بوڑھے کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخساروں پہ منہ رکھ کر کھڑا ہے اور سامنے ہی نوفل بن حیان کھڑے ہیں جب نوفل نے مجھے دیکھا تو میرے پاس آ کر سلام کیا' میں نے کہا! مجھے پانی پلاؤ اور میرے ماننے والوں کو بھی' نوفل نے کہا! اچھا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے لوں چنانچہ بارگاہ رسالت سے اجازت مل گئی میں نے اور میرے تمام اتباع نے پانی پیا مگر پیالے سے پانی کم نہ ہوا پھر میں نے نوفل سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائیں جانب کون ہیں اور بائیں جانب کون ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ دائیں جانب جو بوڑھے شخص (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخساروں پہ منہ رکھے ہوئے ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا ابراہیم ہیں اور بائیں جانب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (کشف المحجوب ص ۱۱۸)

امام اعظم علم فقہ کی طرف کیوں اور کیسے آئے

اس سلسلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

کہ آپ فرماتے ہیں میں نے تمام علوم کو دیکھا اور ان کے نتائج پہ غور کیا' ابتداءً میرے دل میں آیا کہ علم کلام پڑھوں پھر غور کرنے پر معلوم ہوا' اس کا انجام اچھا نہیں اور اس میں فائدہ بھی کم ہے' آدمی اس میں ماہر بھی ہو جائے تو اپنا عندیہ برسر عام بیان نہیں کر سکتا' اس پر طرح طرح کے الزام عائد کیے جاتے ہیں اور اسے صاحب بدعت و ضلالت کا لقب دیا جاتا ہے۔

پھر ادب ونحو پر غور کیا' اس نتیجے پر پہنچا کہ آخر اس کا مقصد اس کے ماسوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹھ کر بچوں کو نحو وادب کا سبق دوں۔ پھر شعر و شاعری کے پہلو پر غور کیا تو اس کا مقصد مدح وہجو و دروغ گوئی' وتخریبِ دین کے سوا کچھ نہ پایا پھر قرات و تجوید کے معاملے پر غور کیا' میں نے سوچا کہ اس میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد آخر یہی ہوگا کہ چند نوعمر جمع ہو کر میرے پاس تلاوتِ قرآن کریں' باقی رہا قرآن کا مفہوم و معنی تو وہ بدستور ایک دشوار گزار گھاٹی رہے گی۔

پھر خیال آیا طلبِ حدیث میں لگ جاؤں' پھر سوچا کہ ذخیرہ احادیث جمع کرنے کے بعد مجھے طویل عمر کی ضرورت ہوگی تاکہ علمی استفادہ کے لیے لوگ میرے محتاج ہوں' اور ظاہر ہے کہ طلبِ حدیث کے لیے احتیاج نوخیز لوگوں کو ہی ہو سکتا ہے' پھر ممکن کہ مجھے کذب اور سوءِ حفظ سے متہم کرنے لگیں' اور روزِ حشر تک یہ الزام میرے گلے کا ہار ہو جائے بعد ازاں میں نے فقہ کی ورق گردانی شروع کی' جوں جوں تکرار و اعادہ ہوا' اس کا رعب بڑھتا ہی گیا اور اس میں مجھے کوئی عیب دکھائی نہ دیا' میں نے سوچا کہ تحصیلِ فقہ میں علماء و مشائخ کی مجالست و مصاحبت اور ان کے اخلاقِ جلیلہ سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے مواقع میسر آئیں گے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اداءِ فرائض' اقامتِ دینِ متین' اظہارِ عبودیت اور دنیا و آخرت کا حصول فقہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر کوئی شخص فقہ کے ذریعہ دنیا کمانا چاہے تو وہ بڑے بلند مناصب پر فائز ہو سکتا ہے اور اگر تخلیہ و عبادت کا آرزومند ہو تو کوئی شخص یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ وہ حصولِ علم کے بغیر مشغولِ عبادت ہے بلکہ کہا یہ جائے گا کہ وہ صاحب

Marfat.com

علم فقیہ اور علم کی راہ پر گامزن ہے''۔ (ابوزہرہ: حیات امام ابو حنیفہ ص ۵۱'۵۲)

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں''روایت بالا سے معلوم ہوا کہ آپ نے رائج الوقت علوم وفنون پہ تنقیدی نگاہ ڈالی تاکہ ان میں سے اپنے لیے کسی مناسب علم کا انتخاب کر کے اس میں امتیاز و تخصص پیدا کر سکیں۔ اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے تمام عصری علوم میں واجبی حد تک واقفیت حاصل کر لی تھی۔ اگرچہ بعد میں صرف علمِ فقہ ہی آپ کا جولا نگاہِ فکر ونظر بنا''۔

علمِ فقہ سے آپ کی وابستگی کا عالم یہ تھا کہ آپ اپنی تمام تر ذہانت و فطانت' استعداد' مہارت کے باوجود کامل اٹھارہ برس اپنے استاد حماد کے دامنِ فیض سے وابستہ رہے۔ خطیبِ بغدادی نے تاریخِ بغداد میں آپ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (ایضاً)

امام صاحب نے فقہ حنفی میں امت کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ○

''اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔'' (البقرۃ)

حدیث شریف میں فرمایا گیا الدین یسر دین سراپا آسانی کا نام ہے نیز صحیح بخاری شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے منتخب لوگوں کو حکم دیا بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا (میری امت کو) خوشخبریاں سنایا کرو (انہیں) نفرت نہ دلایا کرو (ان کے لیے) آسانیاں پیدا کرو' مشکلات پیدا نہ کرو' چنانچہ فقہ حنفی خدا و مصطفیٰ کے ان ارشادات پہ پوری طرح کاربند ہے' اس کی مثال یوں سمجھیں کہ داڑھی منڈانا یا مشت بھر سے کم کروانا فسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے تو جہاں مسلمانوں کی اکثریت فاسق ہو جائے وہاں نکاح میں گواہان عادل کا ہونا ایک مسئلہ بن جاتا ہے اس لیے فقہ حنفی میں یہ سہولت رکھی گئی کہ ایسے موقع پہ گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں بس مسلمان ہونا کافی ہے

Marfat.com

کہ اگر دین کے ساتھ کلیۃً تو وابستہ نہ ہوں مگر ہوں تو مسلمان اس پر اگرچہ سینکڑوں فقہی مسائل پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن اہل علم کی دلچسپی کے لیے چند مسائل بمعہ عربی عبارات و ترجمہ لکھے جا رہے ہیں۔ یہ تمام مسائل فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ للمرغینانی سے لیے گئے ہیں ان مسائل کو پڑھ کر جہاں فقہ حنفی میں یسر کا پہلو سمجھ میں آئے گا وہاں فقہ حنفی میں طریق استدلال کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی۔

نکاح میں گواہ کے معاملہ میں آسانی

ولا تشترط العدالة حتی ینعقد بحضرة الفاسقین عندنا خلافا للشافعی رحمه الله له ان الشهادة من باب الكرامة والفاسق من اهل الاهانة ولنا انه من اهل الولاية فيكون من اهل الشهادة و هذا لانه لمالم يحرم الولاية على نفسه لاسلامه لايحرم على غيره لانه من جنسه و لانه صلح مقلدا فيصح مقلدا ۔

''نکاح میں گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں حتی کہ ہماری رائے میں نکاح فاسق گواہوں کی گواہی سے بھی منعقد ہو جائے گا اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ گواہی وجہ اعزاز ہے اور فاسق کا شمار حقیر لوگوں میں ہوتا ہے ہماری (احناف) کی رائے یہ ہے کہ فاسق ولی ہوسکتا ہے لہٰذا وہ گواہ بھی بن سکتا ہے اور یہ واضح امر ہے کہ جب اسے مسلمان ہونے کی بنا پر خود اپنے متعلق حق ولایت سے محروم نہیں کیا جاتا تو دوسرے کے متعلق بھی محروم نہیں رکھا جائے گا کیونکہ وہ اسی جنس میں سے ہے اور دوسرے جب وہ قاضی مقرر کر سکتا ہے تو وہ خود بھی قاضی ہو سکتا ہے۔ (لہٰذا گواہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے)۔''

(ہدایہ اولین ص ۱۹۰ مطبوعہ مصر)

فقہ حنفی کی دوسری مشہور درسی کتاب کنز الدقائق میں ہے۔

ولو فاسقين او محدودين او اعمين اوا بني العاقدين۔

Marfat.com

''اگرچہ وہ دونوں یعنی نکاح کے گواہ فاسق' محدود فی القذف' اندھے اور عاقدین یعنی جس کا نکاح ہو رہا ہے ان کے بیٹے بھی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے۔
(کتاب النکاح)

تاہم عادل گواہ میسر ہوں تو بہت اچھا ہے لیکن نکاح جیسی انسانی تمدنی ضرورت اگر عام گواہوں سے پوری ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

تین طلاقیں اکٹھی دینے کا مسئلہ

و طلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و کان عاصیا و قال الشافعی رحمه الله کل الطلاق مباح لانه تصرف مشروع و لنا ان الاصل فی الطلاق هوا الحظر لما فیه من قطع النکاح الذین تعلقت به المصالح الدینیة والدنیویة والاباحة للحاجة الی الخلاص و لا حاجة الی الجمع بین الثلاث و هی المفرق علی الا طهار ثابتة نظرا الی دلیلها

''طلاق بدعی کی صورت یہ ہے تین طلاقیں یکبارگی دے ڈالے یا ایک ہی طہر میں دے جب وہ ایسا کر بیٹھے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ غلط طریق سے طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (گنہگار ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ) ہر طلاق مباح ہے اور یہ ایک شرعی تصرف ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ طلاق سے دراصل منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے وہ ازدواجی رشتہ منقطع ہو جاتا ہے جس کے ساتھ دین و دنیا کی بہت سی مصلحتیں وابستہ ہوتی ہیں اس کی اجازت صرف گلوخلاصی کی ضرورت کے تحت ہے اور (جب یہ ضرورت ایک طلاق سے پوری ہو سکتی ہے تو) یکبارگی تین طلاق دینے سے کیا فائدہ؟ جہاں تک اس کے مختلف طہروں میں دینے کا سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں واقعی ضرورت کی دلیل ملحوظ رہتی ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۲۲۷)

Marfat.com

چونکہ اکٹھی تین طلاق دی جائیں تو مقاصد نکاح پہ زبردست زد پڑتی ہے لہٰذا احناف کے ہاں ان کو طلاق بدعی قرار دیا گیا اور سخت گناہ گردانا گیا مگر باوجود اس کے طلاق واقع ہو جائے گی جس پر متعدد کتب دلائل سے بھری پڑی ہیں۔ یہاں دلائل پیش کرنا ملحوظ نہیں ہے۔

مطلقہ کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کا مسئلہ

و اذا اطلق امراته طلاقا بائنا اورجعیا لم یجزله ان یتزوج باختها حتی تنقضی عدتها و قال الشافعی رحمه الله ان کانت العدة عن طلاق بائن او ثلاث یجوز لا نقطاع النکاح بالکلیة اعمالا للقاطع و لهذا لو وطنها مع العلم بالحرمة یجب الحد ولنا ان نکاح الاولیٰ قائم لبقاء احکامه کالنفقة والمنع الفراش و القاطع تاخر عمله و لهذا بقی القید والحد لا یجب علی اشارة کتاب الطلاق و علی عبارة کتاب الحدود یجب لان الملك قد زال فی حق الحل فیتحقق الزنا و لم یرتفع فی حق ما ذکرنا فیصیر جامعا۔

''اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق بائن یا رجعی دے دے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ مطلقہ بیوی کی بہن کو اپنے نکاح میں لائے جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر عدت طلاق بائن یا تین طلاقوں کی ہے تو (بیوی کی بہن سے نکاح جائز ہے کیونکہ) طلاق کے اثر کی وجہ سے نکاح کلی طور پر زائل ہو چکا ہے۔ اسی بناء پر اگر اس نے دانستہ مطلقہ بیوی سے مجامعت کی تو اس پر حد واجب ہوگی۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح اپنے بعض احکام مثلاً نفقہ گھر سے نکلنے سے منع، نسب وغیرہ کے احکام باقی ہونے سے ابھی باقی ہے اور طلاق نے تو محض اس کے اثر کو متاخر کر دیا ہے لہٰذا یہ ممانعت موجود رہے گی اور کتاب الطلاق کے اشارے کے مطابق اس پر حد بھی واجب نہ ہو

Marfat.com

گی اور کتاب الحدود میں اسے اس لیے واجب کیا گیا ہے کہ نکاح کی ملکیت زائل ہو چکی ہے لہٰذا بدکاری ثابت ہو گی لیکن جو مسئلہ ہم نے بیان کیا ہے اس میں نکاح میں جمع کرنے والا قرار پائے گا۔ (ہدایہ جلد اول ص ۱۹۳)

چونکہ مطلقہ عورت کی عدت کے دوران اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے میں قرآن مجید کے واضح حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہے چنانچہ سورۃ نساء میں فرمایا گیا و ان تجمعوا بین الاختین (اور حرام ہے تم پر) یہ کہ دو بہنوں کو (ایک ہی وقت میں ایک شخص کے نکاح میں) جمع کرو۔ لہٰذا احناف کے پوری تفصیل سے یہ مسئلہ بمعہ دلائل پیش کر دیا علاوہ ازیں احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

مطلقہ کی عدت اور لفظ ''قروء'' کی وضاحت

والحمل علی الحیض اولی اما عملاً بلفظ الجمع لانہ لوحمل علی الاطہار و الطلاق یوقع فی طہر لم یبق جمعا اولانہ معرف لبرأۃ الرحم و ھو المقصود ولقولہ علیہ الصلاۃ والسلام و عدۃ الامۃ حیضتان فیلتحق بیانا بہ۔

''اور قروء سے مراد حیض لینا زیادہ مناسب اور راجح ہے۔ اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ قروء کا لفظ جمع ہے (اور جمع میں کم از کم تین افراد ہوتے ہیں) لہٰذا اگر طہر کے معنی میں استعمال ہو گا تو جمع نہیں رہے گا کیونکہ اس طہر کا کچھ حصہ پہلے گزر چکا ہوتا ہے جس میں طلاق واقع ہوتی ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ عدت کا مقصد برات رحم کا معلوم کرنا ہے اور یہ براءت حیض ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ تیسری دلیل حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ لونڈی کی عدت دو حیض ہوتی ہے۔ یہ حدیث قروء کی تشریح قرار پائے گی (کہ جب باندی کی عدت کی تعین حیض سے کی گئی ہے تو آزاد عورت کی عدت کا تعین بھی اسی سے ہو گا)۔ (ہدایہ ج ثانی ص ۲۸)

اس پر اصول فقہ کی مشہور کتاب نور الانوار کا حوالہ ملاحظہ ہو جس سے قارئین کو

Marfat.com

اندازہ ہو جائے گا کہ فقہ حنفی میں زیادہ تر دلائل کا مدار قرآن مجید پر ہے۔

بطل تاویل القروء بالاطهار فی قوله تعالیٰ و المطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء و بیانه ان قوله تعالیٰ قروء مشترك بین معنی الطهر و الحیض فاوله الشافعی بالاطهار لقوله تعالیٰ فطلقوهن لعدتهن علی ان اللام للوقت ای فطلقو هن لوقت عدتهن و هوا لطهر لان الطلاق لم یشرع الافی الطهر بالاجماع واوله ابو حنیفة بالحیض بدلا لة قوله تعالیٰ ثلاثة لانه خاص لا یحتمل الزیادة والنقصان والطلاق لم یشرع الا فی الطهر فاذا طلقها فی الطهر و کانت العدة ایضاهی الطهر فلا یخلوا ما ان یحتسب ذلك الطهر من العدة اولا فان احتسب منها کما هو مذهب الشافعی یکون قرئین و بعضا من الثالث لان بعضا منه قد مضی و ان لم یحتسب منها و یوخذ ثلث اخرما سوی هذا القرء یکون ثلثا و بعضا و علی کل تقدیر یبطل موجب الخاص الذی هو ثلثه و اما اذا کانت العدة هی الحیض والطلاق فی طهر لم یلزم شی من المحذورین بال تعد ثلث حیض بعد مضی الطهر الذی وقع فیه الطلاق۔

ارشاد باری ”و المطلقات یتر بصن بانفسهن ثلثة قروء“ میں لفظ قروء سے طہر مراد لینا غلط ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ لفظ قروء ایک مشترک لفظ ہے جس کے معنی طہر کے بھی ہیں اور حیض کے بھی چنانچہ امام شافعی نے اس سے طہر مراد لیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ ارشادِ ربانی ”فطلقو هن لعدتهن “ میں لام وقت ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی عورتوں کو ایسے وقت میں طلاق دو کہ ان کی عدت کا شمار ہو جائے اور وہ وقت طہر ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہے کہ شرع میں طلاق صرف طہر میں دی جا سکتی ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قروء سے مراد حیض لیا ہے۔ ان کی دلیل ارشادِ باری میں مذکور لفظ ثلاثہ ہے

Marfat.com

جو خاص ہے (اور ۲ سے زائد اور ۴ سے کم سالم عدد ہے) جس میں کمی بیشی کا احتمال نہیں (یعنی نہ پونے تین کو تین کہا جائے گا اور نہ ہی ساڑھے تین کو تین کہا جائے گا)۔ اور طلاق صرف طہر کی حالت میں دینا مشروع ہے۔ پس جب مرد نے طہر کی حالت میں طلاق دی اور عدت کا شمار بھی طہر سے کیا گیا تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس طہر کو (جس میں طلاق دی گئی) عدت میں شمار کیا جائے جیسا کہ امام شافعی کا موقف ہے یہ تو عدت دو پورے اور ایک ادھورے طہر پر مشتمل ہوگی کیونکہ اس طہر کا ایک حصہ یقینی طور پر گزر چکا ہے (لہٰذا پورے تین نہ ہوئے) اور اگر اس طہر کو شمار نہ کیا جائے اور بعد میں ایک پورا طہر شامل کیا جائے تو یہ تین سے زیادہ ہو جائیں گے۔ ان ہر دو صورتوں میں پورے تین قروء کے حکم پر عمل نہیں ہوتا' لیکن جب عدت کو حیض سے شمار کیا جائے اور طلاق طہر میں دی جائے تو کوئی دقت پیش نہیں آتی (مرد شریعت کے مطابق طہر کی حالت میں طلاق دے گا) اور عورت کی عدت اس طہر کے بعد جس میں طلاق دی گئی' تین حیض شمار کی جائے گی۔ (نور الانوار ص ۲۲۔ از حافظ احمد المعروف ملا جیون)

کفارۂ ظہار وصوم میں کھانا کھلانے کی شق

ظہار اور روزے کے کفارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک ہی فقیر کو دو ماہ تک کھانا کھلایا گیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ "ستین مسکینا" کا حکم ہے لہٰذا ساٹھ مسکینوں کو ساٹھ دن کھانا کھلانا ہوگا' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ کھانا کھلانے کا مقصد محتاج کی حاجت کو رفع کرنا ہے اور حاجت ہر روز نئی ہوتی ہے اگر چہ فقیر وہی ہو لہٰذا ایک ہی فقیر کو روزانہ کھانا کھلانا حکماً ساٹھ مساکین کو ہی کھلانا ہے ہاں اگر ایک فقیر کو ایک ہی دن ساٹھ دنوں کا طعام دے دیا جائے تو یہ جائز نہ ہوگا کیونکہ ایک دن میں حاجت متجدد نہیں ہے اور یہاں نہ حکماً تجدد ہے اور نہ حقیقۃً لہٰذا (و ان اعطی فقیر اشھرین صح ولو فی یوم لا الاعن یومہ کنز الدقائق۔ باب الظھار) یہی حکم ظہار میں کھانا کھلانے کے درمیان وطی کا بھی ہے کیونکہ یہاں قبل ان یتماسا کی قید نہیں ہے لہٰذا جہاں قرآن نے پابندی نہیں لگائی وہاں ہم کیوں لگائیں اس لیے اگر کھانا کھلانے

Marfat.com

کے دوران وطی کر لے گا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (ایضاً)

مصارفِ زکوۃ کا مسئلہ

فھذہ جھات الزکوۃ فللمالك ان یدفع الی کل واحد منھم وله ان یقتصر علی صنف واحد و قال الشافعی لا یجوز الا ان یصرف الی ثلاثة من کل صنف لان الاضافة بحرف اللام للاستحقاق ولنا ان الاضافة لبیان انھم مصارف لا لاثبات الاستحقاق و ھذا لما عرف ان الزکاة حق اللہ تعالیٰ و بعلة الفقر صاروامصارف فلا یبالی باختلاف جھاته والذی ذھبنا الیه مروی عن عمرو بن عباس رضی اللہ عنھم۔

(ہدایہ ج ا ص ۱۱۳)

زکوۃ کی یہ سب وہ صورتیں ہیں جو بیان کردی گئی ہیں بس مالک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ ان میں سے ہر ایک کو زکوۃ ادا کرے اور اسے یہ بھی حق حاصل ہوگا کہ کسی ایک ہی صنف کو پوری زکوٰۃ ادا کر دے' امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقط کسی ایک صنف کو زکوۃ ادا کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ زکوۃ اسی صورت میں ادا ہوگی جب آٹھ اصناف (مصارف ثمانیہ) میں سے ہر صنف کے کم از کم تین افراد کو زکوۃ دیجائے کیونکہ للفقراء میں لام سے اضافت کی گئی ہے جو ان اصناف کا حق ثابت کرتا ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ لام اضافت بیان کے لیے ہے اس سے آٹھ اقسام کا لازمی مستحق ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ زکوۃ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور لوگ غربت' ناداری اور افلاس کی بنا پر زکوۃ کے مصرف قرار پاتے ہیں لہٰذا اس امر کا لحاظ نہ رکھا جائے گا کہ نادار شخص کون ہے اور ہمارا یہ موقف اس بناء پر ہے کہ حضرت عمر اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہی طریقہ منقول ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ مصارف زکوۃ میں بھی احناف کا موقف کس قدر آسان اور تمدن وتہذیب کے تقاضوں کے عین مطابق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایک ہی مستحق کو ساری زکوۃ دے دے تو یہ بھی اس طرح جائز ہے جس طرح کہ متعدد کو دینا اگرچہ ایک شخص کو

Marfat.com

نصاب یا نصاب سے زائد دینے میں کراہت اپنی جگہ ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے موقف میں کافی مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں بالخصوص موجودہ تمدن کے تقاضوں کے مطابق کیونکہ ان کے ہاں ہر مد میں زکوۃ برابر تقسیم کرنا ہوگی اور صرف اس پر اکتفا نہیں بلکہ ہر مد کے کم از کم تین افراد پر' اس میں جو دقت و دشواری پیش آئے گی وہ اہل نظر پہ مخفی نہیں ہے یہی حال زکوۃ میں قیمت کی ادائیگی کی سہولت رکھنے کا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ہر نصاب سے اسی جنس کے مطابق زکوۃ دی جائے احناف کے ہاں قیمت کی ادائیگی ہر نصاب میں کافی ہے۔ مزید وضاحت کے لیے اگلا مسئلہ پڑھیے۔

زکوۃ میں قیمت کی ادائیگی کا مسئلہ

و یجوز دفع القیم فی الزکاۃ عندنا و کذا فی الکفارات و صدقۃ الفطر والعشر و النذر و قال الشافعی رحمہ اللہ لا یجوزا تباعا للمنصوص کما فی الھدایا والضحایا و لنا ان الامر بالاداء الی الفقیر ایصال الرزق الموعود الیہ فیکون ابطالا لقید الشاۃ فصار کالجزیۃ بخلاف الھدایا لان القربۃ فیھا اراقۃ الدم و ھو لا یعقل ووجہ القربۃ فی المتنازع فیہ سدخلۃ المحتاج و ھو معقول۔ (ہدایہ ج ۲ ص ۱۰۲)

ہمارے (احناف) کے نزدیک زکوۃ میں واجب شدہ چیز کے بجائے اس کی قیمت کا ادا کرنا جائز ہے اسی طرح کفاروں میں یا صدقہ فطر میں یا عشر میں یا نذر میں واجب شے کے بجائے اس کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں تا کہ نصوص کی قطعی پیروی کی جاسکے جیسا کہ ہدیہ یا قربانی کے جانوروں کی صورت ہے (یعنی ان کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی) ہماری دلیل یہ ہے کہ زکوۃ فقیر کو ادا کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق پہچانے کا وعدہ کر رکھا ہے انہیں پہنچایا جائے لہٰذا اس پر بکری یا بھیڑ کی شرط لگانا اس مقصد کو باطل کر دے گا تو اس کی حیثیت جزیہ کی ہوگی (جزیہ میں واجب چیز بھی دی جاسکتی ہے اور قیمت بھی) جہاں تک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدیہ کے جانوروں پر قیاس

Marfat.com

کیا ہے وہ صورت اس سے مختلف ہے کیونکہ وہاں عبادت کا پہلو یہی ہے کہ خون بہایا جائے اور خون بہانے کا عبادت قرار پانا بظاہر خلاف قیاس ہے لیکن جہاں تک زیر نظر مسئلے کا تعلق ہے اس میں عبادت کا پہلو یہ ہے کہ محتاج کی ضرورت کو پورا کیا جائے اور یہ قیاس کے عین مطابق ہے۔

بچے اور مجنون کے مال میں زکوۃ ادا کی جائے یا نہیں' اسی طرح مقروض پر زکوۃ لاگو ہوگی یا نہیں اس بارے فقہ حنفی میں پوری راہنمائی ہے اور آسانی کے پہلو کو سامنے رکھا گیا ہے۔ (کماسیأتی)

بچے اور مجنون پر زکوۃ کا مسئلہ

و ليس على الصبى والمجنون زكاة خلافا للشافعي رحمه الله فانه يقول هي غرامة مالية فتعتبر بسائر المؤن كنفقه الزوجات و صار كالعشر والخراج ولنا انها عبادة فلاتتأدى الابالاختيار تحقيقا لمعنى الابتلاء ولا اختيار لهما لعدم العقل بخلاف الخراج لانه مؤنة الارض و كذالك الغالب فى العشر معنى المؤنة و معنى العبادة تابع۔

(ایضاً ص ۹۶)

بچے اور دیوانے پر زکوۃ واجب نہیں امام شافعی کا اس بارے میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ زکوۃ ایک مالی تاوان ہے لہٰذا اسے دوسرے مالی احکام مثلاً بیویوں کے نفقے' عشر' خراج' وغیرہ پر قیاس کیا جائے گا (یعنی اگر کسی بچے یا مجنون کا نکاح کر دیا جائے تو بیوی کے اخراجات اس کے مال سے ادا کیے جائیں گے) ہماری (احناف کی) دلیل یہ ہے کہ زکوۃ عبادت ہے اور عبادت کی صحت کا دارومدار اختیار و رضا پر ہے جس سے ابتلاء اور آزمائش کا تحقق ہوتا ہے مگر بچے اور مجنون میں اختیار ہی کہاں ہے کیونکہ وہ تو عقل سے عاری ہیں۔ (اس لیے احکام شرع کے مکلف نہیں) اس مسئلے کو خراج پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ خراج تو زمین کا لگان ہے اور عشر کی بھی یہی کیفیت ہے کہ اس میں مالی مشقت کا پہلو نمایاں ہے اور عبادت کا

Marfat.com

پہلو ثانوی درجے کا ہے۔

مقروض پر زکوۃ کا مسئلہ

و من كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوة عليه و قال الشافعي رحمه الله تجب لتحقق السبب و هو ملك نصاب تام ولنا انه مشغول بحاجته الاصلية فاعتبر معدوما كالماء المستحق بالعطش و ثياب البذلة والمهنة (ہدایہ ج ۲ ص ۹۶)

جو شخص اپنے مال کی قیمت سے زیادہ کا مقروض ہو اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واجب ہوگی کیونکہ زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ پورے نصاب شرعی کا مالک ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ وہ مال دراصل اس کی ضروریات میں لگا ہوا ہے لہٰذا اسے نہ ہونے کے برابر تصور کیا جائے گا جیسا کہ وہ پانی جو پینے کے لیے مخصوص ہو (اس کے ہونے کے باوجود تیمم جائز ہوگا) ایسے ہی پہننے اور عام استعمال کے زائد کپڑے (اگرچہ ان کی قیمت نصاب سے زیادہ ہو) نہ ہونے کے برابر ہیں۔ (یعنی ان پر زکوۃ واجب نہ ہوگی)

جس طرح ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں اسی طرح وضو کے خلیفہ تیمم سے بھی کئی فرض نمازوں کا ادا کرنا بھی احناف کا موقف ہے۔ چنانچہ ہدایہ ہی کے حوالے سے تفصیل ملاحظہ ہو۔

نماز کے لیے تیمم کا مسئلہ

و يصلي بتيممه ماشاء من الفرائض والنوافل و عند الشافعي رحمه الله تعالیٰ يتيمم لكل فرض لانه طهارة ضرورية ولنا انه طهور حال عدم الماء فيعمل عمله ما بقي شرطه (تلك عشرة كاملة:ص ۲۷)

اور جو شخص تیمم کرے وہ اس تیمم سے جتنے فرائض (فرض نمازیں) اور نوافل چاہے ادا کرسکتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں ہر فرض (نماز) کے لیے الگ تیمم کرنے کی

Marfat.com

ضرورت ہے کیونکہ تیمم ایک ایسی طہارت ہے جو ضرورت کی بنا پر ہے۔ ہماری رائے میں تیمم پانی نہ ہونے کی صورت میں طہارت کی شرعی صورت ہے لہٰذا جب تک پانی نہ ملے اسے وضو کے قائم مقام شمار کیا جائے گا۔ (یہ مکمل دس مسائل ہیں)

بحوالہ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل کی تخریج قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے فرماتے تھے کیونکہ آپ قرآن وسنت پہ عمل پیرا تھے۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ و تابندہ فرمانے والے تھے اس سلسلہ میں غیر مقلدین حضرات کی کتاب تیسیر الباری شرح بخاری کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جو شخص امام کے حکم سے میدان جہاد میں حاضر نہ ہو سکا اور کہیں ٹھہر گیا یا جا ہی نہ سکا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا حصہ بھی مال غنیمت سے رکھا جائے گا۔ اس مسئلے کا استنباط امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل حدیث سے فرمایا جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

انما تغیب عثمان عن بدر فانه کانت تحته بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم و کانت مریضة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا و سهمہ۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۴۲ تیسیر الباری ۴ ص ۲۷۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہوئے تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں اور بیمار تھیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا تمہیں (مدینہ میں رہ کر میری بیٹی کی تیمارداری کرنے پر) اتنا ہی ثواب و غنیمت سے حصہ ملے گا جتنا کہ لڑائی میں شریک ہونے والے کو:

ہے حق و صداقت کی مظہر مہمیز پئے تکذیب و خطر
تحریر امام اعظم کی تقریر امام اعظم کی

Marfat.com

مقبول خدائے واحد ہیں محبوب رسول اکرم ہیں
سبحان اللہ ماشاء اللہ تقدیر امام اعظم کی

علاوہ ازیں ظہار کا کفارہ کھانا کھلانے کی صورت میں ادا کرنے کے دوران من قبل ان یتماسا کی قید نہ لگانا' کفارے میں غلام کی ادائیگی پر (مسلمان ہونے کی قید) نہ لگانا (جہاں قرآن نے نہیں لگائی) مسئلہ رضاعت اور بالغہ کے اختیار سمیت بے شمار ایسے مسائل آپ کو ملیں گے کہ جہاں دلائل قرآن وسنت کے ہوں گے مگر امت کے لیے جس قدر ممکن ہو سکا آسانی کے پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔ (تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ)

فقہ حنفی کا بین الاقوامی مقام

فقہ حنفی کے احکام السیر کو موجودہ ماحول میں بین الاقوامی قانون' بین الاقوامی عدالت یا یو این او اور اقوام متحدہ (جس میں جنگ' صلح وآشتی کے قانون تیار کیے جاتے ہیں)۔ کا راہنما کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہے' جس کے سامنے ہر ملک کے قوانین ایک فرد کی حیثیت رکھتے ہیں اور فقہ "انٹرنیشنل لاء" ہے۔

بعض لوگ جو اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دینے کے عادی ہو چکے ہیں اور انگریز کی غلامی کا رنگ اپنے ظاہر و باطن پہ چڑھا چکے ہیں وہ بین الاقوامی قوانین کا مرتب بھی انگریز کو سمجھ بیٹھے ہیں لیکن تحقیق کی روشنی میں دیکھا جائے تو مشرق ہو یا مغرب ان قوانین کے مرتب بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔ آپ نے ہی اپنے تلمیذ رشید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سیر صغیر اور سیر کبیر جیسی کتابیں لکھوا کر پوری انسانیت کی راہنمائی فرمائی ہے آپ کے فیض یافتگان میں سے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے کنویں کے اندر قید کے دوران الکافی جس میں ظاہر الروایہ کی چھ کتب جمع ہیں کی شرح تیس جلدوں میں لکھی۔ السیر الکبیر کی بھی امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے چار جلدوں میں شرح لکھی۔ الغرض مغرب والے آج بھی وہاں نہ پہنچ سکے جہاں ہمارے اسلاف آج سے بارہ سو سال پہلے پرواز کرتے رہے۔ جس قوم کا ماضی اتنا تابناک ہو وہ دوسروں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہے تو یہ اس

Marfat.com

کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔

حقیر جان کر بجھا دیا جنہیں تم نے
یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

مستشرقین بات کا بتنگڑ بنانے کے خوب ماہر ہیں چنانچہ فقہ حنفی پہ بھی انہوں نے بڑھ چڑھ کر اعتراض کیے کبھی کہا فقہ حنفی کے بہت سے مسائل روما کے قوانین سے مشابہت رکھتے ہیں۔ مثلاً ثبوت کی ذمہ داری مدعی کی ہے حالانکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان سے اخذ کیا **البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔**

کبھی کہا! جس تیزی کے ساتھ فقہ حنفی مدون ہوئی دوسری دنیا کے قوانین کی آمیزش کے بغیر ممکن نہ تھا حالانکہ فقہ حنفی کی وسعت اور قوانین کی کثرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی، معاملہ فہمی اور آپ نے جو مجتہدین کی جماعت تیار کی ان کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ ہے خود امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول گذر چکا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں سوال کا جواب اس سرعت کے ساتھ دیتے کہ گویا آپ نے آستین سے مسئلہ کا حل نکال دیا۔

الغرض گولڈزیہر کی کتاب محاضرات عن الاسلام ہو یا فون کریمر کی کتاب تاریخ الثقافۃ الشرقیہ فی ایام الخلفاء، آیموس کی کتاب القانون المدنی الرومانی ہو یا امیلیو بوسی کی کتاب الابحاث فی العلاقات یا شیلڈون ایموز کی القانون الرومانی ہو سب نے اپنی خفت مٹانے کے لیے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محنت پہ پردہ ڈالنے کے لیے اس قسم کے اعتراض کیے ہیں جن کی تحقیق کی دین و دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

تھے برش تیغ ید اللّٰہی اور قاطع باطل سیف زباں
دیکھی ہے سلاطیں نے چلتی شمشیر امام اعظم کی

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فراست مومنانہ اور عہدۂ قضاء کو ٹھکرانا

یہ داستان حریت متعدد کتابوں میں لکھی ہوئی ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد میں اہل دربار نے تدبیر کی کہ چار اشخاص یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام

Marfat.com

سفیان ثوری، حضرت امام مسعر بن کدام اور حضرت شریک بن عبداللہ (قاضی شریح) رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ایک کو قاضی مقرر کریں یہ چاروں امام اس وقت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان سب کی طرف آدمی بھیجے کہ ان کو بلائیں۔ ان چاروں ائمہ کرام کو پیغام پہنچا اور چاروں اکٹھے ہی خلیفہ کے پاس روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''من اندر ہر یک از ما بفراست چیزے بگویم'' (میں ہر ایک کے لیے دربار جانے کے متعلق فراست سے ایک بات کہتا ہوں) باقیوں نے کہا: بہت بہتر۔ تب آپ نے فرمایا: میں تو اس عہدۂ قضاء کو ایک حیلہ بنا کر ہٹاؤں گا حضرت مسعر رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو دیوانہ بنا دیں گے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھاگ جائیں گے حضرت شریک بن عبداللہ (شریح) قاضی ہوں گے۔

چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ راستہ ہی سے بھاگ گئے اور ایک کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی والوں سے کہا مجھے چھپا لو لوگ میرا سر کاٹنا چاہتے ہیں۔ گویا آپ نے اس حدیث شریف کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین ''جو قاضی بنایا گیا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا'' ملاح نے آپ کو چھپا دیا اور باقی تینوں اماموں کو خلیفہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ نے سب سے پہلے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ کو قاضی ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: اے امیر میں عجمی ہوں، عربی نہیں ہوں پس عرب کے سردار میرے حکم پر راضی نہ ہوں گے۔ خلیفہ ابومنصور نے کہا (قضاء) کا نسب سے کوئی تعلق نہیں، اس کے لیے علم کی ضرورت ہے اور آپ اس وقت تمام علماء پر سبقت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں پھر بھی اس کام کے لائق نہیں ہوں اور اس قول میں جو میں نے کہا ہے کہ میں اس کام کے لائق نہیں اگر میں سچا ہوں تو واقعی لائق نہیں ہوں اور جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص مسلمانوں کی قضاء کے لائق نہیں اور آپ کو (جو خلیفۂ وقت ہیں) جھوٹے آدمی کو اپنا قاضی نہیں بنانا چاہیے اور نہ مسلمانوں کے خونوں، مالوں اور شرمگاہوں کے متعلق اس پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ یہ بات کہہ کر آپ نے قضاء کی ذمہ

Marfat.com

داریوں سے خلاصی حاصل کی۔ان کے بعد حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے' آپ نے آتے ہی خلیفہ منصور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے' آپ کیسے ہیں؟ آپ کے لڑکوں اور جانوروں کا کیا حال ہے؟ منصور نے کہا اس کو باہر نکالو یہ تو دیوانہ ہے۔شریک بن عبداللہ (قاضی شریح) سے کہا آپ کو قضاء کرنی چاہیے انہوں نے کہا سودائی مزاج کا آدمی ہوں میرا دماغ ضعیف ہے میں قضاء کی اہم ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ نہ ہوسکوں گا۔ خلیفہ منصور نے کہا'' معالجت کن خورو ابفصد ھای موافق ونبیذ ھای مثلث تاعقلت کامل شد'' (آپ مقوی حلوہ اور شربت انگوری اور پھلوں کے رس سے اپنا علاج کیجیے تاکہ آپ کی عقل تیز اور محکم ہوجائے) پھر قضا کا عہدہ ان کے سپرد کردیا۔

امام صاحب نے ائمہ اہل بیت کی محبت ودفاع میں جان دے دی

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں علم جہاد بلند کیا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تائید کی اور آپ کے خلیفہ برحق ہونے کا اعلان کردیا۔آپ کی خدمت میں دس ہزار درہم بطورِ اعانت ارسال کیے اور خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ہر طرح سے قطع تعلق کرلیا اپنی مجالس درس ووعظ میں ان پر شدید تنقید شروع کردی۔ابن ہبیرہ کوفہ کا گورنر تھا۔عراق میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی تو اس پر قابو پانے کے لیے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام وزراء کا نگران مقرر کیا اور حکم دیا کہ گورنمنٹ ہاؤس سے جو فرمان جاری ہو جب تک اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہر نہ لگائیں وہ قابلِ قبول نہ ہوگا' آپ نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا لوگوں نے ڈرایا سمجھایا کہ ابن ہبیرہ بڑا سخت آدمی ہے۔اس کی حکم عدولی کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے اس پر حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ناصحوں کو جواب دیا:

لو ارادلی ان اعدله ابواب مسجد واسط لم ادخل فی ذلك و کیف و هویریدمنی ان یکتب دم رجل یضرب عنقه و اختم انا علی ذلك الکتب فوالله لا ادخل فی ذلك ابدا۔

Marfat.com

''یعنی اگر وہ اتنا چاہے کہ میں اس کے لیے واسط کی مسجد کے دروازے شمار کر دوں تو میں یہ بھی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں چہ جائیکہ وہ مجھ سے یہ توقع رکھے کہ کسی کے قتل کا پروانہ وہ جاری کرے اور مہر میں اس پر لگاؤں' خدا کی قسم میں اس چیز کو قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں''۔

اس حکم عدولی کے باعث آپ کو قید کر دیا گیا' ہر روز آپ کو کوڑے لگائے جاتے اور پیٹا جاتا لیکن آپ کی استقامت اور ثابت قدمی میں ذرہ فرق نہ آیا۔ آپ نے اہل بیت کے دشمن اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قاتل ہشام کے گورنر کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے انکار کر دیا' کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا تو داروغہ جیل نے ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ اگر کوڑے مارنے کا یہ سلسلہ جاری رہا تو امام جانبر نہ ہو سکیں گے۔ اس نے کہا کہ تم انہیں سمجھاؤ کہ میں حلف اٹھا چکا ہوں اس لیے وہ صرف حلف پورا کرنے کے لیے میرا حکم مان لیں میں رہا کر دوں گا۔ داروغہ نے آ کر کہا تو غیرت و حمیت کے پیکر اور اہلِ بیت کے عاشق نے وہی جواب دیا لو سالنی ان اعدله ابواب المسجد مافعلت یعنی اگر وہ مجھ سے اتنا مطالبہ کرے کہ میں اس کے لیے مسجد کے دروازے شمار کروں تو میں اتنا بھی نہیں کروں گا' مرزا غالب نے کیا خوب کہا ہے۔

حضرتِ ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھاؤ کہ سمجھائیں گے کیا؟

ابو ہبیرہ نے جب مردِ مجاہد کا یہ جواب سنا تو داروغہ جیل سے کہا کہ چپکے سے انہیں جیل سے باہر نکال دو۔ آپ وہاں سے رہا ہو کر مکہ معظمہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ جب تک بنی عباس کی خلافت قائم نہیں ہوئی آپ اپنے وطن کوفہ نہیں آئے اور وہاں مرکز میں رہ کر اس دعوتِ انقلاب کے لیے اپنی سرگرمیاں زور شور سے جاری رکھیں یہاں تک کہ اموی خلافت کا تختہ الٹ دیا گیا۔

جب عباسیوں کی حکومت قائم ہوئی تو امام صاحب کے مراسم عباسی خلفاء کے

Marfat.com

ساتھ بڑے دوستانہ اور مخلصانہ تھے‘ خلفاء بھی آپ کی دل سے عزت اور قدر کرتے تھے لیکن جب منصور نے حضرات سادات کرام کے ساتھ زیادتیاں کرنا شروع کیں تو آپ اس کے بھی مخالف ہو گئے اور اس نے امام حسن مجتبٰی کے پوتے حضرت امام محمد نفس زکیہ نیز ان کے بھائی اور اپنے استاد مشفق عبداللہ بن حسن کے نورِ نظر سے لڑائی شروع کی تو آپ نے ہر قسم کی مصلحت کو پسِ پشت ڈال دیا اور کھل کر عباسیوں کی مخالفت کی۔ خلیفہ منصور جس نے معمولی سے شبہ پر ابو مسلم خراسانی جیسے جرنیل کو تہِ تیغ کر دیا تھا‘ اس کے غیض و غضب کی بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پرواہ نہ کی۔ منصور نے آپ کو ہر حیلہ سے اپنی روش ترک کرنے پر مجبور کیا لیکن جب آپ باز نہ آئے تو آپ کو جیل میں ڈال دیا ہر روز آپ کو دس کوڑے لگائے جاتے لیکن آپ نے اپنی روش نہ بدلی اور اس پیرانہ سالی میں راہِ محبت میں ہر قسم کی سختیوں کو خوشی سے گوارا کیا یہاں تک کہ آپ نے قید خانہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کو زہر دے دیا گیا تھا۔ آپ نے جان دے دی لیکن اہلِ بیت کی محبت ترک نہیں کی‘ اپنے نحیف و نزار بدن پر کوڑے کھائے لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ (تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ)

آپ کی نماز جنازہ اور تدفین

جواہر البیان ترجمہ الخیرات الحسان کے مطابق بغداد میں نماز پڑھتے ہوئے بحالت سجدہ آپ کا وصال ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک ستر سال تھی (ایک روایت کے مطابق شعبان کی چار تاریخ تھی) اور سن ۱۵۰ھ تھا۔ قاضی شہر حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا اور غسل دیتے ہوئے رو رو کر کہہ رہا تھا اللہ عزوجل کی قسم! آپ بڑے فقیہہ‘ بڑے عابد‘ بڑے زاہد تھے‘ آپ میں تمام خوبیاں جمع تھیں‘ آپ نے اپنے جانشینوں کو اس لحاظ سے مایوس کر دیا ہے کہ وہ آپ کے رتبے تک پہنچ سکیں۔ امام ابن حجر مکی نے اس بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فرمان بھی نقل فرمایا ہے کہ دنیا کی رونق ۱۵۰ھ میں اٹھ جائے گی‘ امام شمس الدین کردری

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہے۔

نماز جنازہ میں پہلی مرتبہ پچاس ہزار افراد نے شرکت کی لیکن لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا حتی کہ چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آخری مرتبہ نماز جنازہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ' آپ کے فرزند نے پڑھی۔ خلیفہ منصور نے قبر پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی۔

(امام ابو حنیفہ' از ابو زہرہ ص ۹۲)

مورخ خطیب کہتے ہیں کہ دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھتے رہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواص وعوام میں آپ کی کتنی مقبولیت تھی۔

خیزران کا مقبرہ (جو عباسی خاندان کے خلفاء کے لیے مخصوص تھا) میں آپ کو دفن کیا گیا خیزران ہارون رشید عباسی کی والدہ کا نام تھا جن کے نام سے قبرستان منسوب ہوا۔

آپ کی وفات پر خواص وعوام نے نہایت رنج وغم کا اظہار کیا۔ محدث ابنِ جریج نے کہا کہ سب سے بڑا عالم جاتا رہا۔ شعبہ بن الحجاج (جو آپ کے شیوخ میں سے تھے) نے فرمایا کہ کوفہ میں اندھیرا چھا گیا' عبداللہ بن مبارک نے قبر پر کھڑے ہو کر کہا ''اے ابوحنیفہ اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے ابراہیم فوت ہوئے تو اپنا جانشین چھوڑ گئے' افسوس تم نے تمام دنیا میں کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا......

آپ کا مزار آج تک بوسہ گاہِ خلائق ہے۔ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۰۹ھ میں آپ کی قبر پر ایک قبہ اور قریب ہی مدرسہ تعمیر کر دیا۔ بغداد میں یہ سب سے بڑا پہلا مدرسہ تھا۔ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ تمام بغداد میں مشہدِ ابوحنیفہ کے سوا کوئی زاویہ موجود نہیں جہاں سے مسافروں کو کھانا ملتا ہو۔

آج تک علماء ومشائخ وسلاطین اس مزار سے فیض حاصل کر رہے ہیں اور نذریں پیش کرتے ہیں۔ سلطان ناصر الدین شاہِ ایران اپنے حالاتِ سفر میں لکھتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور نذر چڑھائی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزانہ حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتا ہوں اور جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں تو حاجت پوری ہو جاتی ہے' بلکہ آپ کا فرمان ہے

Marfat.com

کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قضائے حاجات کے لیے تریاق ہے۔ احتراماً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مزار پر طریق حنفی کے مطابق نماز ادا فرماتے تھے۔

خطیب بغدادی اپنی مسند میں ایک ایسے شخص (محمویہ) سے روایت کرتے ہیں جو ابدال میں شمار ہوتے تھے کہ میں نے محمد بن الحسن کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا آپ پر کیا گذری؟ فرمانے لگے اللہ عزوجل نے مجھے فرمایا کہ میں نے تجھے علم کا ظرف اس لیے تو نہیں بنایا تھا کہ میں تجھے سزا دوں اس نے کہا! تو ابو یوسف پہ کیا بیتی؟ فرمایا: وہ تو مجھ سے بھی اوپر کے درجے میں ہیں' اس نے کہا! امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حال ہے فرمایا: اعلیٰ علیین میں ہیں۔ (مقام ابو حنیفه ص ۱۵۷ مفتاح السعاده' الشفاء)

تواریخ ولادت ووصال امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کا سال ۸۰ھ ہے جو اہل محبت نے ان الفاظ سے اخذ کیا ہے۔

حسیب ۸۰۔ حی' حمید ۸۰۔ (اسماء الہی)

زکی جلی ۸۰۔ جاء طابا مطیبا ۸۰۔ نیک ۸۰ حبیب محبوب ۸۰۔ اشعار میں تاریخ ولادت و وفات یوں بنتی ہے۔

''اجلا ہوا دو جگ'' کہ ہوا پیدا امام
عامل تھا بر کتاب خدا سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
مصروف تھا عبادت حق میں وہ رات دن
درگاہ حق میں جاتے ہی یاں سے ''ھوا قبول'' ۱۵۰

ایک مصرعہ سے آپ کی تاریخ ولادت پہ یوں روشنی پڑتی ہے۔

پیدا ہوا حبیب حبیب الہٰ ، آج

''اللہ احد'' کے بابرکت الفاظ سے بھی آپ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے جبکہ لفظ اللہ کے ہمزہ

Marfat.com

پہ زبر کا بھی ایک عدد شامل کیا جائے اس کو سوال و جواب میں اگر استعمال کرنا ہو تو یوں کہا جا سکتا ہے۔

ان سالك عبد من عباد الله و لا دته فقل الله احد۔

اگر اللہ ﷻ کے بندوں میں سے کوئی بندہ تجھ سے امام صاحب کی ولادت کے بارے میں پوچھے تو کہہ ''اللہ احد'' اللہ ﷻ ایک ہے کے الفاظ میں ان کی ولادت کا سال ہے۔

تاریخ وصال حروف مقطعات میں سے قٓ نٓ (۱۵۰) اسماء الٰہیہ میں سے علیم (۱۵۰) حلیم حمید (۱۵۰) یا ولی الحمید (۱۵۰) قیم (۱۵۰) الاحسن (۱۵۰) انہ عزیز (۱۵۰) سے حاصل ہو رہی ہے۔ دیگر عربی الفاظ جو آپ کے القاب بھی بن سکتے ہیں۔ امام الاول۔ امام الھدیٰ قلب حی۔ معلیٰ۔ بھی الایمان۔ موید الھدی۔ حبیب نبی اللہ۔ جید الایمان۔ وھو الایمان۔ ھادی مکمل۔ جاء الی اللہ زکیا۔ کان جواد نجیا۔ حسیب الحال۔ پاک دل و پاک دین۔ ان تمام الفاظ و جمل میں سے ہر ایک کے ۱۵۰ اعداد ہیں جو آپ کا سن وصال ہے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں۔

کن رقم سلطاں بہ سال وصل او (۱۵۰)
طالب حق گوی و محبوب انام (۱۵۰)(۱۵۰)
شد قوی دل سال ترحیلش عیاں (۱۵۰)
مہدیٔ کامل رقم کن والسلام (۱۵۰)
سیف خواں سالش دگر بارہ علیم (۱۵۰)
ہم بجواز واجِ علمش لاکلام (۱۵۰)
قطب از دوراں سفر کردا ے دریغ بہر وصل آں شہ والا مقام

شعر ثالث کے مصرعۂ ثانیہ میں اوج علم سے اور شعر رابع کے قطب اور دوراں

Marfat.com

سے تاریخ وصال (۱۵۰) ماخوذ ہے۔ یعنی دوراں (۲۶۱) سے قطب (۱۱) نکال کر (گنجینۂ سروری معروف بہ اسم تاریخی گنج تاریخ)

؎ چند لمحوں کے لیے فصل وفا مہکی ہے
آج ہر گوشہ گلزار میں ویرانی ہے
جانے کس شخص نے اس شہر کو چھوڑا ہے
سونے سونے دروبام نظر آتے ہیں
؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

☆☆☆☆

Marfat.com

ضمیمہ

ضمیمہ میں وہ مسائل لکھے جا رہے ہیں جن سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع فرمایا ہے۔ اہل علم کے لیے یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے لیکن علماء ربانیین کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی بات پہ ڈٹ جانے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے میں ہی عزت جانتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو پھر علماء حق کے امام اعظم ہیں۔

وہ مسائل جن سے امام اعظم علیہ الرحمۃ نے رجوع فرمایا

مسئلہ نمبر ۱: مسح لحیہ کے سلسلہ میں امام صاحب سے چند روایتیں ہیں

۱: چوتھائی ڈاڑھی کا مسح کافی ہے۔

۲: جو حصہ بشرہ (چمڑے) سے ملاتا ہے اس کا مسح کافی ہے۔

۳: نہ اس سے مسح متعلق ہے نہ غسل۔

۴: ڈاڑھی کا دھونا ضروری ہے یہ آپ کا آخری قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ (فتح القدیر' بدائع الصنائع)

مسئلہ نمبر ۲: نبیذ تمر سے وضو کے متعلق آپ سے تین روایتیں ہیں۔

۱: نبیذ تمر سے وضوء کرے اور تیمم نہ کرے (جامع صغیر' زیارات)

۲: وضو بھی کرے اور تیمم بھی' امام محمد اسی کے قائل ہیں

۳: صرف تیمم کرے وضو نہ کرے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کا قول یہی ہے اور اسی کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا ہے۔

(مختار شامی۔ بدائع وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۳: صاحبین کے یہاں فاقد الطہورین کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ نمازیوں کی طرح قیام وقعود ورکوع وسجود کرے۔ قراءت وغیرہ نہ کرے' امام صاحب نے بھی اسی

Marfat.com

کی طرف رجوع کرلیا۔ (در مختار وغیرہ کتاب الطہارت)

مسئلہ نمبر۴: مسح جوربین کے بارے میں آپ کا پہلا قول عدمِ جواز کا ہے پھر آپ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا کہ اگر جوربین (پائتابے) سخت اور گاڑھے ہوں جن سے پانی نہ چھنتا ہو تو مسح جائز ہے چنانچہ بدائع میں ہے کہ آپ نے اپنے مرض الموت میں جوربین پر مسح کیا اور اپنے تیمارداروں سے فرمایا کہ میں وہ فعل کر رہا ہوں جس سے لوگوں کو منع کرتا تھا اس سے لوگوں نے آپ کے رجوع پر استدلال کیا ہے۔

(ہدایہ' فتح القدیر' کفایہ' عنایہ' کافی' بدائع' شامی۔ باب المسح علی الخفین)

مسئلہ نمبر۵: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حیض کی اکثر مدت پندرہ روز ہے امام صاحب بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا۔ اور فرمایا حیض کے زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں۔ (عنایہ)

مسئلہ نمبر۶: حیض کے زمانہ میں جب طہر دو خونوں کے درمیان متخلل ہو تو امام صاحب سے ایک روایت کے لحاظ سے وہ دمِ متوالی کے حکم میں ہے لیکن آپ کا آخری قول یہ ہے کہ اگر طہر پندرہ روز سے کم ہو تو وہ فاصل نہ ہوگا بلکہ دم متوالی کے حکم میں ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(ہدایہ' فتح القدیر' کفایہ' باب الحیض)

مسئلہ نمبر۷: اولاً آپ اس کے قائل تھے کہ فارسی زبان میں قراءت قرآن جائز ہے پھر آپ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا کہ نماز کے اندر فارسی میں قراءت قرآن جائز نہیں۔ (ہدایہ' عنایہ' کفایہ' فتح' درمختار' شامی)

مسئلہ نمبر۸: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ کرتے وقت ناک پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ صاحبین کے نزدیک جائز نہیں۔ شرنبلالیہ میں برہان سے منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔

(شامی' فصل فی کیفیہ ترکیب افعال الصلوۃ)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۹: نماز وتر کے بارے میں امام صاحب سے تین روایتیں ہیں۔

۱: فرض ہے۔(رواہ حماد بن زید)

۲: سنت ہے (رواہ نوح بن ابی مریم المروزی فی الجامع) صاحبین اور امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔

۳: واجب ہے (رواہ یوسف بن خالد) یہ آپ کا آخری قول ہے اور یہی صحیح ہے۔محیط۔وفی الخانیہ ہوالاصح وفی المبسوط ہوالظاہر من مذہبہ۔

(بدائع' شامی' فتح' عمدہ۔ باب الوتر والنوافل)

مسئلہ نمبر۱۰: اگر کوئی شخص فارسی زبان میں آیتِ سجدہ تلاوت کرے اور کوئی دوسرا شخص سنے اور اس کو بتا دیا جائے کہ یہ سجدہ کی آیت ہے تو امام صاحب کے نزدیک سامع پر سجدہ واجب ہو جائے گا خواہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا نہ سمجھتا ہو۔صاحبین کے نزدیک پہلی صورت میں سجدہ واجب ہوگا نہ کہ دوسری صورت میں۔نہر الفائق میں سراج سے منقول ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔ (شامی۔ باب سجدہ التلاوۃ)

مسئلہ نمبر۱۱: ایک شخص کی چند بیویاں ہیں اور ام ولد بھی ہے اس کا انتقال ہو گیا تو امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک اس کی ام ولد اس کو غسل دے سکتی ہے' امام صاحب بھی اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کرلیا۔(بدائع' باب الجنائز)

مسئلہ نمبر۱۲: اگر کوئی مضارب دوسو درہم لے کر عاشر کے پاس ہو کر گذرے تو اس سے عشر لیا جائے گا یہ آپ کا پہلا قول ہے آخری قول یہ ہے کہ اس سے عشر نہیں لیا جائے گا صاحبین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۱۳: مسئلہ نمبر۱۳: اسی طرح اگر عبد ماذون اتنی رقم لے کر گذرے تو اس سے بھی عشر نہیں لیا جائے گا۔امام صاحب کا مرجوع الیہ قول یہی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تصریح وتصحیح موجود ہے۔

(عنایہ' کفایہ' ایضاح' جامع صغیر للتمرتاشی' کافی۔ باب العاشر)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۱۴: زیبق کے متعلق آپ کا پہلا قول یہ ہے کہ اس میں کچھ واجب نہیں۔ (امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ اس میں خمس واجب ہے۔ امام محمد نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ 'کفایہ عنایہ' باب الرکاز)

مسئلہ نمبر۱۵: ایک عورت کو شوہر کے انتقال کی خبر ملی اس نے کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا اس سے اولاد ہوئی اس کے بعد اس کا شوہر اول آ گیا تو امام صاحب کے نزدیک شوہر ثانی اولاد مذکورہ کو زکوۃ دے سکتا ہے مگر یہ آپ کا پہلا قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ زکوۃ نہیں دے سکتا۔

(شامی عن الولوالجیہ' باب المصرف)

مسئلہ نمبر۱۶: اگر کسی شخص (روزہ دار) کو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا اور اس نے جماع کر لیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے قول کے لحاظ سے اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں' آخری قول کے اعتبار سے کفارہ نہیں ہے۔ صاحبین بھی یہی فرماتے ہیں۔ (فتح القدیر' کتاب الصوم)

مسئلہ نمبر۱۷: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولاً اس کے قائل تھے کہ نفلی حج سے صدقہ افضل ہے۔ بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ نفلی حج صدقہ سے افضل ہے۔

(در مختار' شامی' کتاب الحج)

مسئلہ نمبر۱۸: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق کے صریح الفاظ انت طالق' انت مطلقۃ' طلقتک سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے گو طلاق دہندہ ایک سے زیادہ کی نیت کرے' ائمہ ثلاثہ اور امام زفر کے نزدیک جتنی طلاقوں کی نیت کرے گا اتنی ہی واقع ہو جائیں گی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلے یہی فرماتے تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔ (فتح القدیر' شامی' کتاب الطلاق)

مسئلہ نمبر۱۹: ایلاء کی مدت چار ماہ ہے اس سے کم میں ایلاء نہیں ہوتا۔ پہلے آپ اس کے قائل تھے کہ اس سے کم میں بھی ایلاء ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے رجوع کر لیا۔

(عنایہ' کفایہ' فتح القدیر' باب الایلاء)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۲۰: اگر شوہر بیوی سے یہ کہے کہ تیرا حمل مجھ سے نہیں ہے تو زوجین کے درمیان لعان نہ ہوگا۔ یہ آپ کا آخری قول ہے' امام زفر' احمد' ثوری' حسن بصری' شعبی' ابن ابی لیلیٰ اور ابوثور بھی اسی کے قائل ہیں۔ صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ اگر حمل کی نفی کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو تو لعان ہوگا' یہی امام مالک کا قول ہے' امام صاحب کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ (ہدایہ' فتح القدیر' باب اللعان)

مسئلہ نمبر۲۱: شوہر اور بیوی دونوں سفر میں گئے اور سفر کے درمیان کسی شہر میں جا کر شوہر نے طلاق دے دی' تو اگر عورت کے ساتھ کوئی محرم ہو تب بھی وہ امام صاحب کے نزدیک عدت سے قبل اس شہر سے نہیں نکل سکتی' صاحبین کے یہاں اس کی اجازت ہے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا۔
(فتح القدیر' فصل فی الاحداد)

مسئلہ نمبر۲۲: ایک عورت کو شوہر کے انتقال کی خبر ملی عورت نے کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا اس سے اولاد ہوئی پھر اس کا پہلا شوہر آ گیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ اولاد شوہر اول کی قرار دی جائے گی بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ اولاد شوہر ثانی کی ہوگی۔ (بحر' شامی' در مختار' باب ثبوت النسب)

مسئلہ نمبر۲۳: شخص غائب کا کسی دوسرے آدمی پر کچھ قرض ہے یا اس کا کچھ مال کسی کے پاس بطور امانت ہے اور اس کی عورت بینہ سے ثابت کر رہی ہے کہ میں فلاں غائب کی بیوی ہوں اور مدیون یا مودع زوجیت کا انکار کر رہا ہے تو امام صاحب کے پہلے قول پر عورت کا بینہ مسموع نہ ہوگا۔ اور مرجوع الیہ قول کے لحاظ سے بینہ مسموع ہو گا صاحبین اسی کے قائل ہیں۔ (فتح' عنایہ' باب النفقہ)

مسئلہ نمبر۲۴: شوہر غائب کا کوئی مال موجود نہیں اس کی عورت نے بینہ قائم کیا کہ فلاں غائب کی بیوی ہوں اور قاضی سے درخواست کی کہ شوہر غائب پر میرا نفقہ مقرر کر دیا جائے اور اس کے نام پر مجھے قرض لینے کی اجازت دے دی جائے تو امام صاحب کے قول کی رو سے قاضی اس کے نفقہ کا حکم کر دے گا یہی امام زفر کا قول

Marfat.com

ہے۔ مگر امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا پس قاضی نفقہ کا حکم نہ کرے گا کیونکہ یہ قضا علی الغائب ہے جو جائز نہیں' صاحبین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(فتح القدیر' عنایہ)

مسئلہ نمبر۲۵ ایک شخص نے اپنے غلام کے متعلق کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ اس کے یہاں اس جیسا بیٹا پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ اس کلام سے غلام آزاد ہو جائے گا' دوسرا قول یہ ہے کہ آزاد نہ ہو گا' صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (ہدایہ' عنایہ' کتاب العتق)

مسئلہ نمبر۲۶ ایک شخص نے اپنے غلام کو چار سالہ خدمت کی شرط پر آزاد کیا۔ غلام نے قبول کر لیا۔ پھر آقا کا انتقال ہو گیا۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے قول میں غلام پر چار سالہ خدمت کی قیمت واجب ہو گی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو لیا ہے' آخری قول یہ ہے کہ غلام کی قیمت واجب ہو گی اور وہ اپنے مال سے ادا کرے گا' امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ' فتح' عنایہ' باب العتق علی جعل)

مسئلہ نمبر۲۷ ایک شخص نے نذر کو کسی شرط پر متعلق کیا اور وہ شرط پائی گئی تو ظاہر الروایہ کے لحاظ سے بعینہ نذر کو پورا کرنا ہو گا۔ یہ آپ کا پہلا قول ہے۔ آخری قول میں تفصیل ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر شرط ایسی ہو جس کا حصول مطلوب ہو جیسے ان شفی اللہ مریضی فعل کذا تو نذر کو پورا کرنا واجب ہو گا اور اگر شرط ایسی نہ ہو تو چاہے نذر پوری کرے چاہے قسم کا کفارہ دے دے۔ (ہدایہ' فتح' شامی' کتاب الایمان)

مسئلہ نمبر۲۸ ایک شخص نے قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گا تو یمین ہر اس سری پر محمول ہو گی جو تنور میں داخل کی جاتی ہو اور شہر میں فروخت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک خاص کر بکری کی سری پر محمول ہو گی مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور یہ اختلاف دراصل اختلاف زمانہ پر مبنی ہے' صاحبین کے زمانہ میں عرفاً بکری کی سری مراد ہوتی تھی۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں عام مراد ہوتی تھی۔

(ہدایہ' فتح القدیر وغیرہ' باب الیمین فی الاکل والشرب)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۲۹: ایک شخص نے اپنے باپ کو اپنی قسم کے کفارہ کی ادائیگی کی نیت سے خریدا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ائمہ ثلاثہ اور امام زفر کے نزدیک ادا نہ ہوگا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اولاً اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ (فتح، عنایہ، شامی، باب الیمین فی الطلاق والعتاق)

مسئلہ نمبر۳۰: ایک شخص کو بادشاہ نے زنا کرنے پر مجبور کر دیا، اس نے زنا کر لیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر حد قائم نہ ہوگی۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کو حد لگائی جائے گی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔

(ہدایہ، فتح بدائع، عنایہ، شامی، کتاب الحدود باب الوطی الذی یوجب الحد و الذی لا یوجبه)

مسئلہ نمبر۳۱: ایک شخص کے متعلق گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ عورت موجود نہیں یا خود اس شخص نے کسی غائب عورت کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کر لیا تو باجماع ائمہ اربعہ اس پر حد زنا قائم ہوگی۔ امام صاحب اولاً عدم وجوب حد کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔

(نقله ابو اللیث. باب الشهادة علی الزنا والرجوع عنها)

مسئلہ نمبر۳۲: ایک حربی کافر امن لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اور اس نے کسی مسلمان کو زنا کی تہمت لگائی تو امام صاحب کے پہلے قول کی رو سے اس پر حدِ قذف جاری نہ ہوگی۔ کیونکہ حد قذف میں حق اللہ عزوجل غالب ہے مگر بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا پس اس پر حد قذف جاری ہوگی۔

(عنایه، هدایه، شامی، باب حد القذف)

مسئلہ نمبر۳۳: قطع ید کے لیے گواہوں کا بوقت قطع ید حاضر رہنا ضروری ہے۔ ورنہ قطع ید نہ ہوگا مگر یہ آپ کا پہلا قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔

(شامی، فصل فی کیفیة القطع و اثباته)

مسئلہ نمبر۳۴: دو شخصوں نے چوری کی اور ان میں سے ایک غائب ہو گیا اور دو گواہوں نے ان کی چوری پر گواہی دی تو ائمہ اربعہ اور صاحبین کے نزدیک دوسرے

Marfat.com

شخص کا جو موجود ہے ہاتھ کاٹا جائے گا۔ امام صاحب اولاً عدمِ قطع ید کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا۔ (ہدایہ' فتح' شامی......)

مسئلہ نمبر ۳۵: اگر سمجھ دار بچہ مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو طرفین کے نزدیک اس کا ارتداد ارتدادِ بالغین کا سا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ارتداد صبی کا اعتبار نہیں۔ تاتار خانیہ میں ملتقی سے منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (شامی۔ باب المرتدین)

مسئلہ نمبر ۳۶: ایک شخص نے کوئی چیز بے دیکھے فروخت کر دی تو امام صاحب اولاً عدمِ لزوم بیع کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا پس بیع لازم ہو گی اور بائع کے لیے خیارِ رؤیت ثابت نہ ہو گا۔ (ہدایہ' عنایہ فتح' بدائع۔ باب الرجوع عن الشھادۃ)

مسئلہ نمبر ۳۷: اگر گواہ گواہی دینے کے بعد رجوع کر لیں تو امام صاحب کے نزدیک غیر کے حق میں ان کا رجوع کسی حالت میں بھی صحیح نہیں یہی صاحبین فرماتے ہیں' پس گواہی کی وجہ سے جو فیصلہ ہو چکا ہو نہ وہ ٹوٹے گا اور نہ مال مقضی علیہ کو واپس کیا جائے گا لیکن آپ کا یہ قول مرجوع الیہ ہے۔ اولاً آپ اس کے قائل تھے کہ رجوع کنندگان کے حالات کو دیکھا جائے گا۔ اگر ان کے حالات ادائیگی شہادت کے بعد پہلے سے بہتر ہوں تو ان کا رجوع کرنا خود ان کے حق میں بھی صحیح ہو گا اور غیروں کے حق میں بھی۔ اور اگر ان کے حالات پہلے ہی جیسے ہوں یا پہلے سے بھی ابتر ہوں تو ان کو سزا دی جائے گی۔ اور سابق فیصلہ کو برقرار رکھا جائے گا۔

(خلاصہ' شامی' فتح الباری)

مسئلہ نمبر ۳۸: اگر بائع و مشتری ثمن اور بیع ہر دو میں اختلاف کریں بائع کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ باندی ایک سو میں بیچی ہے۔ اور مشتری کہے کہ یہ باندی اور اس کے ساتھ فلاں چیز پچاس میں بیچی ہے اور دونوں بینہ قائم کر دیں تو ثمن کے بارے میں بائع کا بینہ معتبر ہو گا' اور مبیع کے بارے میں مشتری کا' مگر یہ آپ کا آخری قول ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ دونوں مشتری کو ایک سو پچاس میں دلائی جائیں گی۔ (نتائج الافکار' عنایہ باب التحالف)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۳۹: ایک دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں' ایک کی ایک یا دو کڑیاں ہیں اور دوسرے کی تین یا تین سے زائد تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے قول پر دیوار دونوں میں مشترک ہوگی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ آخری قول میں دیوار تین کڑیوں والے کی ہے۔ (شامی۔ باب دعوی الرجلین)

مسئلہ نمبر۴۰: ایک مضارب کے پاس دو ہزار درہم ہیں وہ رب المال سے کہتا ہے کہ تو نے مجھے ایک ہزار درہم دیے تھے اور ایک ہزار کا مجھے نفع ہوا ہے۔ رب المال کہتا ہے کہ میں نے تجھے دو ہزار درہم دیے تھے۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مضارب کا قول معتبر ہوگا یہی صاحبین کہتے ہیں کیونکہ یہ اختلاف درحقیقت مقبوض کی مقدار میں اختلاف ہے اور اس صورت میں قابض کا قول معتبر ہوتا ہے۔ خواہ وہ ضمین ہو یا امین ہو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ آخری قول ہے۔ اولاً آپ اس کے قائل تھے کہ رب المال کا قول معتبر ہوگا۔ یہی امام زفر کا قول ہے۔ کیونکہ مضارب نفع میں شرکت کا مدعی ہے اور رب المال اس کا منکر ہے والقول قول المنکر۔

(ہدایہ' عنایہ مجمع الانہر۔ کتاب المضاربہ)

مسئلہ نمبر۴۱: ایک شخص نے کوئی چیز عاریت پر لی اور معیر نے یہ شرط لگائی کہ اس کو فلاں شہر میں فلاں جگہ استعمال کرنا' مستعیر نے اس کے خلاف کیا اور متعین کردہ جگہ سے آگے بڑھ گیا۔ اور واپسی سے پیشتر وہ چیز ہلاک ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ یہ آپ کا آخری قول ہے۔ اولاً آپ عدم ضمان کے قائل تھے۔ (بدائع۔ کتاب العاریۃ)

مسئلہ نمبر۴۲: ایک شخص نے مکہ تک جانے کے لیے ایک اونٹ کرایہ پر لیا یا ایک سال کے لیے زمین کرایہ پر لی تو اونٹ والا ہر مرحلہ پر اور زمین والا ہر دن اجرت کا مطالبہ کرسکتا ہے' کیونکہ ہر مرحلہ کی مسافت طے کرنا اور ہر دن نفع اٹھانا مقصود ہے یہ آپ کا آخری قول ہے۔ اولاً آپ اس کے قائل تھے کہ انقضاء مدت و انتہائے سفر سے پیشتر مطالبہ کا حق نہیں۔

(ہدایہ' عنایہ' شامی' بدائع' مجمع الانہر۔ باب الاجر متی یستحق)

Marfat.com

مسئلہ نمبر۴۳: ایک شخص نے ایک معین جگہ تک جانے کے لیے یا بوجھ لادنے کے لیے کوئی سواری کرایہ پر لی پھر معین جگہ سے آگے بڑھ گیا تو آگے بڑھتے ہی سواری اس کے ضمان میں داخل ہو جائے گی' اگر وہ معین جگہ تک واپس آنے سے پہلے ہلاک ہو گئی تو کل قیمت کا تاوان دینا پڑے گا۔ لیکن اگر وہ معین جگہ تک پہونچ جائے اور پھر ہلاک ہو جائے تو ضمان سے بری ہو گا یا نہیں' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ بری ہو جائے گا۔ امام زفر اور عیسیٰ بن ابان کا یہی قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک وہ سواری صحیح سالم مالک کے حوالے نہ کر دے اس وقت تک بری نہ ہو گا۔ (بدائع۔ باب مایجوز من الاجارۃ و ما یکون خلافا فیھا)

مسئلہ نمبر۴۴: ایک شخص نے کوئی دکان کرایہ پر لی۔ موجر نے کہا۔ اگر تو نے اس میں لوہار کو بٹھایا تو اجرت دس درہم ہو گی اور خزاز کو بٹھایا تو پانچ درہم' یا کسی نے معین جگہ تک جانے کے لیے کوئی گھوڑا کرایہ پر لیا اور کہا کہ اگر اس پر جو لادے تو اجرت اتنی ہو گی اور گیہوں لادے تو اتنی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجارہ درست ہے صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں۔ اولاً امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔ (بدائع۔ باب الاجرۃ علی احد الشرطین)

مسئلہ نمبر۴۵: مالک و مکاتب میں بدل کتابت کی مقدار یا اس کی جنس میں اختلاف ہوا مالک نے کہا کہ میں نے دو ہزار پر مکاتبت کی تھی مکاتب نے کہا' نہیں ہزار پر کی تھی یا مالک نے کہا کہ مکاتبت اشرفیوں پر ہوئی تھی مکاتب نے کہا: نہیں درہموں پر ہوئی تھی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ دونوں قسم کھائیں گے اور معاملہ کو رد کر دیں گے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مکاتب کا قول معتبر ہو گا خواہ اس نے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ لانه المستحق علیه

(بدائع' شامی۔ کتاب المکاتب)

مسئلہ نمبر۴۶: ایک شخص نے اپنے غلام کو کاروبار کی اجازت دے دی تھی' اس سلسلہ میں اس کے ذمہ اتنا قرض آپڑا کہ اس نے اس کی کمائی اور اس کی قیمت سب کو گھیر لیا

Marfat.com

تو جو مال اس کے پاس ہو آقا اس کا مالک نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی کمائی میں کوئی غلام ہو اور وہ اس کو آزاد کر دے تو آزاد نہ ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک آقا اس کی کمائی کا مالک ہوگا اور غلام بھی آزاد ہو جائے گا مگر اس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر عبد ماذون کا دین محیط نہ ہو تو بالاجماع غلام آزاد ہو جائے گا۔ یہ آپ کا آخری قول ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ آقا اس کی کمائی کا مالک ہوگا۔

(ہدایہ' کفایہ' شامی' تکملہ بحر۔ کتاب الماذون)

مسئلہ نمبر ۴۷: اگر کوئی گاؤں مع آراضی و مکانات فروخت کر دیا گیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ ہر شفیع صرف اس حصہ کو لے سکتا ہے جو اس کی ملک سے متصل ہو۔ آخری قول یہ ہے کہ شفیع حق شفعہ کی وجہ سے کل کو لے سکتا ہے۔

(بدائع۔ کتاب الشفعۃ)

مسئلہ نمبر ۴۸: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز بکراہت تنزیہہ۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے تین یوم قبل صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

(غایۃ الاوطار' مجمع الانہر۔ کتاب الذبائح)

مسئلہ نمبر ۴۹: ایک شخص نے باندی فروخت کی اور مشتری کے قبضہ سے پہلے اقالہ کر لیا تو امام صاحب اولاً اس کے قائل تھے کہ بائع پر استبراء رحم واجب ہے پھر عدم وجوب کی طرف رجوع کر لیا۔ جو صاحبین کا قول ہے۔

(تکملہ بحر کتاب الکراہیہ' فصل فی الاستبراء)

مسئلہ نمبر ۵۰: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ آزاد آدمی کے جس عضو کو تلف کر دینے سے دیت لازم آتی ہو اگر وہی عضو غلام کا تلف کر دیا جائے تو اس میں قیمت واجب ہوگی۔ اور جس عضو میں نصف دیت واجب ہوتی ہو اس میں نصف قیمت واجب ہوگی۔ اس روایت کے عموم سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص غلام کا کان کاٹ لے یا اس کی بھوؤں کو مونڈ دے اور بال نہ اگیں

Marfat.com

تو اس میں نصف قیمت واجب ہوگی' چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حسن کی روایت بھی یہی ہے مگر آپ نے وجوبِ حکمتِ عدل کی طرف رجوع کرلیا۔

(بدائع۔ کتاب الجنایات)

مسئلہ نمبر۵۱: اگر باپ نے یا وصی نے بچہ کو تادیبا مارا اور بچہ مر گیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پر ضمان آئے گا۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر عرف وعادت کے مطابق مارا تو ضامن نہ ہوں گے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرف رجوع کرلیا۔ (تتمہ درمختار' شامی)

مسئلہ نمبر۵۲: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا غلام فروخت کر کے اس کا ثمن مساکین پر صدقہ کردیا جائے وصی نے غلام فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کیا اور وہ اس کے پاس سے ضائع ہوگیا پھر غلام مذکور کسی اور کا نکل آیا تو وصی ضامن ہوگا۔ لیکن وصی جتنا ضمان ادا کرے گا وہ ترکہ سے وصول کرسکتا ہے یا نہیں؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ ترکہ سے وصول نہیں کرسکتا۔ پھر آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ وہ ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔ (ہدایہ۔ کتاب الوصایا)

مسئلہ نمبر۵۳: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول یہ ہے کہ جزء میت پر اصول میت مقدم ہیں لیکن آپ نے اس سے رجوع کرلیا پس اصول میت پر جزء میت مقدم ہوگا۔

(شامی۔ کتاب الفرائض باب ذوی الارحام)

مسئلہ نمبر۵۴: کچھ لوگ آگ میں جل کر یا پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ترتیب معلوم نہیں کہ پہلے کون مرا تو ان کا مال ان کے زندہ ورثہ کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا۔ اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ یہ امام صاحب کا آخری قول ہے

وکان یقول اولا یرث بعضھم من بعض۔

(شامی۔ فصل فی الحرقی و الغرقی)

Marfat.com

مندرجہ ذیل مسائل میں امام صاحب سے کئی بار رجوع ثابت ہے

مسئلہ نمبر۵۵: فصلان، حملان، عجاجیل کی زکوۃ میں آپ کا نظریہ یہ تھا کہ ان میں بھی وہی واجب ہے جو بڑوں میں واجب ہے۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے مگر آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ ان سب میں صرف ایک واجب ہے۔ یہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے لیکن بعد میں اس سے بھی رجوع کر لیا اور فرمایا کہ ان میں کچھ واجب نہیں الا یہ کہ ان کے ساتھ بڑے جانور ہوں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو لیا ہے۔ (ہدایہ، فتح، عنایہ، کفایہ، کتاب الزکوۃ)

مسئلہ نمبر۵۶: اگر کسی کافر پر اس کے اسلام قبول کرنے سے پیشتر حد قذف جاری کی گئی تو اس کی شہادت مقبول ہوگی اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد جاری ہوئی تو مقبول نہ ہوگی۔ یہ حکم تو متفق علیہ ہے لیکن اگر کچھ حد اسلام کے بعد جاری ہوئی تو اس میں اختلاف ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ننانوے کوڑے لگائے گئے اور ایک کوڑا اسلام کے بعد تو اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی مگر یہ قول مرجوع عنہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اگر اکثر حد اسلام کے بعد قائم ہوئی تو شہادت مقبول نہ ہوگی۔ کیونکہ اقل اکثر کا تابع ہوتا ہے مگر اس سے بھی آپ کا رجوع ثابت ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ ایک کوڑے کے بعد اسلام لے آیا اور باقی کوڑے اس کے بعد لگائے گئے تو اس کی شہادت مقبول ہوگی۔ (کفایہ۔ کتاب الحدود)

مسئلہ نمبر۵۷: ایک غلام مجور ہے اس نے دس درہموں کی چوری کا اقرار کیا جو اس کے پاس بعینہ موجود ہیں۔ آقا نے اس کی تکذیب کی اور کہا نہیں درہم میرے ہیں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور درہم مسروق منہ کو واپس دیے جائیں گے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ تو کاٹا جائے گا لیکن درہم آقا کو دیے جائیں گے اور غلام آزادی کے بعد مسروق منہ کے لیے اتنی مقدار کا ضامن ہوگا، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ ابن ابی عمران سے سماع نقل کیا ہے کہ یہ

Marfat.com

تینوں قول امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ پہلے قول کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لیا جو مرجوع عنہ ہے۔ دوسرے قول کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے لیا یہ بھی مرجوع عنہ ہے پس آپ کا تیسرا قول برقرار رہا۔ (ہدایہ' عنایہ' بنایہ' فتح القدیر۔ کتاب الاقرار)

مسئلہ نمبر ۵۸: مشتری نے بصفقہ واحدہ ایک مکان مع ساز و سامان خرید لیا تو شفیع مکان مع ساز و سامان لے یا چھوڑ دے یہ آپ کا پہلا قول ہے جو مرجوع عنہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مکان و سامان میں سے کسی ایک کو لے لے۔ اس سے بھی آپ نے رجوع کر لیا۔ پس آخری قول یہ ہے کہ صرف مکان لے جس کا وہ شفیع ہے۔ **ذکرہ شمس الائمہ السرخسی فی شرحہ۔**

(تکملہ بحر۔ کتاب الشفعہ۔ ماخوذ از مقدمہ معدن الحقائق شرح کنز الدقائق)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دو عظیم رہنما
ابو حنیفہ رضا

گم رضائش در رضائے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
زیں سبب شد نام او احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ)

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ 37124354 - 042-37352795

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ کے آئینے میں

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندوپاک میں نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور نہ ہی خلفائے راشدین آسکے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس علاقے میں اسلام کس طرح پھیلا، ماننا پڑھے گا کہ بزرگان دین، اولیاء کرام اور علماء اسلام کی کوششوں سے۔ حضرت خواجۂ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ولایت کے نور سے اور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے لاکھوں کافروں کو مشرف باسلام فرمایا۔ اس کے بعد جب پھر اسلام کی شمع ٹمٹمانے لگی تو کہیں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور کہیں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جنم لیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب فرمایا اور اپنے حبیب کے دشمنوں کا قلع قمع کرنے کے لیے احمد رضا سے کام لیا۔ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے دشمنوں کو لگام دی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دشمنان محبوب خدا کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنایا۔ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں کی پیدائش شوال میں ہوئی اور دونوں کا وصال صفر میں ہوا اگر یہ دونوں حضرات نہ ہوتے تو دنیا دیکھتی دین کا کیا حشر کیا جاتا۔ آج پھر انہیں جیسوں کی دین کو ضرورت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ

بڑی مدت سے بھیجتا ہے ساقی ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اکبری کا راستہ روکا، سجدہ تعظیمی کے ناپاک تصور کے آگے بند باندھا، شاہی محل کے سامنے گائے کو ذبح فرما کر ثابت کر دیا کہ مجدد وہ ہوتا ہے کہ

Marfat.com

گردن نہ "جھکے" جس کی جہانگیر کے آگے

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فتنہ کو فنا فی النار کیا، توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سیلاب کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت سے جلا کر راکھ کر دیا۔ یوں کہو! جب لا الہ الا اللہ پر ضربیں لگائی جا رہی تھیں تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دفاع کا اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہو رہے تھے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میدان میں آ گئے۔ وہ بھی مجدد یہ بھی مجدد، ہزار سال کے یہ سو سال کے۔ اُن کا نام بھی احمد اِن کا نام بھی احمد، اُنہوں نے انگریزوں کے "دی گریٹ اکبر" کا مقابلہ کیا اور اِنہوں نے کئی "دی گریٹوں" کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اسی لیے

مدت ہوئی ہے آپ کو پردہ کیے ہوئے
اب تک ہر ایک بزم میں چرچا رضا کا ہے

تو اس رضا کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے کون رضا؟ وہ رضا کہ

جس نے ہر دل میں لگائی عشق احمد کی لگن
وہ امام عاشقاں احمد رضا خاں قادری

کون اعلیٰ حضرت

امام عاشقاں، محقق دوراں، علامۂ زماں، فخر الاعیاں، کثیر الاحسان، معتمد عالماں، معلم فقیہاں، مخدوم العلماء، تاج الفقہا، صاحب فہم و ذکاء، امام المشائخ والفقہاء، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، تاج الفحول، کشتۂ عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جامع المعقول والمنقول، محبِ اولادِ بتول (رضی اللہ عنہم) فاضل جلیل، عالم نبیل، محدث عدیل، شمشیرِ بے نیام، رہنمائے ہر خاص و عام، سید العلماء الاعلام، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، حجۃ السالکین، پیشوائے کاملین، سلطان العاشقین، سند المحدثین، رہنمائے رجال دین، شیخ ارباب یقین، علم و حکمت کے بحرِ بے کراں، امام اعظم کے تدبّر کا نشان، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل

Marfat.com

سنت، کنز الکرامت، جبل استقامت، آفتاب رشد وہدایت، پیکر شرافت، مخزن علوم شریعت ومعرفت وارث تاج مجددیت، فقیہہ العصر، علامہ الدھر، مجدد مائۃ حاضرہ وسابقہ، مویدملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ' کاسرِ فتنہ، مطلع انوار رحمانی، منبع اسرار صمدانی، کاشف رموز پنہانی، فانوس نور حقانی، نائب غوث جیلانی، جانشین امام ربانی، حق وصداقت کی نشانی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی،

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

اعلیٰ حضرت کی استقامت:

اعلیٰ حضرت کے مخالفین استقامت کی نعمت سے محروم ہیں۔ آج بھی مناظروں میں دیکھ لیں ''لاالی ھو لاء ولا الی ھو لاء'' کا کردار پیش کررہے ہیں۔ کہیں علم غیب کی حضور علیہ السلام سے مکمل (ذاتی عطائی کی) نفی اور کہیں اثبات، میلاد کی تقریب حرام اور عیدالوطنی (سعودیہ کا یوم آزادی) جائز، میلاد پاک کا جلوس ناجائز اور غلاف کعبہ کے جلوس کی قیادت ہورہی ہے۔ کبھی مزارات پہ جانا، حلوہ کھانا، سر جھکانا، چادر چڑھانا، شرک اور الیکشن کے موقع پہ سارا کچھ خود کررہے ہیں۔ مخالفین نے درجنوں فتاویٰ دے کر پھر رجوع کیا۔ مگر قربان جائیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی استقامات پر جو بات کی لوہے پہ لکیر ہے۔ ہزاروں فتوے دیئے ایک سے بھی رجوع ثابت نہیں، کیونکہ وہ جوش میں ہوش سے کام لیتے ہیں۔

اس لیے پہاڑ اپنی جگہ سے ہلے تو ہلتا رہے مگر احمد رضا کی بات کیوں بدلے۔

لوگوں نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی
اک اہلِ عشق ہیں جہاں تھے وہیں رہے

اسی لیے تو قلندر لاہوری، شاعر مشرق، مفکر پاکستان نے آپ کو ان لفظوں سے نذرانہ محبت پیش کیا ''اگر ان میں شدت نہ ہوتی تو اپنے دور کے ابوحنیفہ تھے'' (مگر یہ شدت

Marfat.com

عشق رسول کی وجہ سے تھی)

ناز ہے تم کو کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

اعلیٰ حضرت کا بچپنا:

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہی علم وفضل کا مرقع تھے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات ملاحظہ ہوں جن میں ہمارے لیے علم کا سامان ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فضل و کمال چھلکتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

☆ کاشانۂ اقدس میں جو مولوی صاحب بچوں کو پڑھایا کرتے تھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں کے پاس کلام اللہ شریف پڑھتے تھے۔ (اس وقت آپ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات تھے) ایک روز مولوی صاحب حضرت کو کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نکلتا نہ تھا۔ وہ زبر پڑھاتے اور آپ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر حضرت کو اپنے پاس بلالیا اور کلامِ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی۔ یعنی جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے تھے وہی صحیح تھا۔ حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح فرما کر آپ سے پوچھا کہ جس طرح استاذ صاحب تمہیں پڑھا رہے تھے اس طرح آپ کیوں نہیں پڑھ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: حضور میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ حضرت جدامجد نے کہا: بہت خوب اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور شاباش دی۔

☆ ایک مرتبہ مولوی صاحب بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے آ کر سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب میں کہا: جیتے رہو۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضور! یہ سلام کا جواب تو نہ ہوا۔ آپ کو تو علیکم السلام کہنا چاہیے۔

Marfat.com

جب اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک روز انہوں نے تنہائی میں آپ سے پوچھا۔ او صاحبزادے! سچ بتادو میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ تم انسان ہو یا فرشتہ؟ آپ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

بسم اللہ خوانی کے موقع پر ایک عجیب واقعہ:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی بسم اللہ خوانی کی رسم کے موقع پر جب آپ کے استاذ مکرم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد "الف، با، تا، ثا" پڑھایا تو آپ پڑھتے گئے۔ جب لام الف لا پر پہنچے تو استاذ صاحب نے فرمایا: لام الف۔ آپ خاموش ہو گئے۔ استاذ صاحب نے دوبارہ کہا: کہو میاں! لام الف۔ آپ نے عرض کیا: یہ دونوں تو پہلے پڑھ چکے یعنی لام بھی پڑھ لیا اور الف بھی تو یہ دوبارہ کیسا ہے؟ اس وقت آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، جو جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، نے فرمایا: بیٹا استاذ کا کہا مانو جو وہ کہتے ہیں، پڑھو۔ آپ نے دادا جان کے حکم کی تعمیل کی اور ان کے چہرہ کو دیکھا۔ مولانا رضا علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہو رہا ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے۔ اب اس میں مرکب لفظ کیسے آ گیا؟ اور یہ دونوں حروف تو پڑھ چکے ہیں۔ اگرچہ آپ کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہ تھا اور سمجھ سے بالاتر خیال کیا جاتا تھا مگر حضرت جد امجد نے اپنے نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کچھ بننے والا ہے اس لیے ابھی سے اسرار کا ذکر ان کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا: بیٹا! تمہارا خیال درست ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا وہ حقیقتاً ہمزہ تھا اور یہ الف ہے۔ چونکہ الف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتداء ناممکن ہے اس لیے ایک حرف یعنی لام، اوّل میں لگا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: تو کوئی بھی ایک حرف ملا دینا کافی تھا۔ اس میں لام کی کیا خصوصیت تھی۔ یعنی با، تا، دال، سین

Marfat.com

وغیرہ بھی تو اوّل میں لا سکتے تھے۔ حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے غایت محبت وجوش میں گلے سے لگالیا اور دعائیں دیں پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً اور سیرۃً مناسبت پائی جاتی ہے۔ ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے اور سیرۃً اس طرح سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے۔ یہ اس کے بیچ میں ہے اور وہ اس کے بیچ میں ہے۔

کہنے کو تو جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الف لام'' کو مرکب کرنے کی وجہ بیان فرمادی مگر درحقیقت سب کچھ بتادیا اور اسرار وحقائق کے رموز واشارات کے دریافت وادراک کی صلاحیت وقابلیت اسی وقت پیدا کردی، جس کا اثر سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔ چنانچہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا تھا۔

طالب علمی دور کا ایک حیران کن واقعہ:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نوعمری کا واقعہ ہے کہ والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے اصول فقہ کی دقیق ترین کتاب مسلم الثبوت (مصنفہ مولانا محب اللہ بہاری المتوفیٰ ۱۱۱۹ھ) پڑھ رہے تھے۔ ایک جگہ حاشیہ پر والد گرامی نے ایک اعتراض کے جواب کی تقریر لکھی ہوئی تھی۔ والد ماجد اس سے آگے جو دیکھتے ہیں تو اس سے آگے حاشیہ اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ ہوتا تھا اور نہ ہی جواب کی ضرورت رہتی تھی۔ اس تقریر کو دیکھ کر انہیں بے حد مسرت ہوئی اور جب معلوم ہوا کہ یہ حاشیہ ان کے ہونہار صاحبزادے اور شاگرد نے لکھا ہے تو اس قدر مسرور ہوئے کہ اٹھ کر سینے سے لگالیا اور فرمایا احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں، بلکہ مجھ کو پڑھاتے ہو۔

Marfat.com

امام اہل سنت کی حاضرت دماغی کے واقعات:

اس سلسلے میں بہت سے واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن ان میں سے چند واقعات پر اکتفا کر رہا ہوں۔

☆ ایک روز ایک ندوی مولوی صاحب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے جناب! میں ایک ضروری بات کے لیے حاضر ہوا ہوں، وہ یہ کہ میری رائے کے مطابق کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ صائب نے کہا ہے:

دہن خویش بد شنام میالا صائب
کین ز قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے بجا فرمایا: جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے ہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہما فرق اہل سنت میں۔ وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش ودشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔

ندوی مولوی صاحب کہنے لگے۔ بات کچھ اختلافات فروعی کی نہیں۔ زمانہ رسالت میں دیکھیے منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نماز ساتھ پڑھتے تھے، مجالس میں اکٹھے شریک رہتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں! صدر اسلام میں ایسا تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا کہ یہ گھال میل جو ہو رہا ہے۔ اللہ عزوجل تمہیں یوں نہ رہنے دے گا۔ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ چنانچہ فرمایا:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔

اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا۔ بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن علیٰ روس الاشہاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا: اخرج یا فلان فانك منافق۔ اے فلاں! نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ حدیث طبرانی وابن ابی

Marfat.com

حاتم میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے، جنہیں اللہ ربّ العزت جل جلالہٗ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے۔ جن کی رحمت رحمۃ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔

ندوی مولوی صاحب بولے: دیکھیے فرعون کے پاس جب اللہ عزوجل نے موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو بھیجا تو فرمایا: قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ اس سے نرم بات کہنا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

''اے نبی! جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت وسختی کر۔''

یہ انہیں حکم دیتا ہے، جن کی نسبت فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

''تو بڑے اخلاق پر ہے۔''

تو معلوم ہوا کہ مخالفین دین پر شدت وغلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔ ندوی صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو بولے خیر بھائی! تمہیں اختیار ہے۔ بُرا کہو بُرا سنو۔

نواب صاحب خاموش ہو گئے

اعلیٰ حضرت ایک طبیب کے ہاں تشریف لے گئے۔ طبیب صاحب کے استاد ایک نواب صاحب، جو علم عربی سے واقف اور علوم جدیدہ کے گرویدہ تھے۔ ان کو مسئلہ جاذبیت سمجھا رہے تھے کہ ہر چیز دوسری چیز کو جذب کرتی ہے۔ وزنی چیزیں جو زمین پر گرتی ہیں اپنے میل طبعی سے نہیں بلکہ زمین کی کشش سے نیچے آتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو پھر بھاری چیز کو تو اوپر سے نیچے دیر میں آنا چاہیے اور ہلکی کو جلد کہ آسان کھچے گی۔

Marfat.com

حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ نواب صاحب بولے مگر جنسیت موجب قوت جذب ہے بھاری چیز میں اجزائے ارضی زیادہ ہیں۔ اس لیے زمین اسے زیادہ قوت سے کھینچتی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب ہر شئے جاذب ہے اور اپنی جنس کو بہایت قوت سے کھینچتی ہے تو جمعہ وعیدین میں امام ایک ہوتا ہے اور مقتدی ہزاروں، تو چاہیے کہ مقتدی امام کو کھینچ لیں۔ نواب صاحب بولے: مگر امام میں روح ہے، جو مانع اثر جذب ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ایک جنازہ پر دس ہزار آدمی ہوتے ہیں اور میت میں روح نہیں، تو لازم ہے کہ مردہ اڑ کر نمازیوں سے لپٹ جائے تو نواب صاحب خاموش ہو گئے۔

مردِ حق اور عبدِ حق

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے پھوپھا (شیخ فضل حسن) کے ہاں رام پور تشریف لے گئے تو وہاں نواب کلب علی خان سے ملاقات ہوئی، نواب صاحب نے آپ کی حیرت انگیز ذہانت کے بارے میں سن رکھا تھا، اس لیے فرمایا: یہاں مولانا عبدالحق خیر آبادی (ابن علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ) مشہور منطقی ہیں، آپ ان سے قدماء کی کچھ منطق کی کتابیں پڑھ لیجیے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر والدِ ماجد کی اجازت ہو گی تو کچھ دن یہاں ٹھہر سکتا ہوں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاقاً مولانا عبدالحق خیر آبادی بھی تشریف لے آئے۔ نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ان سے تعارف کرایا اور فرمایا: باوجود کم سنی کے ان کی سب کتابیں ختم ہو گئی ہیں اور اپنا مشورہ ذکر فرمایا۔ مولانا عبدالحق کا خیال تھا کہ دنیا میں صرف اڑھائی عالم ہوئے ہیں ایک مولانا بحر العلوم، دوسرے والد مرحوم اور نصف بندۂ قیوم یعنی بذاتِ خود اور بقلم خود۔ وہ کب ایک کم عمر شخص کو عالم مان سکتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے منطق میں انتہائی کتاب کونسی پڑھی ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قاضی مبارک۔ یہ سن کر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ چکے ہیں؟ یہ طعن آمیز سوال سن کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح

Marfat.com

تہذیب پڑھائی جاتی ہے؟ یک سیر سوال کا سوا سیر جواب پا کر مولانا عبدالحق نے سوال کا رخ دوسری جانب پھیرا اور پوچھا کہ اب کیا مشغلہ ہے۔ فرمایا: تدریس، افتاء اور تصنیف۔ پوچھا: کس فن میں تصنیف کرتے ہیں؟ فرمایا: مسائلِ دینیہ و ردّ وہابیہ۔ یہ سن کر مولانا عبدالحق نے کہا: ردّ وہابیہ! ایک میرا وہ بدایونی خبطی (پاگل) ہے کہ اسی خبط میں رہتا ہے اور ردّ وہابیہ کیا کرتا ہے۔ (یہ اشارہ تاج الفحول محب الرسول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا اور میرا کہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی، علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد رشید تھے) اعلیٰ حضرت نے یہ سنتے ہی فرمایا: جناب کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ کا ردّ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی جناب کے والد ماجد ہی نے کیا اور مولوی اسماعیل دہلوی کو بھرے مجمع میں مناظرہ کر کے ساکت کیا اور اس کے ردّ میں ایک مستقل رسالہ بنام "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" تحریر فرمایا ہے۔ اس پر مولانا عبدالحق خاموش ہو گئے۔

تفنن طبع میں علمی رنگ

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق کتاب لکھی اور اس کا نام "آریہ دھرم پرچار" رکھا۔ جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بغرض مطالعہ بھیجا۔ حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر لکھا اور اس طرح ٹائٹل پر جلی قلم سیاہ روشنائی سے "پرچار" کے بعد "حرف" بڑھا دیا۔ اب کتاب کا نام "آریہ دھرم پرچار حرف" ہو گیا۔

☆ "تقویۃ الایمان" مولوی اسماعیل دہلوی کی مشہور و معروف کتاب ہے جو کہ شروع تا آخر شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے "ق" کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے "تقویۃ الایمان" "تفویت الایمان" اسم بامسمّیٰ ہو گیا۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات سے بھرپور

Marfat.com

کتاب لکھی جس کا نام "حفظ الایمان" رکھا۔ اعلیٰ حضرت نے "ف" کو اس طرح بنا دیا کہ "ب" کا شوشہ معلوم ہونے لگا اور "ح" کو منقوط کر دیا یعنی "خ" اور "ب" کے نقطے سے اس کتاب کا نام "خبط الایمان" ہو گیا۔

☆ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام "سبیل الرشاد" رکھا جو مطبع مجتبائی میں طبع ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا تو اس کو ملاحظہ فرما کر ٹائٹل پر اس کے نام کے اوپر بڑھا دیا۔ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا اُرِیْکُمْ اِلَّا مَا اَرٰی وَمَا اَھْدِیْکُمْ اِلَّا تو سب مل کر فرعون کا مقولہ ہو گیا جو سورۃ مومن میں ہے۔ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا اُرِیْکُمْ اِلَّا مَا اَرٰی وَمَا اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ یعنی فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور تمہیں نہیں بتاتا مگر سبیل الرشاد (ہدایت کا راستہ)۔

ایک محدث دوسرا ایک محدث

پہلی بھیت میں ایک دعوت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی تشریف فرما تھے۔ دستر خوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ و طشت لیا کہ ہاتھ دھلائے جائیں۔ حضرت محدث صاحب نے عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنۃ ہیں۔ آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تا کہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اور کھانا ختم ہونے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے۔ میں شروع میں ابتداء کرتا ہوں لیکن کھانا کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتداء کرنا ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر حضرت محدث

Marfat.com

صاحب نے طشت کو کھینچتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائے جائیں جس پر اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا: اپنے فیصلے کے خلاف عمل کرنا آپ کی شان کے خلاف ہے۔

مادہائے تاریخ میں مہارت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تاریخ گوئی میں بلا کا کمال حاصل تھا۔ جس پر آپ کی تمام تصانیف کے تاریخی نام شاہد عادل ہیں۔ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا اعلیٰ حضرت اتنی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے خوبصورت جملوں کی شکل میں تیار کر لیتے۔ چنانچہ ایک شخص نے عرض کیا کہ فلاں صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے۔ فلاں تاریخ کے اعتبار سے کوئی تاریخی نام تجویز فرمائیں تاکہ دروازے پہ کتبہ تیار کیا جائے۔ آپ نے فی البدیہ فرمایہ: تاریخ کے مطابق (۱۲۸۶ھ) ''بدر رفض'' بنے گا۔ یہ نام سن کر اس نے پچھلے سال (۱۲۸۵ھ) کے اعتبار سے تاریخی نام کے لیے عرض کیا کیونکہ امام باڑہ گذشتہ سال تیار ہو چکا تھا۔ آپ نے فوراً فرمایا ''دار رفض''۔ وہ چاہتا تھا کہ رفض کا لفظ نام میں نہ آئے چنانچہ کہنے لگا: حضرت اس کی تعمیر کا آغاز تو ۱۲۸۴ھ میں ہوا تھا اس تاریخ کے اعتبار سے نام ارشاد فرمائیں۔ آپ نے جھٹ سے فرمایا ''دِرِ رفض'' (۱۲۸۴ھ) رکھ لیں۔

مُحدِّث کچھوچھوی و مُحدِّث بریلوی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ حضرت سے فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کرتے رہتے تھے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ وراثت کی تقسیم کے سلسلے میں پندرہ واسطوں کے وارثوں کا ایک استفتاء آ گیا۔ مجھے اس کی ترتیب اور جواب لکھنے میں دو راتیں اور ایک دن متواتر محنت کرنا پڑی۔ عصر کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ جو کچھ حساب میں کر چکا تھا وہ آپ کے سامنے بیان کر دوں اور جہاں کہیں اصلاح کی ضرورت ہو اصلاح بھی ہو جائے۔ میں نے اپنا جواب آپ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور اُدھر آپ اپنی انگلیوں پر کچھ حساب کیے جا رہے تھے۔ میں نے

Marfat.com

پورا استفتاء جو فل سکیپ کاغذ کے دو صفحوں پر مشتمل تھا، پڑھ کر سنایا اور حصہ داروں کے لیے علیحدہ علیحدہ حصے کو ابھی تک بیان نہیں کیا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ فلاں حصہ دار کو اتنا حصہ اور فلاں کو اتنا حصہ ملے گا۔ یہ دیکھ کر میری حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جو حساب میں نے دو راتوں اور ایک دن میں لکھ کر مکمل کیا وہ آپ نے چند منٹوں میں کر لیا جو بالکل درست تھا۔

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے

امام عاشقاں کی پرہیزگاری کے واقعات:

قرآن مجید میں پرہیزگار لوگوں کو ہی اللہ عزوجل کے اولیاء کہا گیا ہے (ان اولیاء الا المتقون) اس سلسلہ میں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بلند مقام پہ فائز تھے جس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات سے با آسانی ہو سکتا ہے۔

اہتمام روزہ

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۳۹ھ میں تھا، اس وقت ایک تو بریلی شریف میں سخت گرمی تھی، دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت۔ شریعت اجازت دیتی ہے کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے اور ناتواں مریض کو اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لیے کچھ اور ہی تھا جو درحقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا۔ انہوں نے فرمایا: بریلی میں شدت گرمی کے سبب میرے لیے روزے رکھنا ممکن نہیں لیکن پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے۔ یہاں سے نینی تال قریب ہے بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ میں وہاں جانے پر قادر ہوں۔ لہٰذا میرے لیے وہاں جا کر روزے رکھنا فرض ہے چنانچہ رمضان وہیں گزارا اور پورے روزے رکھے۔

احتیاط کا تقاضا

سید ایوب علی رضوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور بدایونی پیڑوں والی ایک کوری ہانڈی پیش کی۔ حضور نے فرمایا:

Marfat.com

کیسے تکلیف فرمائی؟ انہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا: کوئی کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کچھ نہیں حضور! محض مزاج پرسی کے لیے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا: عنایت و نوازش! قدرے سکوت کے بعد حضور نے فرمایا: کچھ فرمایئے گا۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضور نے وہ ہانڈی مکان میں بھجوادی۔ اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرنے لگے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین مرتبہ دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا۔ اچھا! تشریف رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خان سے تعویذ منگوا کر ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے ہانڈی لا کر سامنے رکھ دی اور فرمایا: اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے۔ میرے یہاں تعویذ نہیں بکتا۔ انہوں نے بہت معذرت کی مگر آپ نے قبول نہ فرمایا، بالآخر وہ صاحب اپنی "شیرینی" واپس لے گئے۔

اخص الخواص دین دار دوستوں کی نذر بھی امام احمد رضا نے قبول نہیں کی یا کبھی قبول کی تو حیلے بہانے سے اس سے زائد لوٹا دی۔ سفر عظیم آباد پٹنہ کے دوران قاضی عبدالوحید فردوسی کے خسر صاحب آراستہ طشت میں کچھ تحفے اور نذر پیش کی تو قبول کرنے سے انکار کر دیا میزبان نے کہا: حضور ساٹھ روپے ہیں تو آپ نے جواب دیا ساٹھ ہزار بھی ہوں تو فقیر اللہ کے کرم سے بے نیاز ہے۔

۱۳۳۷ھ میں امام احمد رضا جبل پور تشریف لے گئے۔ قریباً ایک ماہ چار دن قیام فرمایا۔ میزبان مولانا شاہ عبدالسلام رضوی نے ایک ہزار روپے ہدیہ کیے۔ قبول تو کر لیے مگر اس سے کئی گنا زائد نقد اور طلائی زیورات میزبان اور ان کے بچوں، بچیوں کو پیش کر دیے۔ سفر بیسل پور کے دوران جو ان کو نذرانے ملے، وہ انہوں نے نعت خوانوں، ثنا خوانوں میں تقسیم کر دیے۔

Marfat.com

پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔ امام احمد رضا کے بڑے صاحب زادے مولانا حامد رضا خان تھے۔ نظام حیدرآباد دکن نے ان کو حیدرآباد آنے کی دعوت دی، قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا، ہر طرح اصرار کیا۔ ہر طرح لالچ دیا تو مولانا موصوف نے یہ جواب دے کر نظام حیدرآباد کو مایوس کر دیا کہ میں جس دروازہ خدائے کریم کا فقیر ہوں میرے لیے وہی کافی ہے۔

مولانا محمد ابراہیم رضا خان' مولانا حامد رضا کے بیٹے تھے اور امام احمد رضا کے پوتے' قرب و جوار کے دیہات میں اور دور دراز کے شہروں میں ابراہیم رضا خان دینی اجتماعات اپنے خرچے سے منعقد کرایا کرتے تھے۔

وہ مدرسہ منظر اسلام کے مہتمم بھی تھے' بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے گھر کا اثاثہ اور زیورات بیچ کر مدرسہ کے مصارف میں لگا دیئے۔

یہ تو سیرت نگاروں کی زبان ہے۔ اب خود صاحب سیرت کی زبانی سنیے:

مولانا شاہ سید حمید الرحمٰن رضوی نواکھالی' بنگلہ دیش کے مشہور عالم دین تھے اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ و عقیدت کیش انہوں نے یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو جواب مسائل کے لیے ایک مکتوب لکھا۔ تو یہ بھی لکھا: ایک روپیہ بطور استاذی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے۔

جواب میں لکھتے ہیں: جواب مسئلہ حاضر ہے۔ الحمد للہ کہ آپ کا روپیہ نہ آیا اور آتا' اگر لاکھ روپے ہوتے' تو بعونہ تعالیٰ واپس کیے جاتے یہاں بحمدہ تعالیٰ نہ رشوت لی جاتی ہے' نہ فتوی پر اجرت۔

کلکتہ سے حاجی نادر علی صاحب نے استفسار بھیجا اور اس میں ایک جملہ یہ تھا: خرچ وغیرہ کے لیے حکم ہو تو غلام خدمت کے لیے حاضر ہے۔

جواب ارقام فرماتے ہیں: یہاں فتوی پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا' نہ اس کو اپنے حق

Marfat.com

میں روا رکھا جاتا ہے۔

ریاست بہاول پور سے مولانا عبدالرحیم خانقاہی کے اس جملہ پر کہ اجرت جواب آنے پر دی جائے گی۔ جواب قلمبند کرتے ہیں: یہاں فتوی پر کوئی اجرت نہیں لی جاتی' نہ پہلے نہ بعد، اور نہ ہی اپنے لیے اسے روا رکھا جاتا ہے۔

گوجر خان' راولپنڈی سے محمد جی صاحب نے کئی بار خطوط لکھ کر جواب مسائل حاصل کیے ہر بار انہوں نے اجرت و قیمت کی بات کی ہے۔ قلم کا تیور دیکھیے لکھتے ہیں: قیمت کاغذ کی نسبت پہلے آپ کو لکھ دیا گیا کہ یہاں فتویٰ اللہ عزوجل کے لیے دیا جاتا ہے' بیچا نہیں جاتا، آئندہ کبھی یہ لفظ نہ لکھیے۔

سفر میں نماز باجماعت کا اہتمام

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز حضر و سفر، صحت و علالت ہر حال میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ نیز چونکہ آپ کی تحقیق کے مطابق چلتی ریل میں نماز ادا کرنا درست نہ تھا کیونکہ نماز کے لیے ''استقرار علی الارض'' حتی الامکان ضروری ہے، اسی لیے کہیں بھی روانگی سے قبل جس گاڑی میں سفر کرنا ہوتا اور جس گاڑی سے واپسی کا قصد ہوتا، پانچوں نمازوں کا وقت جس جس اسٹیشن پر شروع ہوتا اور جس جس اسٹیشن تک رہتا، ان جگہوں پر نشانِ اوقات دے دیا جاتا اور وقتوں کے نام لکھ دیئے جاتے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ٹائم ٹیبل منگوا کر گاڑیوں کے رُکنے کے اوقات و مقامات معلوم کیے جاتے پھر بمطابق قواعد علم ہیئت ان جگہوں کا طول و عرض معلوم کر کے اوقاتِ صلوٰۃ نکالے جاتے، جب اس طرح مکمل طور پر اطمینان ہو جاتا کہ اس سفر میں سب نمازیں ادا ہو سکیں گی۔ تب مصمم قصد فرماتے اور کسی سے تشریف آوری کے لیے وعدہ کرتے، سب لوگ اسی مقررہ نقشے کے مطابق ایک دو اسٹیشن پہلے سے وضو کر کے تیار رہتے اور جب وہ اسٹیشن آتا جہاں نماز کا وقت لکھا ہے، جماعت کھڑی ہو جاتی۔ سفر میں جا کر سب نمازوں کو باجماعت

Marfat.com

ادا کرنا بہت دشوار تھا خصوصاً لمبے سفروں میں تاہم آپ جماعت سے نماز ادا فرماتے اور اس پر سختی سے عامل تھے۔ اگر کسی گاڑی سے سفر کرنے میں اوقاتِ نماز اسٹیشن پر نہ ملتے تو اس گاڑی پر سفر نہ فرماتے بلکہ دوسری گاڑی اختیار فرماتے یا نماز باجماعت کے لیے اسٹیشن پر اُتر جاتے اور اس گاڑی کو چھوڑ دیتے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد جو گاڑی ملتی بقیہ سفر اُس سے پورا فرماتے۔

☆ ایک بڑا عجیب قسم کا واقعہ ہے کہ جب آخری سفر حج و زیارات کے لیے 1323ھ میں پروگرام بنا تو صورتحال کچھ یوں تھی کہ اگر آگرہ اسٹیشن پر گاڑی بدلتے تو نماز کا وقت چلا جاتا اور نماز نہ ملتی لیکن گاڑی ریزرو کرا لینے کی صورت میں بدلنے کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ سیکنڈ کلاس کا وہ ڈبہ ہی کاٹ کر بمبئی والی گاڑی میں جوڑ دیا جاتا اور نماز باجماعت مل جاتی۔ اب باوجودیکہ حضور تن تنہا تھے اور گھر کے لوگوں میں سے کوئی بھی ساتھ نہ تھا کہ وہ سب پہلے سے ہی بمبئی روانہ ہو چکے تھے، صرف ایک خادم حاجی کفایت اللہ اور شاگرد مولوی نذیر احمد، جو اس زمانے میں علم تکسیر و جعفر سیکھ رہے تھے، آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ نے دو سو پینتیس روپے تیرہ آنے میں سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو کرا لیا تھا۔ اس کے باوجود کہ ننھے میاں (برادرِ اصغر) نے اس کی مخالفت بھی کی، حضور اپنے دونوں بھائیوں کی بات حد سے زیادہ مانتے تھے اور ان کی دل شکنی نہیں چاہتے تھے مگر نماز کے معاملے میں ان کی مخالفت کی بھی پروا نہیں کی اور ایک کثیر رقم صرف کر کے صرف نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے لیے سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ بریلی شریف سے بمبئی تک ریزرو کروا کے سفر اختیار فرمایا، جب گاڑی آگرہ پہنچی اور حضور نے نماز باجماعت ادا فرمائی تو اسٹیشن ہی سے خط تحریر کیا کہ ''الحمد للہ! نماز باجماعت ادا ہو گئی، میرے روپے وصول ہو گئے، آگے مفت میں جا رہا ہوں۔''

اگرچہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آگرہ میں سفر قطع فرما دیتے اور نماز

Marfat.com

کے لیے اس گاڑی کو چھوڑ دیتے پھر کسی دوسری گاڑی میں سوار ہوکر بمبئی پہنچتے لیکن اس صورت میں جس جہاز سے صاحبزادہ صاحب اور گھر کے لوگ جا رہے تھے، وہ جہاز نہ ملتا اور اس طرح گاڑی ریزرو کروا لینے سے نماز با جماعت بھی ادا ہو گئی اور بمبئی سے سب عزیزوں کا جہاز میں ساتھ بھی ہو گیا۔ غرض انہیں مسائل کی وجہ سے اعلیٰ حضرت سفر بہت کم کرتے۔ گویا کرتے ہی نہ تھے، اگر عام مشائخ کی طرح سیر و سیاحت میں وقت صرف کرتے تو مریدین سے ہی فراغت نہ ہوتی۔ علاوہ ازیں حضور اس قدر سادہ وضع میں رہتے کہ کوئی شخص یہ بھی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں، جن کی شہرت شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک ہے، یہی ہیں۔

جب امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس درجہ متقی و پرہیز گار تھے تو یقیناً اولیاء کرام میں بھی ان کا شمار اکابرین کے اندر ہوگا اور پھر دیگر اولیاء کی طرح آپ کی کرامات کا سلسلہ بھی ہوگا اور آپ کی کرامات کا سلسلہ بہت ہی وسیع ہے جس کے لیے الگ سے ایک کتاب کی ضرورت ہے۔ چند واقعات استقامت مع الکرامت لکھے جا رہے ہیں۔

بارش ہونے لگی

ایک روز مولوی محمد حسین صاحب (موجد طلسمی پریس) کے والد ماجد جو علم نجوم میں کامل اور اس فن کے ماہر تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: فرمایئے! بارش کا کیا اندازہ ہے؟ کب تک ہو گی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینے پانی نہیں ہے۔ آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھایا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا: اللہ کو سب قدرت ہے، چاہے تو آج بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سب دیکھ رہا ہوں اور ستاروں کی وضع کے ساتھ ساتھ اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں، پھر اس مشکل مسئلہ کو یوں سمجھایا کہ سامنے کلاک لگی

Marfat.com

ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے: سوا گیارہ بجے ہیں۔ فرمایا: بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے۔ بولے: پون گھنٹہ۔ حضرت نے فرمایا: اس سے قبل؟ کہا: نہیں! ٹھیک پون گھنٹہ۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور بڑی سوئی کو گھما دیا۔ فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ ٹھیک پون گھنٹہ بارہ بجنے میں ہے۔ بولے کہ آپ نے اس کی سوئی گھمائی ہے۔ ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح رب العزت جل جلالہ، قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت چاہے جہاں چاہے پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ ایک ہفتہ ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا۔

فلسفی رکھتا ہے ان اسباب پر اپنی نظر
اور مومن کی ہے نظر خالق اسباب پر

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ اعتماد

حدیث شریف میں ایک دعا ہے کہ کشتی پر سوار ہوتے وقت پڑھ لی جائے تو غرق ہونے سے حفاظت رہے گی۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے پہلے حج میں جہاز پر سوار ہوتے وقت وہ دعا پڑھ لی تھی۔ ساتھ ہی والد رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ سمندر میں سخت طوفان آ گیا۔ لوگوں نے کفن پہن لیے۔ تین دن مسلسل طوفان جاری رہا اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والدہ ماجدہ سخت پریشان ہوئیں۔ ان کا اضطراب دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا: آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم! یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔'' میں حدیث پاک کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا۔ پھر بھی قسم کے نکل جانے سے مجھے اندیشہ ہوا تو معاً حدیث یاد آ گئی مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ حضرت عزت کی طرف رجوع کیا اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔

Marfat.com

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

وہ بادِ مخالف جو تین دن سے بقوت چل رہی تھی۔ بحمد اللہ گھڑی بھر میں موقوف ہو گئی اور جہاز نے نجات پائی۔

☆ ایک مرتبہ کسی غریب کے ہاں دعوت میں گائے کے گوشت کے کباب تیار کیے گئے تھے۔ گائے کا گوشت آپ کی طبیعت کے لیے سخت مضر تھا لیکن ازراہِ اخلاص صاحب خانہ سے اور کوئی چیز طلب نہ کی اور وہی کباب کھا لیے۔ اسی دن سے مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ بات چیت بند ہو گئی، کان کے پیچھے گلٹیاں نمودار ہو گئیں، ساتھ ہی بخار آ گیا۔ ان دنوں بریلی شریف میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ طبیب کو بلایا۔ اس نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا: یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ نہ مجھے طاعون ہے، نہ ان شاء اللہ کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ طاعون کے کئی مریضوں کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ چکے تھے اور انہیں یقین صادق تھا کہ یہ مرض مجھے لاحق نہ ہوگا۔ چنانچہ رات کے آخری حصے میں بے چینی بڑھی تو یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَكَذِّبِ الطَّبِیْبَ۔

''اے اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچی کر دکھا اور طبیب کی بات جھوٹی بنا دے۔''

Marfat.com

اتنے میں جیسے کسی نے دائیں کان کے قریب منہ کر کے کہا: کالی مرچ اور مسواک استعمال کرو۔ ان دونوں چیزوں کا استعمال کرنا تھا کہ کلی بھر خون آیا اور طبیعت بحال ہو گئی اور طبیب کو پیغام بھجوا دیا کہ آپ کا وہ طاعون دفع ہو گیا۔

☆ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب دوسری مرتبہ حج پر گئے تو وہاں طبیعت خراب ہو گئی۔ محرم کے آخری دنوں میں طبیعت ٹھیک ہوئی تو آپ نے حمام میں غسل فرمایا۔ باہر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھٹا چھا گئی ہے۔ حرم شریف تک پہنچتے پہنچتے بارش شروع ہو گئی۔ معاً آپ کو ایک حدیث یاد آ گئی کہ ''جو بارش میں طواف کرے، وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔'' آپ نے اسی وقت حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف شروع کر دیا، بخار سردی کی وجہ سے پھر لوٹ آیا۔ مولانا سید اسماعیل صاحب نے بخار دیکھ کر فرمایا کہ ایک ضعیف حدیث کے لیے آپ نے اپنی جان کو تکلیف دی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جو جواب دیا، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا: ''حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اللہ عزوجل سے امید تو قوی ہے۔''

اسے کیا کہنا چاہیے

حضرت مولانا محمد اقبال احمد نوری (مؤلف شمع شبستان رضا) بیان کرتے ہیں کہ عرصہ 20 سال کا ہوا کہ حاجی حسین احمد صاحب رضوی نے نجیب آباد میں اتفاقیہ ملاقات کے دوران ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ جب میں بریلی ہائی سکول میں پڑھ رہا تھا اور وہیں بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا اور ہفتہ میں دو تین بار اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میرٹھ کی ایک ٹیم ہر جگہ سے میچ جیت کر فائنل میچ کھیلنے بریلی آئی ہیڈ ماسٹر انگریز بھی ساتھ تھا۔ پہلے روز بریلی کی ٹیم کھیلی اور بیس رن بنا کر پوری ٹیم آؤٹ ہو گئی۔ جس کے سبب بڑی سراسیمگی پیدا ہو گئی اور جیتنے کا کوئی امکان نہ رہا۔ اسی روز نمازِ مغرب کے بعد میں اور غلام جیلانی کہ ہم دونوں ہم سبق اور پیر بھائی تھے، اعلیٰ حضرت قدس

Marfat.com

سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری کیفیت بیان کی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میرٹھ اور بریلی دونوں جگہ کے کھیلنے والے یہی امید لیے ہوئے ہیں کہ ہماری جیت ہوگی۔ پھر بریلی کے طلباء کی اگر کوئی امداد کی جائے جب کہ دونوں فریقین میں مسلم اور غیر مسلم طلباء موجود ہوں گے۔ عرض کیا: ہاں حضور، بات تو یہی ہے مگر ماسٹر قرب محمد صاحب جو سیّد ہیں حضور انہیں خوب جانتے ہوں گے۔ فرمایا: ہاں! عرض کیا: کیا وہ لڑکوں کو گینڈ بلا بھی کھلاتے ہیں اور ڈرل ماسٹر بھی ہیں۔ ان کی تنخواہ میں پندرہ روپیہ ترقی اس شرط پر قرار پائی ہے کہ بریلی والے جیت جائیں۔ فرمایا یہ بات قابل غور ہے۔ ارشاد فرمایا: اگر میرٹھ والوں کے سولہ رن بنیں تو بریلی والوں کی جیت ہے۔ عرض کیا جی حضور! اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ کل صبح جب بریلی کے لڑکے کھیلنے کے لیے چلیں تو ان میں سے جو مسلمان ہوں انہیں سکھا دیا جائے کہ بسم اللہ پڑھ کر قدم بڑھائیں اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر چھنگلیا سے شروع کریں اور کٓھٰیٰعٓصٓ یہ پانچ حروف ہیں ہر حرف پڑھتے جائیں اور ایک اُنگلی بند کرتے جائیں پھر الٹے ہاتھ پر حٰمٓعٓسٓقٓ یہ بھی پانچ حروف ہیں ہر ہر حرف پڑھتے جائیں اور ایک ایک انگلی بند کرتے جائیں جب دونوں مٹھیاں بند ہو جائیں تب سورۂ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ پڑھیں جب تَرْمِیْهِمْ پر پہنچیں تو اسی کو دس بار پڑھیں اور ہر بار سیدھے ہاتھ کی ایک ایک انگلی کھولتے جائیں پھر الٹے ہاتھ کی یہاں تک کہ دس بار ترمیہم پڑھنے میں دسوں انگلیاں کھل جائیں گی۔ پھر بقیہ سورۃ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ پڑھ کر اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو جائیں اور جو لڑکا گیند پھینکے اسے سکھا دیں کہ ہر مرتبہ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ پڑھ کر گیند پھینکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 16 رن بنا کر میرٹھ کے وہ سب لڑکے آؤٹ ہو گئے جو نا معلوم کہاں کہاں سے جیت کر آئے تھے۔

بعض عاملین نے اس پر یہ کہا کہ کسی بھی قیمت پر میرٹھ والوں کے سولہ رن سے زیادہ بن ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس عمل میں بھی ایک عجیب فلسفہ اور حکمت ہے

Marfat.com

﴿کھیٰعص﴾ میں پانچ حروف ہیں ﴿حم عسق﴾ میں بھی پانچ حروف ہیں اور ﴿ترمیھم﴾ میں چھ حروف ہیں اس طرح کل ملا کر سولہ حرف ہوئے۔ پس اعلیٰ حضرت نے اس عمل کے ذریعے بندش کردی تھی۔ لہٰذا سولہ رن سے آگے بڑھنا اور اس سے کم ہونا ناممکن تھا۔ (تو گویا یہ فن ریاضی میں آپ کی مہارت تامہ تھی۔)

اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ کے واقعات:

☆ سید ایوب علی رضوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بہنوئی اشتیاق علی صاحب تشریف لائے اور حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ''ہمارے ہاں ایک مشین آئی ہے کہ اس میں ضرب، تقسیم، جمع اور تفریق کا مشکل سے مشکل سوال ڈالا جائے تو وہ بہت جلد اسے حل کر دیتی ہے۔''

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا:

''اس میں تعجب کی کونسی بات ہے، میرے پاس ایک ایسا صندوق ہے جس کے سامنے کسی بھی علم کا سوال پیش کیا جائے تو ان شاء اللہ عزوجل فوراً جواب مل جائے'' انہوں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا ''وہ کون سا صندوق ہے؟ ہمیں بھی دکھایئے۔'' آپ نے بٹن کھول کر سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''یہ صندوق ہے؟'' یعنی آپ کا سینہ مبارک علم و عرفان کو وہ مخزن ہے جس میں کیسا ہی مشکل سوال ڈالا جائے فوراً حل ہو کر زبان مبارک سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

(علم لدنی و وسعت علمی از محمد عبدالحکیم شرف قادری مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفی صفر المظفر ۱۴۲۸ھ)

چنانچہ دور طالب علمی میں ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حافظے کی پختگی کا عالم یہ تھا کہ جو پڑھتے وہ فوراً یاد ہو جاتا۔ خود فرماتے ہیں: میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تو ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف اور لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک

Marfat.com

دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن یا فرشتہ؟ کہ مجھے پڑھانے میں دیر لگتی ہے مگر تمہیں یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

(حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری ص ۹۲)

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم دورِ طالب علمی میں حفظ نہیں کیا تھا۔ بلکہ بعد میں یاد کیا۔ اس کا سبب کیا بنا؟ انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

''بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی ایک رکوع ایک بار پڑھ کر مجھے سنا دیں، دوبارہ مجھ سے سن لیں۔ ایک ترتیب سے ذہن نشین کر لینا ہے۔ اور اسی روز سے دور شروع فرما دیا۔ جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا۔ یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا۔ الفاظ ارشادِ عالی کے یاد نہیں ہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ ''بحمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا۔ اور یہ اس لیے کہ ان بندگانِ خدا کا کہنا غلط ثابت نہ ہو۔''

(ایضاً ص ۱۰۱)

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پیلی بھیت میں حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی کے ہاں مہمان تھے۔ دورانِ گفتگو ''عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ'' کا ذکر آیا۔ حضرت محدث سورتی نے کہا: یہ کتاب میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا: میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ واپسی پر میرے ہمراہ کر دیجیے گا۔ حضرت محدث سورتی نے بخوشی کتاب حاضر کر دی اور فرمایا کہ ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجیے گا۔ اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں لیکن میرے پاس گنتی کی چند کتابیں ہوں گی جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات میں جواب دیا۔ اسی دن آپ کی واپسی تھی مگر آپ کے ایک جاں نثار نے آپ کی دعوت کی جس کے باعث قیام کرنا پڑا۔

Marfat.com

رات کے وقت عقود الدریہ'' جو دو جلدوں میں کافی ضخیم تھی شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمالی۔ دوسرے روز بعد نمازِ ظہر بریلی شریف روانگی کا ارادہ فرمایا۔ جس وقت آپ کا سامان باندھا جا رہا تھا۔ وہ کتاب سامان سے الگ کر دی اور فرمایا کہ یہ محدث صاحب کو واپس دے آؤ۔ ارشادِ عالی کے مطابق محدث صاحب کی خدمت میں کتاب پیش کر دی گئی۔ اس وقت محدث سورتی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اسٹیشن تک رخصت کرنے کے لیے مکان سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ''میرے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جب ملاحظہ فرمالیں، بھیج دیجیے گا۔'' آپ کو ملال ہوا اس لیے اس کتاب کو واپس کر دیا۔ جواباً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کتاب بریلی ہمراہ لے جانے کا ارادہ تھا۔ اگر کل جاتا تو کتاب ساتھ لے جاتا، رات میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ ڈالی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہیں۔ محدث سورتی نے پوچھا: کیا ایک بار کا دیکھ لینا کافی ہو گیا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ دو تین ماہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہو گی فتویٰ لکھ دوں گا۔ اور مضمون تو ان شاء اللہ عزوجل عمر بھر کے لیے محفوظ ہو گیا۔''

(مجدد اسلام بریلوی از محمد صابر القادری نسیم بستوی ص ۹۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور)

☆ محدث کچھوچھوی صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں) یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیلِ جواب کے لیے جزئیاتِ فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت فرما دیتے کہ ردّ المحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ موجود ہے۔ عالمگیری میں بقیدِ جلد و صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ جب حوالہ دیکھا جاتا تو ویسے ہی نکلتا۔ (ایضاً)

اعلیٰ حضرت کا علمی مقام

Marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن علوم میں ہزار سے زیادہ کتب لکھیں اور ایسی ایسی کہ بڑے بڑے سائنس دان اور ریاضی دان انگشت بدنداں رہ گئے۔ جس موضوع پہ قلم اُٹھایا حق ادا کر دیا۔ حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا تعلق دیوبندی مکتب فکر سے تھا اور وہ اکثر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نازیبا کلمات بولتے رہتے جس سے حضرت صدر الافاضل کو تکلیف ہوئی۔ ایک دن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چند رسائل دیکھے تو کایا پلٹ گئی اور آپ کا علمی مقام دیکھ کر آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ تخلص نزھت تھا اور یہ انہی کا شعر ہے جس کے پہلے مصرعہ میں سابقہ مسلک کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے مصرعہ میں موجودہ مسلک محبت کی ترجمانی فرمائی چنانچہ فرمایا:

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزھت ہیں جس میں گمراہ شیخ و قاضی
رضائے احمد اسی میں جانوں ہیں جس میں احمد رضا راضی

آج تک بارہ سو سال میں فقہائے مجتہدین نے احکام فقہ کی چار شکلیں اثبات میں اور چار نفی میں بنائی ہیں۔ یعنی فرض کے مقابلہ میں حرام واجب کے مقابلہ میں مکروہ تحریمی، سنت (چاہے مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ اسی طرح مستحب) کے مقابلہ میں مکروہ تنزیہی اور اباحت دونوں طرف، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنت مؤکدہ کے مقابلہ میں اسائت کا درجہ رکھا اور غیر مؤکدہ یا مستحب کے مقابلہ میں خلاف اولیٰ۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد (قدیم) میں چالیس ہزار مسائل استنباط کیے جس میں پانی کے بارے میں دقیق ابحاث اور تیمم کے متعلق ایسی تحقیقات نادرہ ہیں کہ بڑے سے بڑے مفتی کا دماغ چکرا جاتا ہے۔

جن پچپن علوم پہ آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ برس کی عمر میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی اور سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ آپ نے مندرجہ ذیل پچپن علوم میں سے پہلے اکیس علوم اپنے والد گرامی مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور ان اکیس کے علاوہ علوم آپ

Marfat.com

نے ازخود بغیر استاد کے حاصل کر لیے۔ ان تمام علوم کے جلوے آپ کو فتاویٰ رضویہ کی تیس جلدوں میں جا بجا ملیں گے۔ وہ پچپن علوم یہ ہیں:

(1) علم القرآن
(2) علم تفسیر
(3) علم حدیث
(4) اصول حدیث
(5) کتب فقہ حنفی
(6) کتب جملہ مذاہب
(7) اصول فقہ
(8) جدل مہذب
(9) علم العقائد والکلام
(10) علم منطق
(11) علم نحو
(12) علم صرف
(13) علم معانی
(14) علم بیان
(15) علم بدیع
(16) علم مناظرہ
(17) علم فلسفہ
(18) علم تکسیر
(19) علم ہیئت
(20) علم حساب
(21) علم ہندسہ
(22) قرأت
(23) علم تجوید
(24) تصوف
(25) سلوک
(26) اخلاق
(27) اسماء الرجال
(28) سیر
(29) تاریخ
(30) لغت
(31) ادب مع جملہ فنون
(32) ارثماطیقی
(33) جبر و مقابلہ
(34) حساب ستینی
(35) لوگارثمات
(36) علم توقیت
(37) علم الاکر
(38) زیجات
(39) مثلث کروی
(40) مثلث مسطح
(41) ہیئت جدیدہ (انگریزی فلسفہ)
(42) مربعات
(43) علم جفر
(44) علم زائچہ
(45) علم فرائض
(46) نظم عربی
(47) نظم فارسی
(48) نظم ہندی
(49) نثر عربی
(50) نثر فارسی
(51) نثر ہندی
(52) خط نسخ
(53) خط نستعلیق
(54) تلاوت
(55) رسم خط قرآن مجید

عالم اسلام میں بمشکل ہی کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم وفنون پر دسترس رکھتا ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان علوم کی نہ صرف تحصیل کی بلکہ ہر علم وفن میں اپنی کوئی نہ

Marfat.com

کوئی یادگار بھی چھوڑی۔ جن علوم و فنون کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ترک فرمایا اور بعض کو اپنایا۔ اس ترک و قبول پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

''میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا جب میں نے محسوس کیا کہ اس میں سوائے ملمع کاری کے کچھ نہیں۔ اس کی ظلمبت اور رنگ ایسا چھا جاتا ہے کہ دین سلب کر لیتا ہے اور ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں نے اپنی ذمہ داریوں پر غور کیا اور ہیئت، ہندسہ، نجوم، لوگارثمات اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لیے نہیں کہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ اسے وقت کے تعین و تعدیل میں مدد ملتی ہے، جس میں مسلمانوں کو نماز و روزے کے اوقات کی جانچ کے لیے فائدہ ملتا ہے۔''

بالائے	سرش	زہوش	مندی
می	تا	فت	ستارۂ بلندی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً بیالیس کتب حدیث پہ شروح و حواشی لکھے اصول حدیث پہ دو اور علم حدیث پہ گیارہ کتابیں لکھیں۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

عربی میں کہتے ہیں الفضل ماشھدت بہ الاعداء۔ کمال وہ ہوتا ہے جو دشمن بھی تسلیم کریں اور اس کو بیان کیے بغیر نہ رہ سکیں چنانچہ میں نے خود ثقہ علماء سے سنا اور یہ واقعہ کئی سال پہلے شیخ الفقہ علامہ شمس الزمان قادری علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت پہ اپنے ایک مضمون میں نوائے وقت اخبار میں لکھا۔

جب مفتی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) ہندوستان سے لاہور آئے تو واہگہ باڈر پہ کئی علماء دیوبند ہندوستانی سی آف کرنے اور پاکستانی علماء استقبال کرنے حاضر ہوئے اور

Marfat.com

علماء نے کہا آپ اتنی بڑی لائبریری میں سے کچھ بھی نہیں لائے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا میں مفتی ہوں اور ایک ہی کتاب ایسی لے آیا ہوں جو مجھے تمام کتب سے مستغنی کر دے گی اور وہ کتاب انہوں نے بغل میں دبا رکھی تھی اور اوپر چادر لے رکھی تھی۔ اب علماء تجسس میں تھے کہ یہ اتنی بڑی کتاب کون سی ہے جو تمام کتب سے بے نیاز کر دے، جب راز کھلا تو وہ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

اک لکھ تے چوی ہزار وچوں کہڑا نبی میرے مصطفیٰ ورگا
بے شک ولی زمانے وچ ہین لکھاں پر کہڑا ولی اے غوث الوڑی ورگا
رنگ سارے پنجاب نوں لا دِتا کہڑا مرشد اے داتا پیا ورگا
جھدے علم نے دنگ جہاں کیتا کہڑا عالم اے احمد رضا ورگا

الغرض جب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پہ چار دانگ عالم پہ حملے ہو رہے تھے اور ان کے علم کی شمع ٹمٹما رہی تھی تو اللہ عزوجل نے بریلی شریف میں ان کے روحانی فرزند ارجمند کو پیدا فرما کر ان کے علم کی روشنی کو اطراف واکناف عالم میں پھیلا دیا۔ اللہ عزوجل ہمیں اس عظیم محسن کے احسان کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ ہم بھی عجیب لوگ ہیں کہ ۱۹۲۰ء میں ترک موالات کی مخالفت کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی جس کو ۱۹۳۱ء میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کر کے حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا۔ اسی بات کو ۱۹۳۷ء میں آگے بڑھاتے ہوئے علامہ اقبال نے پاکستان کا خاکہ پیش کیا اور ۱۹۳۸ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے اس نظریہ کو قبول کیا اور ہم ہیں کہ افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض کا کردار پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ اب تو حالت یہ ہے کہ

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

بلکہ جو تحریک پاکستان کے شدید مخالف تھے اور پاکستان کو پلیدستان اور ''اس کی ''پ'' بھی نہیں بننے دیں گے'' کا نعرہ لگا رہے تھے وہ پاکستان کے ٹھیکیدار بن گئے اور قربانیاں دینے والے کہاں سے کہاں پہنچ گئے ایسے بے قدروں کی ''نذر'' ایک شعر کر رہا ہوں۔

Marfat.com

سچے موتیاں دی ایتھے قدر کوئی ناں جھوٹے نگاں دالوک و پار کردے
سورج ویکھ کے اکھاں نوں میٹ لیندے جگنو چمکے تے بڑا پیار کردے

علم ریاضی کا ایک پیچیدہ مسئلہ اور اس کا حل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ ریاضی مین کہاں تک کمال حاصل تھا اور یہ علم آپ نے کہاں سے حاصل کیا تھا؟ ان سوالات کے سلسلے میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے، جس مین جملہ امور کا شافی، وافی اور کافی جواب ہے:

ایک مرتبہ سید سلیمان اشرف بہاری (پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج) نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ "ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب جو علم ریاضی میں جرمن، انگلینڈ وغیرہ ممالک کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کیے ہوئے ہیں، عرصہ سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں، پھر چونکہ وہ ایک شریف آدمی ہیں اس لیے آپ کی خدمت میں آتے ہوئے جھجک محسوس کرتے ہیں، لیکن اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاق ملاقات کے سبب حاضر ہونے کے لیے آمادہ ہو چکے ہیں، لہٰذا اگر وہ پہنچیں تو انہیں باریابی کا موقع دیا جائے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا کو جواب بھیجا کہ وہ بلا تکلف تشریف لے آئیں۔ چنانچہ دو چار روز کے بعد ڈاکٹر سر ضیاء الدین بریلی پہنچ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نماز کے بعد دوران گفتگو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قلمی رسالہ پیش کیا، جس کو دیکھتے ہی ڈاکٹر صاحب محو حیرت واستعجاب ہو گئے اور بولے کہ میں نے اس علم کو حاصل کرنے کے لیے بارہا غیر ممالک کے سفر کیے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔ میں تو اپنے آپ کو اس وقت بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں، مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اس فن میں آپ کا استاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کے چار قاعدے

Marfat.com

صرف اس لیے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ اس میں اپنا وقت کیوں صرف کرتے ہو؟ مصطفیٰ پیارے کی بارگاہ سے یہ علوم تمہیں خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔

''مولانا محمد حسین صاحب میرٹھی (بانی طلسمی پریس) بیان کرتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر، جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ یورپ کے ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے، اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوا، ہر چند کوشش کی مگر وہ حل نہ ہوا۔ چونکہ صاحب حقیقت تھے اور علم کے شائق، اس لیے قصد کیا کہ جرمن جا کر اس کو حل کریں۔ سید سلیمان اشرف بہاری کے مشورے سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے آیا ہوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پوچھیے! وائس چانسلر صاحب نے کہا: وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں اتنی جلدی عرض کر دوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آخر کچھ تو فرمایئے۔ غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنتے ہی فرمایا: اس کا جواب یہ ہے۔ یہ سن کر ان کو بے حد حیرت ہوئی اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا۔ بے اختیار بول اٹھے کہ میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی چیز ہے، آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی۔'' شاید ایسے ہی نابغہ روزگار کے بارے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ کی تصانیف کا تذکرہ:

50۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔

Marfat.com

علوم وفنون میں آپ کی تصانیف کی تعداد ہزار سے متجاوز ہے۔ تصانیف کی کثرت تعداد کی وجہ سے برصغیر پاک وہند کے علماء میں آپ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ آپ نے تفسیر وحدیث وفقہ، عقائد وکلام، ترغیب وترہیب، سلوک وتصوف، اذکار واوفاق، تاریخ وسیر، فضائل ومناقب، تکسیر وجفر، صرف ونحو، ادب ولغت، جبر ومقابلہ، ہیئت وہندسہ، منطق وفلسفہ، توقیت ونجوم وریاضی وغیرھا علوم وفنون میں بے مثل وبے مثال کتب تصنیف فرمائیں۔ علاوہ ازیں سینکڑوں تصنیفات کے علاوہ تفسیر وحدیث اور فقہ کی مشہور ومتداول عربی کتب کی شروح اور حواشی کو دیکھا جائے تو عقل دن رہ جاتی ہے۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف وتوالیف کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

شروح وحواشی		شروح وحواشی		شروعح وحواشی	
برکتب تفاسیر:	6	برکتب احادیث:	36	برکتب فقہ:	43
عقائد:	31	کلام:	17	تفسیر:	7
حدیث:	11	اصول حدیث:	2	تجوید:	2
فضائل ومناقب:	48	اذکار:	5	سیر:	3
فقہ:	150	اصول فقہ:	9	تصوف:	3
سلوک:	2	اخلاق:	2	ادب:	6
لغت:	4	تاریخ:	3	مناظرہ:	18
فرائض:	4	توقیت:	6	ہیئت:	3
ریاضی وہندسہ:	6	جفر:	3	شتی:	5
ارثماطیقی:	3				

رسم خط قرآن مجید، ترغیب وترہیب، جبر ومقابلہ، تکسیر وحساب، نجوم وزیجات اور وفق میں ایک ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اور ہنود، آریہ، نصاریٰ، ندوہ، نیچریہ، قادیانیہ،

Marfat.com

اسماعیل دہلوی، نانوتوی، گنگوھی، تھانوی، نذیر حسین، غیر مقلدین، وہابیہ، روافض، نواصب، مفسقہ، متصوفہ اور تفضیلیہ وغیرہ کے رد میں 250 کے قریب کتب تصنیف فرما کر ان کی زبانوں اور مونہوں پر مہر سکوت ثبت کردی اور ہر سمت نعرۂ رسالت سے گونج اٹھی۔

گویا جتنا کام پوری جماعت نہ کر سکتی تھی وہ تنہا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کر دکھایا۔ آپ نے بعض پیش آمدہ مسائل جدیدہ کا حل بڑے محققانہ انداز میں پیش کیا۔ اختلافی مسائل کا فیصلہ ایسے دلائل کی روشنی میں کیا کہ مخالفین کو دم مارنے کی مجال اور موافق کے لیے دلائل میں اضافے کی گنجائش باقی نہ چھوری۔ جس موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا، دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے، آپ کسی بھی مسئلہ پر طائرانہ نظر ڈالنے کی بجائے بحث و تحقیق کی انتہاء کو پہنچتے تھے۔ مسائل کی تنقیح و تفصیل پر آتے تو دریا کی روانی اور سمندر کی وسعت نظر آتی۔ فقہاء متقدمین کے اقوال مختلف میں اس حسین انداز سے تطبیق دیتے ہیں کہ یوں لگتا ہے گویا اختلاف تھا ہی نہیں، کہنے والے کہہ اُٹھتے ہیں کہ جس دانائے راز کا ذکر علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں ذکر فرمایا ہے وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ فی نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

اعلیٰ حضرت کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

لحد میں عشق رُخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

مندرجہ بالا شعر کے بارے میں غیر مقلدین کے ایک پرانے عالم (محمد اسحاق) کی میں نے تقریر سنی اور اس نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت تسلیم کیا اور کہا کہ یہ شعر پڑھ کر میں اور میرا فلاں ساتھی تین دن وجد میں روتے رہے۔ میں عرض کروں گا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں۔

Marfat.com

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم ہوں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استاد و مرشد محترم تمام شاگردوں اور مریدوں میں سب سے زیادہ آپ ہی سے پیار فرماتے اور جب کوئی وجہ دریافت کرتا تو فرماتے اگر قیامت کے دن اللہ نے پوچھا کہ دنیا میں کیا کام کر کے آئے ہو اور میرے لیے کیا لائے ہو تو ہم عرض کریں گے مولیٰ ہم نے دنیا میں تیرے نبی کا عاشق احمد رضا تیار کیا ہے اور تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے اس عاشق کو لے کر آئے ہیں۔

کفار و مشرکین جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو منبر پہ چادر بچھا کر کھڑا کرتے اور جب پاک و ہند میں گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بادِ سموم چلی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے وہی کام کر دکھایا اور روح القدس کی مدد کا اعزاز پایا اور دشمنانِ رسول کو ایک بار پھر وہ وقت یاد کرایا کہ

فان ابی و والدتی و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

کہ تم میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کی طرف گستاخی کی تیر چلاؤ گے تو تمہارے تیروں کے آگے میں اپنے والدین کو کر دوں گا اور میرے آقا کی عزت پہ حملہ کرو گے تو میں خود ڈھال بن کر اپنے آقا کی عزت کا دفاع کروں گا۔ غالب نے کہا تھا:

پھر کر گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی میں آئے کیوں

آپ نے فرمایا: اے غالب: تیرا محبوب پھر کوئی اور ہوگا جس کی گلی میں تو جانا نہیں چاہتا اگر تیرا وہی محبوب ہوتا جو صرف ساری خدائی کا نہیں بلکہ خدا کا بھی محبوب ہے، پھر تو یہ نہ کہتا کہ تیری گلی میں آئے کیوں' بلکہ یوں کہتا

Marfat.com

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے سے مجبور ہو کر یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر قد آدم کے برابر کھودنا تا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میری قبر میں تشریف لائیں تو میں کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کروں اور کہوں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

ایسے ہی عاشقوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ باقی ہر ایک سے تو یہ سوال کیا جائے گا کہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا اور جب ان نفوس قدسیہ کی باری آئے گی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے اے فرشتو! اس سے کیا پوچھتے ہو میں کون ہوں یہ تو ساری زندگی میرے گیت گاتا رہا اور لوگوں کو میرے بارے میں بتاتا رہا آج مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتاتا ہوں یہ کون ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول کا تقاضا ہی تو تھا کہ آپ نے فرمایا: اگر میرا سینہ چیر کر میرے دل کے دو ٹکڑے کرو تو ایک پہ اللہ کا نام لکھا ہوگا اور دوسرے ٹکڑے پہ اللہ کے محبوب کا نام لکھا ہوگا۔

یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہی تو تھا کہ آپ لفافے پہ ٹکٹ کو اُلٹا کر کے لگاتے تا کہ دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم انگریز کی توہین ہو۔ ہر شخص گنتی لکھتے ہوئے بائیں طرف سے شروع کرتا ہے مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دائیں طرف سے شروع فرماتے کہ میرے نبی کا فرمان ہے ان اللہ یحب التیامن۔ اللہ عزوجل دائیں طرف سے محبت فرماتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب بھی کوئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیتا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے اور عرض کرتے قرۃ عینی بك یا رسول اللہ۔

چار سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بازار میں جا رہے ہیں، صرف لمبی قمیص زیب تن ہے۔ سامنے سے ایک فاحشہ عورت دکھائی دی۔ آپ نے قمیض کا دامن اُٹھا کر

Marfat.com

آنکھوں کو ڈھانپ لیا، وہ ہنسنے لگی کہ چھپانے والی شے تو ننگی ہوگئی، آپ نے بڑی متانت سے جواب دیا کہ برائی کا اثر آنکھ کے ذریعے پہلے دل پر ہوتا ہے۔ پھر دل سے شرگاہ کی طرف سرایت کرتا ہے۔ میں نے تو برائی کی جڑ ہی کاٹ دی ہے گویا سانپ کی سری پہ پاؤں رکھ دیا ہے۔ چار سال کے بچے کا فاضلانہ جواب سن کر پچاس سال کے بزرگوں کی زبانیں دعا کے لیے حرکت کرنے لگیں۔

ایک سوال کا جواب

بندہ خود اچھا نہ ہو اگر بات اچھی کردے تو سب لوگ سراہتے ہیں کہ خود کیسا ہی تھا بات تو اچھی کر گیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کی نہ شکل ہے نہ ان میں عقل ہے۔ اس لیے بات کرتے ہیں تو سننے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "بھیڑے بھانڈے وچوں بھیڑی آواز ای اوندی اے" یعنی برے برتن سے بری آواز ہی آتی ہے اور اہل عرب کہتے ہیں۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس سے نکلتا ہے۔ کہتے ہیں جی اعلیٰ حضرت نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد فلاں فلاں نعمت میرے ختم میں رکھنا۔ گویا مرنے کے بعد بھی حلوہ، کھیر ہی یاد رہی؟ میں عرض کروں گا کہ یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ اعلیٰ حضرت بڑے جاگیردار تھے۔ زمینیں تھیں، اپنا پریس تھا، ہزار سے زیادہ کتب لکھیں، چھپتی رہیں مگر کسی کتاب کا ہدیہ نہ لیتے بلکہ مفت تقسیم کرتے۔ علماء کی خدمت خود فرماتے، آنے والوں کو کرایہ پیش فرماتے، ہر وقت لنگر رضویہ جاری رہتا۔ پھر آپ نے یہ وصیت کیوں کی؟ ہر عقل مند جانتا ہے کہ ایسی وصیت اپنے کھانے کے لیے تو نہیں ہوسکتی۔ غرباء کے لیے کی ہوگی یعنی آپ چاہتے تھے کہ جس غریب کو کبھی یہ نعمتیں نہیں ملیں کم از کم جس دن احمد رضا قبر میں اپنے محبوب کی زیارت کر رہا ہو عین اس وقت میرے گھر سے غرباء ومساکین اللہ کی ان نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہوں کہ غریب کی مدد بھی ہو جائے گی اور دیدارِ مصطفیٰ کی عظمت ملنے پر صدقہ وخیرات بھی ہو جائے۔

Marfat.com

اعتراض کرنے والے ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیں کہ ان کے حکیم الامت رامپور میں رہے تو ختم، میلاد اور سلام پڑھتے رہے کہ نوکری کا مسئلہ تھا اور مرض الموت میں وصیت کی کہ میری نئی بیوی ابھی جوان ہے اگر تمام مریدین چونی چونی ہر ماہ دیتے رہیں گے تو اس کا گزارا چلتا رہے گا۔ جس کو اپنی بیوہ کے لیے چونی چونی کی فکر کھائے جا رہی ہے وہ تو حکیم الامت ہو گیا اور جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت کی فکر ہے اس پہ ملامت کیسی؟

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بدلے کسی اور بات کے لیے جا رہے ہیں۔ جس بات کی طرف یہ لوگ شرم کے مارے آنا نہیں چاہتے اور وہ بات یہ ہے کہ ان کے اکابرین نے سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ کی شان میں گستاخیاں کیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آقا کی عظمت کا دفاع کیا اور کیوں نہ کرتے کہ "جس کا کھایئے اس کا گایئے۔" انہوں نے انگریز کی نمک خواری کا حق ادا کرتے ہوئے گستاخیاں کیں تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تاجدار مدینہ کے دربار کا لنگر کھایا ہوا تھا پھر پیچھے کیوں ہٹتے۔ اس کے باوجود بھی آپ کی احتیاط اس قدر تھی کہ آپ نے ان گستاخانہ عبارتوں کے قائلین کی طرف خط رجسٹری کیے، مناظروں کی دعوتیں دیں اور درد دل سے کہا کہ دیکھو تمہاری ذرا سی ضد کی وجہ سے امت فرقوں میں بٹ جائے گی۔ چند لمحوں کی بات ہے۔ میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں ہر طرح کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہوں یا مجھے اپنے پاس اس شرط پہ آنے کی دعوت دے دو۔ مگر کوئی جواب نہ ملا بلکہ اس طرف توجہ ہی نہ کی گئی پھر آپ نے مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بہ نفس نفیس بھیجا کہ مجھ سے ان مسائل پر بات کر لو اور جب وہ کسی طور پر بھی بات کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو حرمین شریفین کے بیسیوں مفتیان کرام کے سامنے یہ مسائل رکھے یعنی پھر بھی جلد بازی نہ کی بلکہ احتیاط کا دامن تھامے رکھا تاکہ امت انتشار سے بچ جائے چنانچہ تمام مفتیان کرام نے متفقہ طور پہ فتویٰ صادر فرمایا اور پھر پورے عالم اسلام کے اہل علم نے ان فتاویٰ پہ مہر تصدیق

Marfat.com

ثبت فرمائی اور اپنی دینی ذمہ داری کو نبھایا۔

حیرت ہے کہ ایک مناظرہ میں حفظ الایمان کی عبارت خود قائل پہ چسپاں کی گئی کہ اگر کہا جائے کہ تھانوی صاحب کے پاس کل علم ہے یہ تو نہیں ہو سکتا اور اگر بعض کہا جائے تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید عمر بکر صبی اور جمیع بہائم (گدھے، بندر، خنزیر وغیرہ) کو ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے والا اس عبارت کے قائل کے لیے برداشت نہ کر سکا اور کہا کہ ہمارے حکیم الامت کے علم کی توہین کی گئی ہے۔ (کوثر الخیرات ص ۲۰۶)

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اسی ''جرم'' کی پاداش میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو گالیوں سے نوازا جاتا اور جب مریدین دکھ کا اظہار کرتے تو آپ خوش ہو کر فرماتے کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے رہتے ہیں اتنی دیر تک میرے آقا کی عظمت تو ان کے حملوں سے محفوظ رہتی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ساری عمر مجھے ہی گالیاں دیتے رہیں اور ان کو میرے آقا کے کمالات سے عیب نکالنے کی فرصت ہی نہ ملے۔

ایک مرتبہ کسی نے گالیوں سے لبریز خط لکھا تو مریدین نے پڑھ کر عرض کیا! اجازت دیں تو قانونی کارروائی کر کے اس کو سزا دلوائی جائے۔ اعلیٰ حضرت اُٹھ کر اندر تشریف لے گے اور ایک پوری گٹھڑی خطوط کی اُٹھا لائے جن میں آپ کی تعریف ہی تعریف تھی۔ فرمایا پہلے ان کو انعام و جزا دے لو پھر اس کو سزا بھی دلوا لینا۔ خطوط کی بات چل نکلی تو یہ بھی سنتے جائیے کہ ایک مرتبہ ستائیس شعبان کو رامپور سے آپ کے پاس خط پہنچا کہ آپ نے دس شوال کو یہاں تقریر فرمانا ہے اور خط پہ ایڈریس اس طرح لکھا ہوا تھا ''مولانا حافظ مفتی احمد رضا خان''۔ آپ نے فرمایا: میں حافظ تو نہیں اور لوگ مجھے حافظ گمان کرتے ہیں، کسی نے کہا، اس کا حل یہ ہے کہ لوگوں کو خطوط لکھ کر منع کر دیا جائے اور اپنے حافظ ہونے

Marfat.com

کی نفی کر دی جائے۔ فرمایا: حافظ ہونے کا اثبات ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ستائیس شعبان کو حفظ کرنا شروع کیا۔ آگے رمضان آ گیا۔ دن کو ایک پارہ حفظ کرتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے۔ ستائیسویں رمضان کو قرآن سنانا بھی مکمل ہو گیا اور آپ کے سینے میں حفظ قرآن بھی مکمل ہو گیا۔

بات عشق رسول ﷺ کی پاداش میں گالیوں کی ہو رہی تھی۔ کسی کو یقین نہ آئے تو ''شہاب ثاقب'' کا مطالعہ کر کے دیکھ لے اتنے دوسرے الفاظ نہیں جتنی آپ کو گالیاں دی گئی ہیں۔ کہیں دجال کہا گیا تو کہیں یہود کے طریقے پہ عمل کرتے ہوئے سود اللہ وجھہ کہا گیا۔ یہی جملہ یہودیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بولا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تردید کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''کرم اللہ وجھہ'' کا پاکیزہ دعائیہ جملہ عطا کیا جو آپ کی امتیازی شان بن گیا۔ آج چودہ سو سال کے بعد انہی یہود کی معنوی اولاد علی شیرِ خدا کے روحانی فرزند کو اس جملے سے نواز رہی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ الجنس یمیل الی الجنس

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

فرق صرف چھوٹے بڑے کا ہے وہ بڑے تھے۔ یہ چھوٹے ہیں مقابلہ میں اُدھر وہ بھی علی المرتضیٰ تھے اور یہ ان کے غلام اور زمانے کے امام احمد رضا ہیں۔ الولد سر لابیہ۔

ہم اس عاشق رسول کی عظمت کو سلام کرتے ہیں اور ان کے عشق رسول کی داد دیتے ہیں جنہوں نے ہزاروں گالیاں لیں، لاکھ طعنے برداشت کیے مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی اور وہ بانگ دھل، علی رؤس الاشہاد، ڈنکے کی چوٹ پر، علی الاعلان یہ نعرۂ مستانہ بلند کرتے رہے۔ میں ہوں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا۔ فرمایا: جب تم اپنی بیوی کو یہ کہہ سکتے ہو کہ میں تیرا بندہ ہوں تو نہ توحید میں فرق آتا ہے اور نہ کوئی فتویٰ حرکت میں آتا ہے تو پھر اگر وہ شرک نہیں ہے تو یہ شرک کیوں ہے اور اگر تمہارے نزدیک شرک ہے تو ہوتا رہے۔ بس۔ ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا؟ تم بدتمیزیوں کا طوفان اُٹھاؤ اور

Marfat.com

سید ھے دوزخ میں جاؤ۔ ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا؟

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

ہمارے اور مخالفین کے اختلافات ختم، درود، گیارہویں، عرس وغیرہ نہیں بلکہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصل بنیاد ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں سب سے نمایاں پہلو ادب و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مخالفین اس نظریے کو شرک کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور ادب و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

عموماً کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاعری میں نعت پر ہی زور دیا ہے حمد نہیں لکھی۔ سنو جس طرح خدا نے الحمد للہ رب العالمین کی ایک آیت میں سارے جہان کی حمدیں اپنے لیے خاص کر لی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن سے سبق حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کی ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں دکھایا
تجھے حمد ہے خدایا

ہم بچپن میں اسماعیل میرٹھی کے اشعار میں سکول کی کتابوں میں حمد باری تعالیٰ پڑھتے تھے۔

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

تو اس وقت یہ خیال آتا، بیل بھی تو اللہ عزوجل کی نعمت ہے جو ہل چلاتا ہے۔ ہم غذا کھاتے ہیں۔ بیل نہ ہوتا تو گائے کہاں سے آتی۔ لہٰذا یوں بھی ہونا چاہیے کہ

رب کا شکر ادا کر تایا
جس نے ہمارا بیل بنایا

Marfat.com

پھر بھینس بھی تو اس گائے کی طرح اللہ ﷻ کی نعمت ہے۔لہٰذا

رب کا شکر ادا کر مائی
جس نے ہماری بھینس بنائی

پھر بکری کا کیا قصور ہے لہٰذا رب کا شکر کر تو قصائی جس نے ہماری بکری بنائی۔ الغرض یہ سلسلہ لا الی نہایہ چلتا رہتا نہ شکر کرنے والوں کا شکر مکمل ہو سکتا اور نہ جس پر شکر کیا جا رہا ہے ان کی گنتی پوری ہوتی کیونکہ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔اور چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہی اللہ ﷻ نے سب کچھ بنایا ہے لولاك لما خلقت الدنیا۔ لولاك لما خلقت الافلاك۔لہٰذا حمد کے ساتھ جس نعمت کا ذکر کرو گے۔۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
حسن نمکین والا ہمارا نبی

اب بات سمجھ میں آ گئی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں سے اللہ ﷻ کی حمد کیوں فرمائی۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں دکھایا
تجھے حمد ہے خدایا

☆ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کسی نے اس طرح شعر پڑھا

شان یوسفی بھی دبی تو یہیں آ کے دبی

یعنی یوسف علیہ السلام کی شان بڑی ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقابلہ میں تو آپ کی شان دب گئی۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: ہمارے آقا کسی شان والے کی شان دبانے نہیں آئے ہیں بلکہ ہر کسی کی شان کو بڑھانے آئے ہیں۔لہٰذا شعر اس طرح پڑھو۔

شان یوسفی بھی بڑھی تو اسی در سے بڑھی

Marfat.com

☆ ہندوستان کا مشہور شاعر اطہر ہاپوری ایک نعت لکھ کر تصحیح کے لیے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں آیا اور اس نعت کا ایک شعر اس طرح تھا

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

آپ نے یہیں پہ روک کر فرمایا کہ اس شعر کا مصرعہ ثانی شان رسالت سے فروتر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور کو خیمۂ لیلیٰ اور فرشتوں کو مجنوں سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ یعنی شاعر یہ کہہ رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ پاک کے سامنے یہ جو سرسبز لباس میں فرشتے کھڑے ہیں یہ درخت نہیں ہیں بلکہ گویا مجنوں ہیں جو خیمۂ لیلیٰ کے سامنے کھڑے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں فرشتوں کی شان میں بھی تنقیص کا پہلو ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہہ دینا بھی مناسب نہیں ہے۔ اس نے فوراً کہا پھر کیسے ہونا چاہیے؟ مطلب یہ تھا فوراً آپ مناسب الفاظ میں شعر کیسے بنا سکیں گے۔ آپ نے فی البدیہہ فرمایا یوں ہونا چاہیے

قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے

☆ ایک مرتبہ کسی صاحب نسبت (جو بظاہر فاسق تھا) کے ہاتھ چومے اور تعظیم کی، جب کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا: میں نے نسبت کو چوما ہے اور نسبت فاسق نہیں ہوتی۔

☆ مشہور واقعہ ہے کہ آپ کی پالکی اُٹھانے والوں میں ایک سید بھی تھا۔ آپ کو فوراً احساس ہو گیا' پالکی اتارنے کا حکم دیا اور پوچھنے پر ایک نے ان اُٹھانے والوں میں سے کہا، میں غریب سید ہوں اور مزدوری کی غرض سے ایسا کیا ہے۔ آپ نے تمام مریدین کے سامنے اس سید کو پالکی میں بٹھا کر مزدوروں کے ساتھ شامل ہو کر کندھوں پہ اٹھایا اور اتنا چلے جتنا وہ آپ کو اٹھا کر چلا تھا اور انعامات سے نواز کر یہ کہہ کر الوداع کیا کہ آپ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں شرمندہ کرنا چاہتے ہیں کہ کل قیامت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میرا غلام ہو کر میری اولاد کے کندھوں پر سواری کرتا رہا۔

Marfat.com

اسی ادب و کمال کے جوہر کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مرشد کامل سے جاتے ہی خلافت سے نواز دیا اور فرمایا: باقی تمام مریدین آ کر تیار ہوتے ہیں اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تیار ہو کر آیا ہے اور جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خلافت لے کر مرشد کی بارگاہ سے نکلے تو ظاہر و باطن مرشد کے رنگ میں رنگا ہوا تھا لوگ سمجھے کہ حضرت شاہ آل رسول آ رہے ہیں۔ بعد میں مرشد گرامی باہر تشریف لائے تو تب پتہ چلا کہ یہ تو صبغۃ اللہ کا کمال ہے اور نسبت اتحادی کی برکت ہے کہ کوئی صرف فنافی اللہ ہے، کوئی صرف فنافی الرسول ہے کوئی صرف فنا فی الشیخ ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ بھی ہیں، فنافی الطریقت، حقیقت، معرفت بھی ہیں اسی لیے بڑے بڑے اولیاء کرام اعلیٰ حضرت کے کلام کا بھی بے حد احترام کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

محدث علی پوری کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت:

حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے صوفی افتخار قصوری نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نعت شروع کی

زہے عزت و اعتلائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ نے نعت خواں کو آگے جانے ہی نہیں دیا اور فرمایا یہی پڑھتے رہو۔

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور پھر ساتھوں کو بار بار مخاطب کر کے خود پڑھتے۔

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی نعت پہ علامہ اقبال نے بھرے مجمعے میں دو اشعار کا اضافہ فرمایا اور وہ اشعار یہ ہیں:

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش

Marfat.com

لگائے خدا اور بجھائے محمد (ﷺ)
تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ آف کاموکے فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ ساتھ ہی محفل میں کسی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نعت پڑھنا شروع کی۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرۂ نور افزا کی قسم

جب اس نے مقطع کا مصرعہ ثانیہ پڑھا

نہیں ہند میں واصف شاہ ھدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

تو پیر صاحب وجد میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا! صرف ہند میں؟ نہیں نہیں بلکہ

نہیں دنیا میں واصف شاہ ھدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

باتیں کرنی آسان ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کسی میدان میں مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ کوئی مجھے مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کا سا شعر بنا کر دکھائے کہ جس کو سمجھ نہیں آتی وہ بھی جھوم رہا ہے اور پوری دنیا میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ اگر کوئی سمجھ جائے تو کیوں نہ ذوق دوبالا ہو جائے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں فرما رہے ہیں کہ میرے آقا تو رحمت ہی نہیں بلکہ رحمت کی بھی جان ہیں اور ہدایت کی محفل جو ہر رات مجلس محمدی عالم بالا میں سجتی ہے جس کے بارے میں امیر خسرو کہتے ہیں

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

حضور اس محفل کی شمع ہیں، اور محفل کی رونق تو شمع سے ہی ہوتی ہے۔ حضرت عزت بخاری تو بارگاہِ نبوت کو عرش سے نازک تر قرار دے کر جنید و بایزید کو نفس گم کردہ ثابت

Marfat.com

رر ہے ہیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو کوچہ حبیب میں پھرنے والے کتوں کا بھی پاس ادب کرتے ہوئے ان کے آرام کی خاطر اپنی آہ وفغاں کو ضبط کرر ہے ہیں اور کہہ رہے ہیں

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا
ورنہ کیا بار نہیں نالۂ فغاں ہم کو

تعظیم سادات کے واقعات:

☆ مولانا سید شاہ ابو سلمان محمد عبدالمنان قادری ایک بار ملاقات اور کچھ مسائل حل کروانے کے لیے آئے تھے ان کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات میں سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی اور جملہ شکوک چند منٹوں میں اس طرح رفع کر دیئے کہ گویا شکوک کبھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روکے رکھا۔ ان دنوں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کیے۔ رخصت ہوتے وقت کچھ روپے جو الہٰ آباد کی آمد ورفت میں صرف ہو سکتے تھے، بلکہ کچھ زائد ہی مرحمت فرمائے۔ میں نے انکار کیا تو فرمایا یہ تو آپ کے گھر کی عنایت ہے۔ انہیں لے لیجیے تو فقیر نے وہ رقم لے لی۔ بعد وصال چند بار عرس میں حاضری ہوئی اس وقت بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے اپنے فیوض و برکات سے محروم نہ رکھا۔

☆ لاعلمی میں ایک سید زادے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ملازم ہوئے۔ جب سیادت کا علم ہوا تو گھر والوں کو تاکید کر دی کہ شہزادے سے خدمت نہ لی جائے اور جو کچھ دینے کا وعدہ ہو چکا ہے بطور نذر پیش کیا جائے نہ بطور اجرت۔ کچھ دنوں بعد وہ سید زادے چلے گئے کیونکہ بے محنت رقم لینا پسند نہ آیا۔

☆ جب میلاد شریف وغیرہ کا تبرک تقسیم ہوتا تو سادات کرام کو دوہرا حصہ دیا جاتا۔ ایک بار سید محمود جان صاحب کو غلطی سے ایک ہی حصہ پہنچا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو

Marfat.com

تلافی میں باصرار پوری ایک سینی پیش کی اور اپنے خادم کے ذریعے ان کے گھر تک بھجوائی۔

☆ ایک سید صاحب کی آواز کانوں میں پڑی۔ دلواؤ سید کو"۔ اسی دن اخراجات کی رقوم مولانا حسن رضا خان نے لا کر دی تھیں۔ پورا بکس لے جا کر پیش کیا، جس میں چھوٹے بڑے نوٹ، اٹھنیاں، چونیاں، روپے پیسے دو سو کے قریب تھے۔ سید صاحب بغور دیکھتے رہے اور صرف ایک چونی لے لی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضور! سبھی حاضر ہے۔ فرمایا: بس! اس کے بعد گھر والوں کو تاکید کر دی کہ سید صاحب جب بھی نظر آئیں تو ایک چونی حاضر کر دی جائے۔ انہیں مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔

ایسا اس لیے تھا کہ عشق کی صداقت اور پختگی جبھی ہے کہ جس کو بھی محبوب سے نسبت ہو، اس سے محبت رکھے اور اس کا ادب و احترام بجالائے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ و تابعین اور دوسرے اسلاف کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت کی محبت و تعظیم میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ یہی نہیں بلکہ آثار و تبرکات کی تعظیم کا بھی انہوں نے عملی ثبوت فراہم کیا ہے۔ انہیں عرفاء کی اتباع میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی تعظیم سادات کے شواہد سے لبریز ہے۔ انہیں اپنے آقا سے نسبت رکھنے والی، چلتی پھرتی یہی یادگاریں، نصیب تھیں اس لیے ان کی عزت و تکریم میں کوئی کمی بھلا کیسے روا رکھتے، آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

فتنۂ اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اعلیٰ حضرت (ایک تقریر):

اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں جو درسگاہ سب سے پہلے قائم ہوئی وہ

Marfat.com

دارالعلوم دیوبند ہے جہاں سے توہین رسالت پر مبنی کچھ آوازیں بلند ہوئیں تو بریلی میں رہنے والے عاشق رسول ﷺ سے رہا نہ گیا اور وہ ان آوازوں کا جواب دینے پر مجبور ہو گئے۔ چند آوازیں اور ان کے جوابات آپ بھی سن لیں۔ جن کو ہم نمبروار بیان کر رہے ہیں۔

۱۔ جس کا نام محمد وعلی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں ہوسکتا۔ (تقویۃ الایمان) کیسا عناد ہے محمد وعلی سے، نہ محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ علی کے ساتھ رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجھہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان ناموں کے علاوہ کے لیے مِلک واختیار ثابت ہے جو خاص انہیں سے نفی کی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عاشقانہ جواب ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
گویا محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

۲۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ حالانکہ اہل ایمان کے مددگار اللہ، رسول اور اولیاء کرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر لفظوں میں قائل کا منہ یوں بند فرمایا۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

۳۔ اللہ عزوجل چاہے تو کروڑوں محمد پیدا فرماسکتا ہے۔ یعنی اللہ عزوجل کی شان اتنی بڑھائی کہ اس کے محبوب کی عظمت کا بھی خیال نہ رکھا۔ مگر یاد رہے: اللہ عزوجل اپنی توہین تو برداشت کر لیتا ہے لیکن اپنے پیاروں کی برداشت نہیں فرماتا۔ ابولہب ساری زندگی شرک کر کے اللہ عزوجل کی توہین کرتا رہا لیکن جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہوئے کہا تبالك یا محمد الھذا جمعتنا۔ اے محمد: تیرا ہاتھ ٹوٹ جائے کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے (کہ اللہ کی توحید کا درس دیں)۔ اللہ عزوجل نے فوراً پکڑا۔ تبت یدا ابی لھب و تب پوری سورۃ نازل کر کے اس کی ہلاکت پر مہر

Marfat.com

لگا دی۔ اس لیے کہا گیا

با خدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی، فوراً خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آئی اور فرعون بمعہ لشکر غرق ہو گیا۔

ارشاد ہوا۔ فعصی فرعون الرسول فاخذنا اخذا و بیلا۔ المزمل

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم کروڑوں کی بات کرتے ہو میں تو کہوں گا

لم یات نظیرک فی نظر

مثل تو نہ شد پیدا جانا

اور یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مشہور نعت کی ترجمانی ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

جس کا ترجمہ شعر کی زبان میں یوں بھی کیا جاسکتا ہے۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا اور کوئی آئینہ

نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

۴۔ نبی بڑے بھائی کی طرح ہوتا ہے بلکہ نبی کی تعظیم بڑے بھائی سے بھی کم کرو تاکہ شرک نہ ہو۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باپ کی تعظیم بہر حال بڑے بھائی سے زیادہ ہونی چاہیے تو پھر جب حضور علیہ السلام کی تعظیم بھائی کی سی ہے تو باپ کی تعظیم تو حضور علیہ السلام سے کہیں زیادہ ہوئی پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا۔

لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔

Marfat.com

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کی اولاد، والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنیئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

۵۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مر کے مٹی ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس توہین کے جواب میں دو بار قسم کھا کر کتنے اعتماد سے اہل محبت کا عقیدہ بیان فرمایا ہے جو اس حدیث سے مستنبط ہے۔ نبی اللہ حیّ یرزق۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

۶۔ مدینے جاؤ تو مسجد نبوی کی نیت کر کے جاؤ نہ کہ روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔ لیکن اعلیٰ حضرت حرمین شریفین جا رہے تھے کہ کسی نے پوچھا! کہاں کی تیاری ہے؟ فرمایا: روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ جا رہا ہوں راستے میں اللہ کا گھر آئے گا اس کی بھی زیارت کر لوں گا۔ کیونکہ

کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہی کے نور سے پتلی حجر کی ہے

اور اہل محبت کو یہ ایمان افروز عقیدہ عطا فرمایا کہ

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

اور ایک شعر میں آپ نے کیسا عجیب فرق بیان فرمایا ہے مکہ اور مدینہ میں، فرماتے ہیں:

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں خطا کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

Marfat.com

۷۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چھٹی رساں تھے۔ وہ چھٹی (پیغام خدا) دے کر چلے گئے اب ان کی ضرورت نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی یہ گستاخی سن کر فرمایا ابرہیم علیہ السلام ربنا وابعث فیھم رسولا کہہ کر بتا رہے ہیں کہ مجھے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت ہے اور تم کیسے مسلمان ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمہیں ضرورت نہیں، اچھا اگر تمہیں ان کی ضرورت نہیں جن کی خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی ضرورت ہے تو پھر میرے آقا کو بھی تم جیسے منحوسوں کی ضرورت نہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہنے کی آواز اُٹھی تو بریلی کے تاجدار نے اس طرح جواب دیا

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تنا ہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے

۹۔ انکارِ شفاعت کی آواز بلند ہوئی تو امام اہل سنت نے وجد میں آ کر قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں یہ عقیدہ عطا کیا:

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض ہستی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ

۱۰۔ وہاں سے قیام تعظیمی کے شرک ہونے کی آواز اُٹھی تو میرے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دنیا میں مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام لکھ کر قیام تعظیمی کے پُر نور عقیدے

Marfat.com

سے عاشقان مصطفیٰ کے سینوں کو روشن اور منور کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے منکرین اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے جواب میں[1] الامن والعلی لکھی جس سے دشمن کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ تقبیل الابہامین میں فن حدیث پر ایسے ایسے قوانین اور ابحاث وارد کیں کہ آج تک کوئی جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ علم غیب پر اعتراضات ہوئے تو الدّولة المکیة بالمادة الغیبیه کی ایسی تیغ برّاں چلائی کہ دشمن آج تک سسکیاں لے رہا ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکّے جما دیئے ہیں

ترجمۂ کنز الایمان از امام احمد رضا خان:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان مجددانہ شان کا حامل ترجمہ ہے۔ اختصار کے ساتھ چند آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ تمام مترجمین نے شروع اللہ عزوجل کے نام سے، ساتھ نام اللہ عزوجل کے شروع، جیسے الفاظ سے کیا ہے اور کسی نے بھی اللہ عزوجل کا نام پہلے نہیں لکھا۔ جبکہ کہا یہ جا رہا ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے نام سے شروع کر رہے ہیں حالانکہ لفظ اللہ عزوجل سے شروع کرنے کی بجائے لفظ شروع یا لفظ ساتھ یا فارسی والوں نے ''بنام'' کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ دیکھیے لفظ اللہ عزوجل سے ترجمہ کا آغاز فرمایا ہے تا کہ دعویٰ کے مطابق اللہ عزوجل کے نام سے شروع کیا جائے۔

۲۔ دوسرے پارے کے آغاز میں الا لنعلم کا ترجمہ تمام مترجمین نے ''تا کہ جانیں ہم'' کیا یعنی اللہ عزوجل فرما رہا ہے کہ ہم نے کعبہ ابراہیمی کو تمہارا قبلہ اس لیے بنایا تا کہ ہم جانیں کون تم میں سے رسول ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا

Marfat.com

ہے۔ ایمان سے بتائیں کیا اللہ عزوجل تحویل قبلہ سے پہلے نہیں جانتا کہ کون متبع ہے اور کون پھرنے والا؟ اسی سے پھر یہ عقیدہ گھڑا گیا کہ کام ہونے سے پہلے اللہ عزوجل کو علم نہیں ہوتا جیسا کہ واں بھچروی صاحب نے لکھا۔ تو جو خدا کے علم کے منکر ہیں وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کب تسلیم کریں گے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا الہامی ترجمہ دیکھیے۔ فرمایا: تا کہ ہم دیکھیں کون ہمارے رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

۳۔ ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم۔ کا ترجمہ کرتے ہوئے اللہ عزوجل کو دھوکہ دینے والا لکھا گیا تو جنہوں نے خدا کو دھوکہ باز لکھا وہ خود دھوکہ دے کر خدا کی سنت پہ عمل کیوں نہ کریں گے (استغفر اللہ) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیکھیے فرماتے ہیں۔ ''بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ عزوجل کو فریب دینا چاہتے ہیں (کیونکہ درحقیقت اللہ کو فریب نہیں دیا جاسکتا تو جب اللہ کو فریب دیا نہیں جاسکتا تو بھلا خود خدا فریبی ہو گا؟) اور وہ (اللہ عزوجل) انہیں (منافقوں) کو غافل کر کے مارے گا (النساء: ۱۴۲)۔ اسی طرح ومکروا ومکر اللہ۔ کا سب نے ترجمہ کیا۔ انہوں نے اللہ عزوجل سے مکر کیا اور اللہ عزوجل نے ان سے مکر کیا۔ استغفر اللہ۔ فرق کیا ہوا وہ بھی مکار اور اللہ عزوجل بھی مکار۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ مکر بھی تو عربی کا لفظ ہے اس کا ترجمہ کیوں نہ کیا۔ مترجم بننے کا شوق تو چڑھ گیا مگر خدا تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ نہ کر سکے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز ترجمہ دیکھیے۔ فرماتے ہیں انہوں نے (تو) مکر کیا (عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا) اور اللہ عزوجل نے ان کی ہلاکت کی (اور عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی) خفیہ تدبیر فرمائی۔

۴۔ نسو اللہ فنسیھم (التوبہ: ۶۷)۔ سب نے ترجمہ کیا وہ (کافر) اللہ عزوجل کو بھول گئے اور اللہ عزوجل ان کو بھول گیا۔ حالانکہ اللہ عزوجل خود قرآن پاک میں فرماتا ہے وما کان ربک نسیا (طٰہٰ)۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ بھول جانا تو بندے کی صفت

Marfat.com

ہے۔ اگر اللہ بھی بھول جائے تو فرق کیا رہا؟ پھر تو اللہ کا ہر حکم مشکوک ہو جائے گا کہ اس نے بھول کر نماز پڑھنے کا زکوٰۃ دینے کا، حج کرنے کا، روزہ رکھنے کا حکم دے دیا ہوگا۔ یا اس کا یہ فرمانا بھی بھول کر ہی ہوگا **قل هو الله احد۔ الهكم اله واحد۔** اس طرح تو سارا دین ہی مشکوک ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھولنے بھلانے کا نتیجہ چھوڑ دینا ہوتا ہے۔ اور خدا کے شایانِ شان ترجمہ یہ ہوگا کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ دیا تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا اور اس ترجمہ کی تائید قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے کہ جب قیامت کے دن کافر سے پوچھا جائے گا **وكذلك اتتك ايتنا فنسيتها** اسی طرح جب تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا یعنی چھوڑ دیا۔ اعراض کیا اور ان سے منہ موڑ لیا۔ **وكذالك اليوم تنسى** اور اسی طرح آج تجھے بھی چھوڑ دیا جاتا ہے (طٰہٰ) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کریں گے **وقال الرسول يا رب ان قومى اتخذوا هذا القرآن مهجورا**۔ (الفرقان) اور رسول کہیں گے اے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

۵۔ **ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر** (الفتح)۔ یہاں بھی مترجمین نے بڑی ٹھوکریں کھاتی ہیں اور امام اہل سنت کے سوا کوئی بھی مقصد تک نہیں پہنچا۔ کسی نے کہا تا کہ اللہ آپ کے پہلے پچھلے گناہ معاف کرے' کسی نے خطاؤں اور خلاف اولیٰ ترجمہ کیا اور پھر حسنات الابرار سیأت المقربین سے تاویل کی۔ تاہم ظاہری الفاظ سے تو کوئی عیسائی یہودی دھوکہ دے سکتا ہے کہ دیکھو تم نے خود اپنے نبی کو گناہ گار لکھا ہے اور پھر عصمت انبیاء کا عقیدہ کہاں گیا؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ان تمام تکلفات سے پاک ہے۔ آپ نے لام سببیہ قرار دے کر یوں ترجمہ فرمایا: تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کثرت سے استغفار کیوں کرتے تھے تو اس کا جواب

Marfat.com

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تعلیم امت کے لیے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلندیٔ درجات کے لیے۔ بہر حال امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گناہوں کی بات کر کے آپ کسی یہودی یا عیسائی کو اسلام کی دعوت نہیں دے سکتے۔ وہ کہے گا جب تمہارے نبی کے گناہ تھے اور ہمارے نبیوں کے تو گناہ نہیں ہیں پھر ہمیں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی اتباع سے ہٹا کر اپنے نبی کی اتباع کا کہنا ایسے ہی ہوگا کہ جس طرح کوئی کہے میری گھڑی رک بھی جاتی ہے وقت بھی صحیح نہیں بتاتی اور تمہاری گھڑی سے پھر بھی قیمتی ہے، لہٰذا مجھ سے سودا کر لو۔

۲۔ ووجدك ضالا فهدىٰ (الضحیٰ) کا ترجمہ کسی نے بھٹکا ہوا کیا' کسی نے ٹھٹکا ہوا کیا' کسی نے نعوذ باللہ گمراہ کیا۔ اب بتاؤ کہ جس امت کا نبی ہی بھٹک جائے وہ امت خود کیسے ہدایت یافتہ ہوئی۔ اور پھر نبی اور امتی میں فرق کیا رہ جائے گا۔ پھر چوری اور سینہ زوری یہ کہ انہی ترجموں کی اشاعت پر زور دیا جا رہا ہے اور جس ترجمے نے ہمارے ایمان کو تحفظ دیا اس پر پابندی کے مطالبے ہو رہے ہیں۔ دراصل ضلل کا معنی گم ہونا بھی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ضلوا عنا۔ قیامت کے دن کافر کہیں گے کہ بت ہم سے گم ہو گئے۔ عربی میں کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن۔ پانی دودھ میں گم ہو گیا۔ اب جیسی نسبت ہوگی ویسی ہی گمشدگی بھی ہوگی۔ کیونکہ نسبت سے معنی بدل جاتا ہے۔ جیسے مکر اور مخادعت کا معنی آپ پڑھ چکے کہ اللہ عزوجل کی طرف نسبت ہو تو اور معنی اور بندوں کی طرف ہو تو اور معنی ہوگا، اسی طرح دیکھو اور جیسے اللہ عزوجل بھی سمیع بصیر ہے انسان بھی مگر معنی میں فرق ہوگا۔ ہم جب اپنے اہل و عیال کی بات کریں گے تو بیوی بچے مراد ہوں گے ور الخلق عیال اللہ میں یہ معنی نہیں ہوگا بلکہ عیال بمعنی مخلوق یا کنبہ کریں گے۔ اور جس طرح کوئی کہے ہم بھی مومن اور اللہ عزوجل بھی مومن لہٰذا انما المؤمنون اخوة۔ تو یہ گمراہی ہوگی۔ اسی طرح لفظ ضلل

Marfat.com

کی نسبت طالب علم کی طرف کریں گے کہ فلاں طلب علم میں گم ہو گیا، اگر دنیا دار کی طرف اسی لفظ کی نسبت ہوگی تو مطلب یہ ہوگا کہ فلاں دنیا داری میں گم ہو کر خدا سے غافل ہو گیا۔ یعنی گمراہ ہو گیا۔ اور اس آیت میں چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر ہو رہا ہے لہٰذا ترجمہ وہی ہوگا جو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اور تمہیں محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی راہ دی'' یعنی اسرار غیب اور علم ما کان و ما یکون کے دروازے آپ پر کھول دیے اور اپنی ذات وصفات کی معرفت میں سب سے بلند مرتبہ آپ کو عطا کیا۔ اور اگر ہر جگہ گمراہی معنی کیا جائے تو یعقوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن پاک میں ہے تاللہ انك لفی ضللك القدیم تو کیا نبی کو قدیم گمراہی میں کہنا کفر نہیں؟

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفا میں ضال کا معنی محبت میں گم پانا کیا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ضال کا معنی ایسا درخت بھی کیا ہے جس کو دیکھ کر بھولے ہوئے لوگ راستہ پاتے ہیں۔ اب معنی یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے پھل دار اور سایہ دار شجر ہیں کہ آپ کو دیکھ کر دوزخ کی راہ پہ چلنے والے جنت کا راستہ پالیتے ہیں۔

اب اس آیت کا مطلب سمجھ میں آ گیا۔ یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا۔ صحیح ترجمہ وہی کر سکے گا جس کی زبان پہ صدیق اکبر کی صداقت عمر فاروق کی جلالت، عثمان غنی کی حیا، علی المرتضیٰ کی شجاعت ہو اویس قرنی کا سوز ہو، بلال حبشی کا عشق ہو، ورنہ کبھی توحید کا دامن ہاتھ سے چھوٹے گا تو کبھی دامن عظمت رسالت کو توہین سے داغدار کر دے گا، یہ کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یوں سمجھو کہ اک آگ کا دریا ہے اور پار سے گزرنا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ علمی لدنی کا کھلا ہوا ثبوت ہے، حضرت مولانا امجد علی صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی کسی لفظ کا ترجمہ ہمیں اعلیٰ حضرت لکھواتے تو ہم حیران ہوتے کہ کسی مترجم نے آج تک ایسا ترجمہ نہیں کیا' آپ نے کہاں سے لیا ہے اور جب ہم کئی تفسیریں دیکھتے تو صحیح مطلب وہی بنتا جو اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔

Marfat.com

صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی کسی لفظ کا ترجمہ ہمیں اعلیٰ حضرت لکھواتے تو ہم حیران ہوتے کہ کسی مترجم نے آج تک ایسا ترجمہ نہیں کیا' آپ نے کہاں سے لیا ہے اور جب ہم کئی تفسیریں دیکھتے تو صحیح مطلب وہی بنتا جو اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔

یہ چند آیات ''مشتے از خروارے'' کے طور پر لکھی گئی ہیں ورنہ بیسیوں آیات ایسی لکھی جاسکتی ہیں۔ مزید تفصیلات محاسن کنز الایمان اور تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو پڑھنے کے لیے ہماری کتاب شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش ملاحظہ ہو۔ کیونکہ آپ کی زندگی کے ایک ایک پہلو پہ بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور الحمدللہ! علماء نے اس سلسہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ خود میرے بیٹے نے ''اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت'' کے نام سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں پوری کتاب لکھی ہے۔ جس کا کچھ حصہ میں نے اپنے اس مضمون میں بھی شامل کیا ہے جبکہ زیادہ تر مواد زمانہ طالب علمی میں علماء اہل سنت کی تقاریر سے اخذ شدہ ہے۔

ہر ادا ان کی ہے دیکھو لاجواب
اعلیٰ حضرت آپ ہیں اپنا جواب

آخر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات کے آخری لمحات، جنازے کا ایمان افروز منظر، مزار پر انوار اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پذیرائی ملاحظہ ہو۔

وصال پرملال اور چودہ نکاتی وصیت نامہ:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے چار ماہ بائیس دن پیشتر کوہ بھوالی (ضلع نینی تال) پر 3 رمضان المبارک 1339ھ/10 مئی 1921ء کو اپنے وصال کی تاریخ اس آیت کریمہ سے نکالی:

Marfat.com

میں ادھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کا نغمہ جانفزا سنا، اُدھر روح پرفتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔

وصال سے دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر تجہیز و تکفین وغیرہ سے متعلق ضروری وصایا، جو چودہ اہم باتوں پر مشتمل ہے، قلمبند کرایا۔

وصایا شریف یہ ہے:

1۔ شروع نزع کے وقت کارڈ، لفافے، روپیہ، پیسے کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے۔ جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے۔

2۔ سورۂ یٰسین و سورۂ رعد با آواز بلند پڑھی جائیں، کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر با آواز پڑھا جائے، کوئی چلا کر بات نہ کرے، کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

3۔ بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کردی جائیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر، نزع میں نہایت سرد پانی، ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے، ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کردیے جائیں، پھر اصلاً کوئی نہ روئے، وقت نزع میرے اور اپنے لیے دعائے خیر مانگتے رہو، کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں، جنازہ اٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

4۔ غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو، حامد رضا خان وہ دعائیں کہ فتویٰ میں لکھی ہیں خوب از بر کرلیں تو وہ نماز پڑھائیں، ورنہ مولوی امجد علی۔

5۔ جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو، جنازہ کے آگے اگر پڑھیں تو ''تم پہ کروڑوں درود'' اور ''ذریعہ قادریہ''

6۔ خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے، یوں ہی قبر پر۔

7۔ قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں، داہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں اور پیچھے نرم مٹی کا پشتارہ لگادیں۔

Marfat.com

8۔ جب تک قبر تیار ہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللھم ثبت عبیدك ھذا بالقول الثابت بجاہ نبیك صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہیں، اناج قبر پر نہ لے جائیں، یہیں تقسیم کردیں، وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بے حرمتی۔

9۔ بعد تیاری قبر سرہانے الٓمٓ تا مفلحون پائنتی امن الرسول تا آخر سورت پڑھیں اور سات بار با آواز بلند حامد رضا خان اذان کہیں، پھر سب واپس آئیں، اور ملقن میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں، پیچھے پیچھے ہٹ ہٹ کر، پھر اعزہ واحباء چلے جائیں، اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے کے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارا ہو سکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست موجہہ میں قرآن مجید درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہیے تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے (جس وقت وصال فرمایا اس وقت سے غسل شریف تک قرآن عظیم با آواز پڑھا گیا پھر تین شبانہ روش مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی)۔

10۔ کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمت چیز یا شامیانہ ہو۔کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

11۔ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے۔صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

12۔ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ کے اندر دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں: دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی فیرنی، ارد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جائے جیسے مناسب جانو،

Marfat.com

مگر بطیّب خاطر، میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔

13۔ ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خان کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل۔ یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں، نہ رورعایت سے، ان کی غلط فہمی ہے ان پر ان کی اطاعت ومحبت واجب ہے اور ان پر ان سے محبت وشفقت لازم، جو اس کے خلاف کرے گا اس سے میری روح ناراض ہوگی۔

14۔ رضا حسین، حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے ، السلام۔

نشانِ مردِ مومن.......

25 صفر 1340ھ روز جمعہ المبارکہ 12 بج کر 21 منٹ پر یہ وقتی وصایہ قلمبند ہوئے۔

والله شهيد وله الحمد و صلى الله تعالىٰ و بارك وسلم علىٰ شفيع المذنبين وآله الطيبين وصحبه المكرمين وابنه و حزبه الى ابد الآبدين أمين والحمد لله ربّ العٰلمين۔

حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب جو بنفس نفیس وصال کے وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

''(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے) وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے۔ جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے (تو آپ نے) وقت پوچھا عرض کیا گیا (کہ 1:56 ہو رہے ہیں)۔ فرمایا: گھڑی سامنے رکھ دو۔ یکایک ارشاد فرمایا کہ تصاویر ہٹا دو۔ (حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ) کہ یہاں تصاویر کا کیا کام۔ یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ہی ارشاد فرمایا: یہی کارڈ، لفافہ،

Marfat.com

روپیہ پیسہ وغیرہ سب پر تصاویر ہیں انہیں ہٹادو۔

چوں مرگ آید......:

تعمیل ارشاد کی گئی، پھر ذرا وقفہ سے مولانا حامد رضا خان صاحب سے فرمایا کہ وضو کر کے قرآن کریم لاؤ۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب سے فرمایا کہ سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو۔ اب (آپ کی) عمر شریف میں چند منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر وزبر میں فرق ہوا، خود تلاوت فرما کر بتادی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے۔ تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ طیبہ پڑھا۔ جب بولنے کی طاقت نہ رہی تو ہونٹ حرکت کر رہے تھے۔ کان لگا کر سنا تو ''اللہ، اللہ'' فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہر سانس میں ''اللہ، اللہ'' نکلتا۔ اسی طرح اپنے محبوب حقیقی کا ذکر کرتے ہوئے اس دار فانی سے دار باقی کو تشریف لے گئے۔ (ان للہ و انا الیہ راجعون)

غسل اور کفن:

دوسرے روز ہفتہ کے دن غسل شریف دیا گیا، جس میں علمائے عظام، سادات کرام اور حفاظ عالی مقام شریک تھے۔ ہر بات مطابق سنت وموافق ارشاد حضور ہوئی۔ سید اظہر علی صاحب نے قبر مبارک کھودی۔ حسب وصیت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی نے غسل دیا اور حافظ امیر حسن مراد آبادی نے مدد دی۔ سید سلیمان اشرف بہاری، مولانا محمد رضا خاں، مولانا حسنین رضا خاں، سید محمود جان، سید ممتاز علی ودیگر حضرات پانی دینے میں مصروف تھے۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعائیں بھی یاد کراتے رہے۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان نے پیشانی اقدس پر کافور لگایا۔ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے کفن شریف پہنایا۔

Marfat.com

اطراف و جوانب حتیٰ کہ پیلی بھیت، مراد آباد، رام پور تک بہت مخلصین کو تار دیئے گئے۔ جس جس مسلمان کو خبر ہوئی غم کا کوہ گراں اس کے دل پر ٹوٹ پڑا اور کیوں نہ ہو کہ آج وہ خورشید جہاں تاب مصطفائی افق قرب میں غائب ہوا، جس کی پیاری روشنی سے اہل سنت کے دل منور، آنکھیں روشن، جگر ٹھنڈے اور جانیں سیراب تھیں۔ جس کے روئے منور میں ایمان کو جمال بغداد کے جلوے ملتے تھے۔ جس کے چہرۂ انور میں حسن مصطفیٰ ﷺ کی جھلک نظر آتی تھی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ)۔

جنازے کا روح پرور منظر:

اللہ اکبر! یا رسول اللہ! یا غوث الوریٰ! کے نعروں سے گلی کوچے گونج رہے تھے۔ یہ کرامت جلیلہ آنکھوں سے دیکھی گئی کہ کل جو لوگ اس رہنمائے دین کی مخالفت پر کمر بستہ تھے، آج اس نائب مصطفیٰ ﷺ کے حضور سر نیاز خم کیے ہوئے ہیں۔ مخالفین بکثرت شریک تھے۔ کندھا دینے کی بھرپور کوششیں ہوئیں۔ ایک صاحب اپنی ٹوپی جنازہ شریف سے مس کر کے چومتے اور سر پر رکھتے (اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاء) حق وہ ہے جو باطل پرستوں سے اپنا آپ منوالے۔

علی گڑھ شاہجہانپور اور میواڑ وغیرہ مقامات کے حضرات اہلسنت آ گئے تھے۔ ایک عالم تھا عشاق کا تخمینہ گیارہ ہزار آدمیوں کا کیا جاتا ہے۔ جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا اور جنازہ مبارکہ کے آگے یہ سلام موافق وصیت پڑھا جاتا رہا۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

پورے شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی۔ اس لیے عیدگاہ کے وسیع میدان میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا اعلان ہوا۔ چنانچہ اسی شان و شوکت کے ساتھ جنازہ عیدگاہ پہنچا۔ وہاں پہنچ کر یک تعجب خیز واقعہ دیکھا۔ وہ یہ کہ عیدگاہ میں چھ، سات جنازے پہلے سے ہی رکھے

Marfat.com

ہیں، صرف اعلیٰ حضرت کے جنازے کا انتظار ہورہا ہے، لوگوں سے کہا گیا کہ تم نے حسب دستور اپنے اپنے محلے میں نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیوں نہ کیا، یہ کیا کیا؟ انہوں نے کہا یہ سب اعلیٰ حضرت کے فدائی وشیدائی تھے، ان کے جنازوں کی نماز اعلیٰ حضرت کی نمازِ جنازہ کے ساتھ ہوگی، وہ بھی عجب سماں تھا کہ اکٹھے چھ یا سات جنازوں کی نماز ایک مجددِ وقت کے جنازے کے ساتھ ادا کی جارہی ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اسی شان وشوکت کے ساتھ جنازہ واپس ہوا۔

آپ کا مزار پُر انوار:

شہر بریلی شریف محلّہ سوداگران میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پیکر جلال وہیبت، بلند عمارت کے اندر آپ کا مزار مبارک ہے جو کہ مولانا حامد رضا خان کا مکان مبارک ہے۔

تیرے مرقد پر رہیں انوار حق جلوہ فشاں
تو نے جو پر نور عالم کر دیا پائندہ باد

آپ کا عرس مبارک جو شریعت کا آئینہ دار ہے ہر سال 24-25 صفر المظفر کو منعقد ہوتا ہے، جس میں اکناف ہند کے مشاہیر علماء، خطباء، مشائخ شریک ہوکر اپنے دامان کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

وہ نہیں گر ان کی تصانیف تو موجود ہیں
چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

مقام رضا فی حضرت المصطفیٰ (علیہ الوف التحیۃ والثناء)

مولانا عبدالعزیز محدث مرادآبادی (استاذ دارالعلوم اشرفیہ، اعظم گڑھ) درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان آل رسول کے عم محترم جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں، جس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ رسالت مآب میں

Marfat.com

مقبولیت کا حال معلوم ہوتا ہے، فرماتے ہیں:

12 ربیع الثانی 1340ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کا سن کر ملاقات کی، بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے، طبیعت میں استغناء بہت زیادہ تھا، مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کرتے تھے ان کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کیا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور فرمانے لگے: بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ ان کے اس استغناء اور سفرِ طویل سے سخت تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا۔ افسوس! صد ہزار افسوس!

واقعہ یہ ہے کہ 25 صفر المظفر 1340ھ کو میرے نصیب جاگے۔ خواب میں نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ و التسلیم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ لگتا تھا کسی کی انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: فداک ابی وأمی کس کا انتظار ہے؟ ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ میں نے عرض کیا: احمد رضا کون ہے؟ فرمایا: ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات بھی ہیں۔ ملاقات کے شوق میں بریلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے اور وہی پچیس صفر المظفر کی تاریخ ان کے وصال کی تھی۔ ان سے ملاقات کے شوق میں اتنا طویل سفر کیا مگر افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ (بحوالہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت)

قبولیت ملی ہے جس کو دربارِ رسالت میں
رضائے احمد مختار اے احمد رضا تم ہو

☆☆☆

Marfat.com

کتابیات

القرآن الکریم، کلام رب العالمین
بخاری شریف از امام بخاری
مسلم شریف از امام مسلم
ترمذی شریف از امام ترمذی
ابوداؤد شریف از امام ابوداؤد
مشکوٰۃ شریف از امام ولی الدین تبریزی
المستدرک للحاکم از امام حاکم
بیہقی شریف از امام بیہقی
دار قطنی از امام دار قطنی
سنن دارمی از امام دارمی
مسند خوارزمی از امام خوارزمی
احکام القرآن از امام شافعی/امام جصاص حنفی/امام طبری کیا البراسی/ابن عربی/مولانا جلال الدین قادری
تفسیر مدارک از علامہ ابوالبرکات نسفی
تفسیر خازن از امام خازن
خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان از مولانا نعیم الدین مرادآبادی
فتح الباری شرح بخاری از امام ابن حجر عسقلانی
عمدۃ القاری شرح بخاری از امام عینی
ہدی الساری مقدمہ فتح الباری شرح البخاری از ابن حجر عسقلانی
مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از ملا علی قاری
شرح مسند امام اعظم لملا علی القاری
سیرت امام اعظم از حکیم علی احمد عباسی
مقام ابی حنیفہ از سرفراز صفدر
ابوحنیفہ از ابوزہرہ طری
الخیرات الحسان فی مناقب النعمان از ابن حجر المکی
تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ از امام سیوطی
الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ از نور بخش توکلی
مفتاح السعادۃ ومصباح السیادہ از احمد بن مصطفیٰ طاش کبری زادی
جامع الصغیر للتمرتاشی
الطریقۃ المحمدیہ فی بیان السیرۃ النبویہ
فتاویٰ عالمگیری از ملا نظام الدین
فتاویٰ شامی از امام شامی
فتاویٰ نذیریہ از نذیر حسین دہلوی
فتاویٰ ثنائیہ از ثناء اللہ امرتسری
فتح القدیر لابن ہمام
مناقب موفق از امام موفق

Marfat.com

تیسرا الباری شرح بخاری از وحید الزمان حیدر آبادی
فتح المغیث از امام سخاوی
در مختار
عنایہ للحصکفی محمد بن محمد بابرتی
بحرالرائق شرح کنزالاقائق از علامہ ابن نجیم
بدائع الصنائع از ابو بر بن مسعود کاسانی
غایۃ الاوطار
نورالانوار از ملا جیون
ہدایہ شریف از امام مرغینانی
الیواقیت والجواہر از امام شعرانی
الجوہر المضیۃ از عبدالقادر قرشی
مسلم الثبوت از محب اللہ بہاری
الکفایہ للخوارزمی
حسامی از محمد ابن محمد الحسیثی
معدن الحقائق شرح کنزالاقائق از محمد حنیف گنگوہی
الکافی از حکم شہید محمد بن محمد
شرح نقایہ لملا علی القاری
کشف المحجوب از علی بن عثمان ہجویری
طبقات ابن سعد از ابن سعد
معجم البلدان از یاقوت حموی
تاریخ اہل حدیث از میر ابراہیم سیالکوتی
تدریب الراوی از امام سیوطی
شرح الفیہ للعراقی
نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ از عبداللہ یوسف الحنفی
تذکرہ الحفاظ از امام ذہبی
تاریخ بغداد از خطیب بغدادی
طبقات سبکی از امام سبکی
اتحاف النبلاء
تانیب الخطیب از محمد زاہد کوثری
البدایہ والنہایہ از اسمٰعیل بن عمر شافعی
سبیل الرسول از صادق سیالکوٹی
جواہر البحا از امام نبہانی
مکتوبات امام ربانی از شیخ احمد سرہندی
مناقب ابن البر
الاشباہ والنظائر لابن نجیم
طبقات الکبریٰ از عالمہ عبدالوہاب شعرانی
جواہر البیان از مولانا نقی علی خان بریلوی
تہذیب التہذیب از ابن حجر عسقلانی
تقصاء جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار از نواب صدیق حسن
الفہرست از ابن ندیم
الحیات بعد الممات از سید نذیر احمد
محاضرات عن الاسلام از گولازیہر

Marfat.com

معیار حق از سید نذیر حسین دہلوی
مناقب علی القاری بذیل الجواہر
کتاب المیزان از امام عبدالوہاب شعرانی
مناقب الکردری از امام کردری
براس از عبدالعزیز پرہاروی
مناقب امام صدر الائمہ
تحفۃ الحوذی عبدالرحمن مبارک پوری
طبقات الشافعیۃ الکبریٰ از امام شعرانی
قراۃ العینین از شاہ ولی اللہ
فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ
تاری کالثقافۃ الشرقیہ از فون کریم
القانون المدنی الرومانی از ایموس
الابحاث فی العلاقات از ایمیلیو بوسی
سبیل الرشاد از رشید احمد گنگوہی
حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری
عقود الدری فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ از ابن عابدین شامی
تذکرہ الاولیاء از شیخ فرید الدین عطار
عقود الجمان از حافظ محمد یوسف صالحی
مقدمہ ابن صلاح از ابن صلاح
میزان الشریعۃ الکبریٰ از امام شعرانی
مقدمہ ابن خلدون از ابن خلدون
الانتقاء لابن البر
نزک الابرار از وحید الزمان حیدر آبادی
منہاج السنۃ از ابن تیمیہ
فلسفہ شریعت اسلام از ڈاکٹر صبحی محمصانی
نزہۃ الخواطر از عبدالحی حسنی
القانون الرومانی از شیلڈون ایموز
نتائج الافکار از ابن حجر عسقلانی
تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی
مجدد اسلام بریلوی از صابر نسیم بستوی
کوثر الخیرات از محمد اشرف سیالوی
وصایا شریف اعلیٰ حضرت بریلوی

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

ہماری دیدہ زیب اور خوبصورت کتب

مسلم شریف مترجم

علامہ صدیق ہزاروی

مکاشفۃ القلوب

ج العا

احیاء العلوم

علامہ صدیق ہزاروی

قصص الانبیاء

شمع شبستان رضا

مؤطا امام محمد

رکن دین

عین الفقر

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ اُردو بازار ○ لاہور 042-37352795 - 37124354

Design by: *AFS* 0345-4653373

Marfat.com